

عزات سیمز

کتابخانه فیضی

# بد روح

ظہیر احمد





## پیش لفظ

محترم قارئین  
اسلام علیکم

میرا بیا اور ہملا پر اسرار ناول "بدروح" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے نام کی طرح انتہائی حیرت انگیز اور پر اسرار واقعات پر مبنی ہے۔ جس میں آپ کو پر اسراریت کے ساتھ ساتھ انتہائی حیران کن اور دلچسپ واقعات پڑھنے کو ملیں گے۔ میں نے سابقہ تمام ناول جیسا کہ میں نے لکھے تھے۔ آپ کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بار میں نے قلم کار بنی رازوں کی جانب گامزن کیا ہے۔ یہ کہانی میں نے عام ڈگر سے ہٹ کر کوئی نئے پیرائے میں چھپا رکھی ہے جو یقیناً آپ کے اعلیٰ معیار پر پوری اترے گی۔

"بدروح" ایک ایسا ناول ہے جس کو لکھتے ہوئے کئی مقامات پر خود میرے اپنے روئے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس ناول میں آپ جو خوف کوئے روپ میں دیکھیں گے اور جو خوف کا یہ بیا اور انوکھا انداز آپ کو یقیناً سب سے پسند آئے گا۔ اس بار عمران کے ساتھ ساتھ جو خوف بھی عجیب و غریب اور پر اسرار واقعات کا شکار ہو گیا تھا۔ عمران کی ایک چھوٹی سی غلطی نے اسے اس قدر عجیب و غریب اور پر اسرار چکر دلوں میں



نظر آتا ہے۔ عمران اس پر ہی قناعت نہیں کرتا، وہ صفدر کو ہلاک کرنے کے لئے لڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اور آخر کار وہ صفدر کو عین اس وقت گولیوں سے چھلی کر دیتا ہے جب صفدر آخری دھڑکن پر ہوتا ہے۔ عمران کو اس قدر ہمانہ انداز میں صفدر کو ہلاک کرتے دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے دلوں میں عمران کے سنے انتہائی حد تک نفرت جاگزیں ہو جاتی ہے۔ وہ عمران سے صفدر کی موت کا انتقام لینے کے لئے قتل جاتے ہیں اور چر...

آپ نے بے شمار پراسرار اور عجیب و غریب واقعات سے بھرپور ناول پڑھے ہوں گے مگر اس قدر دلچسپ، حیرت انگیز اور انوکھا ناول کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔ اس کہانی کا ایک ایک لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔ کہانی کا پہلا خیز سسٹنس آپ کو اپنے اندر سو لے گا اور پراسرار اور خوفناک واقعات پڑھتے پڑھتے یقیناً آپ کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ ناول کا تیز میسج، سسٹنس، حیرت انگیز ایکشن اور پراسراریت آپ کو بے حد پسند آئے گی اور یقیناً آپ ہمیشہ کی طرح ماحرری اس کاوش کو بھی سراہیں گے اور بار بار ایسی ہی کہانیاں لکھنے کی خواہش کریں گے۔ اس کہانی پر میں نے جب یادداشتیں لکھی ہیں تو ان کے اثر سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی میری نکت کے اثر سے سرور و لالچیں لے لیں گے اور میرے سچے دلچسپ اور پُرخلو ماحرری کے نام نہ صرف سراہیں گے۔ آپ کے نام شوقی ہی سے سب سے مشغول رہنا چاہئے ہوتے ہیں اور

بھنسا دیا تھا کہ کسی طرح عمران کی جان چھوٹی نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔ ایک پراسرار اور خوفناک بدروح نے عمران پر اس انداز میں اپنا تسلط بھاریا تھا کہ حقیقتاً عمران کی زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔ ایک شیطانی ذہن نے عمران کو اپنے شیطانی جاں میں اس بری طرح سے سبک دیا تھا کہ عمران کی زندگی موت کی آخری حدوں کو چھوئے لگی تھی۔ جہاں تک کہ عمران اپنی پوری ٹیم کے لئے موت کا پیغام بن جاتا ہے۔

اور سیکرٹ سروس کے ممبران ایکسٹرو کے حکم سے عمران کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور اور عمران ان سب کے لحاظ سے لے اپنی گرباندہ دیتا ہے۔ پھر ایک ایسا موقع آتا ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران ایک دوسرے کے مد مقابل آجاتے ہیں اور پھر ان کے درمیان انتہائی خطرناک اور اعصاب شکن فاسٹ ہوتی ہے۔ وہ دشمنوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایسے میں جو خوف، عمران کا دواوار غلام جو عمران کو باس کہتا ہوا نہیں تھکتا تھا عمران پر جان بوجھ کر آتا ہے اور عمران پر ایک ساتھ کئی خنجر مار کر اسے موت کے دہانے تک پہنچا دیتا ہے۔

اس عجیب و غریب اور پراسرار کہانی میں ایک لمحہ ایسا بھی آتا ہے جب عمران، صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں اسپتال سے جو لیا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اٹھا کر لے جاتا ہے اور بتایا اور اس کے ساتھیوں کو صفدر اور زیادہ مخدوش حالت میں کمرے کے درم میں پڑا

آپ کے نامہ شوق پڑھ کر ہی مجھے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ میں اپنی کاوشوں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ اس بار قارئین کے پرزور اصرار پر خطوط شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ خطوط آپ ناول کے آخری صفحات میں دیکھ سکتے ہیں۔ جن قارئین کے خطوط اس ناول میں شائع کئے گئے ہیں۔ سب سے ناول "بلیک جیک" میں ان کے ناموں کا اعلان پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔ آپ بھی اگر اپنے خطوط ناول میں شائع کرانا چاہتے ہیں تو پہلی فرصت میں "نامہ شوق میرے نام" لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا تعریف اور تنقید پر لکھا ہوا ہر خط شائع کیا جائے گا۔ جب تک آپ میری خامیوں کی نشاندہی نہیں کریں گے اس وقت تک میں آپ کے سب سے بہترین ناول کیسے تخلیق کر سکوں گا۔ اب آپ یقیناً پراسرار اور دلچسپی سے بھرپور ناول "بدروح" پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ اس لئے اب مجھے اجازت دیجئے اور مجھے اپنی رائے سے ضرور نواز دیجئے۔

والسلام

آپ کا غیر اندیش

ظہیر احمد

یہ کافرستان کا شمالی پہاڑی علاقہ تھا جسے عام طور پر مارہٹک کہا جاتا تھا۔ اس علاقے میں سینکڑوں کلومیٹر تک کوئی انسانی آبادی نہیں تھی اور یہ پہاڑیاں اس قدر دشوار گزار اور ٹوٹا ٹوک تھیں کہ اس طرف کوئی بھولے سے بھی نہیں آتا تھا۔ اس علاقے میں انتہائی گہری اور بڑی بڑی اندھی کھائیاں بھی موجود تھیں اور راستے اس قدر پیچیدہ اور خم دار تھے کہ کوئی چالو رہی اگر ان راستوں سے گزرنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی خود کو محفوظ رکھ نہ سکتا تھا اور لامحالہ وہ اندھی اور لامحدود گہرائیوں کی جال کھائیوں میں جا گرتا تھا جس سے اس طرف جانا موت کے منہ میں جانے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔

یہ پہاڑی علاقہ خشک اور سنگی تھا۔ اس علاقے میں سرخ رنگ کے نالوں کے ایک قدیم نسل آباد تھی جسے ہجوم کہا جاتا تھا۔ ہجوم ناگ زیادہ سے زیادہ دیرینہ وقت کے تھے اور ان کے رنگ سرخ



مگر ان کے سر نیلے ہوتے تھے۔ باسوم ناگوں کے بارے میں مشہور تھا کہ ان ناگوں سے زیادہ خطرناک اور زہریلے ناگ، روئے زمین پر کہیں نہیں پائے جاتے اور ان ناگوں کے زہر میں اس قدر قوت تھی کہ اگر وہ کسی سنگی پٹان کو بھی لاس لیتے تو وہ پٹان ایک لمحے میں موم کی طرح پگھل جاتی تھی۔ باسوم ناگوں کے ساتھ ساتھ اس علاقے میں سیاہ رنگ کے بھوؤں کی بھی بہتات تھی جن کا کانا پانی بھی نہیں مانگتا تھا۔ یہ حشرات الارض ہر طرف ان پہاڑیوں پر اور ان کے ارد گرد موجود رہتے تھے۔ دیوں گنا تھا جیسے یہ سارے کا سارا علاقہ انہی ناگوں اور زہریلے بھوؤں کے لئے مخصوص ہو۔

انہی پہاڑیوں میں سرمئی رنگ کی ایک بڑی سی پہاڑی تھی جو دوسری پہاڑیوں سے اونچی اور پھیلاؤ کے لحاظ سے دوسری پہاڑیوں سے کافی بڑی تھی۔ اس پہاڑی میں ایک کشادہ غار تھا اور غار کا دہانہ خاصا بڑا تھا۔ اس غار نے اندر جا کر ایک بڑے اور گول کمرے کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔ غار کی دیواریں انتہائی حد تک سیاہ تھیں اور کمرے کی دیواروں پر عجیب و غریب اور انتہائی پھیلتے ہوئے شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ غار کی دیواروں پر دو بڑی بڑی شخصیں چل رہی تھیں۔ ان مشغلوں میں شاید جانوروں کی ہر ہر ہل رہی تھی جس کی وجہ سے غار میں ہلکا ہلکا دھواں اور بے پناہ سرانڈ پھیلی ہوئی تھی۔ مشغلوں کی وجہ سے وہاں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کے وسط میں ایک چبوترہ شاہزی سی پٹان تھی اور اس چبوترے پر ایک لمبا جڑوا اور اوصیر

عمر آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور وہ سنبھلے ہوئے تھے۔ مسلسل کچھ پڑھتا جا رہا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا البتہ اس کی والہی اور موٹھیں تھیں، تھوڑا بھنکار کی طرح بڑھی ہوئی تھیں۔ اوصیر عمر کے جسم پر زرد رنگ کا لنگوٹ تھا اور اس نے گے میں خشک پھولوں، انسانوں اور جانوروں کی ہڈیوں اور ٹکڑیوں کے عجیب و غریب ٹکڑوں کی بے شمار بالائیں بہن رکھی تھیں۔ اوصیر عمر کا وجود بے حد نفوس اور کسرتی معنوم ہو رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہی نائل تھا۔

چٹان پر اس اوصیر عمر کے گرد ایک سرخ حصار بنا ہوا تھا۔ اس حصار سے سرخ رنگ کا ہلکا ہلکا دھواں سا نکلتا دکھائی دے رہا تھا۔ اوصیر عمر نے وہ حصار شاید اپنی حفاظت کے لئے بناد رکھا تھا۔ کمرے میں عجیب اور گہری خاموشی مسلط تھی کہ اگر وہاں سوتی بھی گرنے تو اس کی آواز سنائی دے۔ اوصیر عمر مسلسل آنکھیں بند کئے کچھ پڑھے جا رہا تھا کہ اچانک سرخ حصار میں چٹکاریاں سی اٹھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سو سے دوسرے سو تک لگاتار چلی گئی اور حصار کا رنگ لالقت سیاہ ہو گیا۔ جیسے ہی حصار لالہ لگا، اس کے اوصیر عمر نے یہ دم آنکھیں کھول لیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے کپوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں۔ اس کی نظریں حصار کے قریب آتے ہی اٹ بھل کر سیاہ ہو گیا تھا۔

بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے پاس یہ بات ہے

مرحلہ بھی خوش اسلوبی سے مکمل ہو گیا ہے۔ "ادھیڑ عمر کے منہ سے مسرت انگیز آواز نکلی مگر اسی لمحے ایک تیز اور خوفناک غراہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آجاء سہاترا۔" بوڑھے نے غار کے دہانے کی طرف دیکھتے ہوئے کرحٹ لہجے میں کہا تو اسی لمحے تیز گونج سی پید اہوئی اور ہوا کا ایک تیز جھوٹکا آیا اور زمین سے مٹی کا ایک غبار سا بلند ہوا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک نہایت خوبصورت لڑکی کا روپ دھاریا۔ اس لڑکی کی شکل قدیم مصری لڑکیوں جیسی تھی اور اس نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ بھی قدیم نامی کا تھا۔

"سہاترا مہا یوگی کو پر نام کرتی ہے۔" لڑکی نے سر جھکا کر نہایت مؤدبانہ انداز میں ادھیڑ عمر کو پر نام کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہارا پر نام قبول کیا۔ بتاؤ ہمارے لئے کالی دیوی کا کیا آدیش لے کر آئی ہو۔" مہا یوگی نے اس لڑکی کی طرف مسکرا کر اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کالی دیوی نے مہا یوگی کا چھٹایوگ سہیچکار کر لیا ہے۔ اب آپ کو مہا بھاری کا درجہ دے دیا گیا ہے آقا۔" سہاترا نے کہا اور اس کی بات سن کر ادھیڑ عمر مہا یوگی کے بہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اور اس کی آنکھوں کی چمک بھی یکلخت کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

"ہم جانتے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ کالی دیوی ہمارے یوگ سے

ضرور پرست ہوگی۔ جس طرح ہم نے چھ یوگ پورے لئے ہیں اسی طرح ہم کالی دیوی کے آشیرود سے ساتویں اور آخری یوگ میں بھی کھلتا حاصل کر لیں گے اور پھر ہم مہا پر بھوکا درجہ بھی حاصل کر لیں گے۔ مہا پر بھوکا درجہ حاصل ہوتے ہی ہم دنیا کے طاقتور اور سب سے بڑی قوت کے حامل جو شکا جادو کو بھی حاصل کر لیں گے جس سے ہم پوری دنیا کو اپنے چرنوں میں جھکا دیں گے۔ پھر اس دنیا پر ہمارا راج ہوگا۔ صرف ہمارا راج۔" مہا بھاری فاعرائے لہجے میں کہتا چلا گیا۔ اس کی بات سن کر سہاترا نے سر ہٹا لیا تھا اور وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا سہاترا۔ خاموش کیوں ہو گئی ہو۔ بتاؤ مجھے۔ جو شکا جادو پر اب ہمارا ہی حق ہے ناں۔" اسے خاموش دیکھ کر مہا بھاری نے مزے لہجے میں کہا۔

"میں شما چاہتی ہوں مہا راج۔ مم۔ مجھے شما کر دیں۔" سہاترا نے رک رک کر اور قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"شما۔ کیا مطلب۔ کس بات کی شما مانگ رہی ہو تم۔ مہا بھاری نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے مہا راج کہ آپ کالی دیوی کے چھ یوگوں میں پوری طرح سے مکمل ہو گئے ہیں اور آپ سے مہا بھاری کا درجہ بھی حاصل کر لیا ہے اور اس کے بعد آپ ساتویں یوگ کے لئے استقامت کریں گے تو آپ اس میں بھی کھلتا حاصل کر لیں گے اور مہا پر بھوکا



درجہ حاصل کر کے نالایق رہتا ہے۔ انٹرم میں اور ان کے سنگھاسن پر بھی بیٹھ جائیں گے۔ پرتو۔ "سماترا کچے کچے رک گئی۔

"پرتو۔ پرتو کیا۔" مہاراجاری نے غصے سے چیخنے ہوئے کہا۔ غصے اور پریشانی سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں اور زیادہ سرخ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

"مہاراج آپ جو شکا جادو حاصل نہیں کر سکیں گے۔" سماترا نے دڑتے دڑتے کہا اور اس کی بات سن کر مہاراجاری ہلکتی اچھل پڑا۔ اس کا رنگ غصے سے انتہائی حد تک سیاہ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے تھے۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو سماترا۔ ہم مہاراجوں کی بھی جو شکا جادو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ کیوں۔ آخر کیوں۔" مہاراجاری نے حلق کے بل چیخنے ہوئے کہا۔

"مم۔ مہاراجاری۔ دراصل جو شکا جادو کو ہمیشہ ہمیش کے لئے غائب کر دیا گیا ہے۔" سماترا نے ہلکاتے ہوئے کہا اور اس بار مہاراجاری کو جیسے زوردار جھٹکا لگا اور وہ بے چارگی سے پوری طرح لرز اٹھا۔

"جو شکا جادو غائب کر دیا گیا ہے۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو سماترا کہاں غائب ہوا ہے جو شکا جادو۔ کس نے غائب کیا ہے اسے۔ مہاراجاری نے خوف و پریشانی اور کچھ پانسٹ بھرتے لہجے میں کہا۔

"میں جانتی کہ یہی ہوں مہاراج۔ جو شکا جادو کو ہمیشہ ہمیش کے

لئے غائب کر دیا گیا ہے۔ اس جادو کو آپ مہاراجوں کی بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔" سماترا نے اسی انداز میں کہا تو مہاراجاری کی آنکھیں خوف سے پھیلی چلی گئیں۔

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مہاراج جو شکا جادو کو کوئی کیسے غائب کر سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔" مہاراجاری نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ غصے سے زرد ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم میں خون کی ایک بوند بھی باقی نہ رہی ہو۔

"اس کا جواب آپ کو ماشالی بیوے سکتی ہے مہاراج کہ جو شکا جادو کیسے غائب ہوا ہے اور اسے کس نے غائب کیا ہے۔" سماترا نے جلدی سے کہا۔

"ماشالی۔ اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے ماشالی۔ بلاؤ۔ جلدی بلاؤ اسے۔ وہ جو شکا جادو کی بھاری ہے۔ واقعی وہ میری بات کا صحیح جواب دے سکتی ہے۔ بلاؤ اسے۔ جلدی کرو۔" مہاراجاری نے بری طرح سے چیخنے ہوئے کہا۔

"ماشالی کو بلائے کے لئے آپ کو بھوکپ منتر پڑھنا پڑے گا مہاراج۔" سماترا نے کہا۔

"بھوکپ منتر۔ اوہ۔ ماشالی بھوکپ منتر سے بھر پور کیسے آسکتی ہے۔ ٹھیک ہے تم جانتی ہو۔ میں بھوکپ منتر پڑھ کر ماشالی کو بلاتا ہوں۔ وہی مجھے جو شکا جادو کے بارے میں بتائے گی۔

وہ بہت باخبر ہے۔ اس کی شکلیں مہان ہیں نہ مہاجر جی نے کہا تو سماترا نے سر جھکا کر مہاجر جی کو پر نام کیا اور پھر اس کے گرد بگھلتا غبار سا چھا گیا اور پھر جب غبار غائب ہوا تو اس کے ساتھ ہی سماترا بھی غائب ہو چکی تھی۔ مہاجر جی کا بہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔

"ہونہ۔ سماترا کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کبھی ہے کہ جو شکا جادو کو غائب کر دیا گیا ہے۔ کون غائب کر سکتا ہے جو شکا جیسے مہان اور شکتی شالی جادو کو۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ مہاجر جی کے علاوہ نہ کوئی جو شکا جادو تک پہنچ سکتا ہے اور نہ اسے چھوئے کی جرأت کر سکتا ہے۔ مہاجر جی کے سوا جو بھی جو شکا جادو کی شکتی کو چھوئے گی کو شش کرے گا تو مہان جادو کی شکتی اسے ایک لمحے میں جلا کر بھسم کر دے گی اور پھر جو شکا جادو اور اس کی شکتی کو کوئی کیسے غائب کر سکتا ہے۔ جو شکا جادو کی شکتی پنڈت دیال کے پاس تھی جیسے اس کی غلطی کی وجہ سے مہان جو شکا جادو کی مہان شکتی نے خود ہی نشٹ کر دیا تھا۔ اس بات کو ہزاروں ورثہ بیت چکے ہیں اور ان ورثوں میں سب شمار سادھوؤں، پنڈتوں اور یوگیوں نے کالی دیوی کے سات یوگ پورے کر کے اس مہان جادو کو پانے کی کو شش کی تھی لیکن ان میں سے کوئی بھی ایک دو یوگ نہ بھوگ سکا تھا۔ ان یوگوں کو اب تک میں نے بھوگا ہے۔ صرف میں نے۔ ان چھ یوگوں کو بھوگنے کے لئے میں نے سچا دوش

مہان اس گھپاہ میں دنیا کو جیگ کر کے بتاتے ہیں۔ ان یوگوں میں میں نے بے پناہ تعلیقیں اور دکھ اٹھائے تھے۔ طرح طرح کے سخت اور کڑے امتحانوں سے گزرا تھا۔ موت ہر بار مجھ سے چھو کر گزر جاتی تھی۔ بھوکا پیاسا رو کر میں نے بے پناہ کشت اٹھائے ہیں اور اب جبکہ میں صرف ایک یوگ کے واسطے پر رہ گیا ہوں جس کے لئے مجھے ایک اور ورثہ مہان گزارنا تھا اس یوگ میں مجھے سخت اور انتہائی کمزور کشت اٹھانے تھے اور میں کچھ رہا تھا کہ میں دوسرے یوگوں کی طرح اس یوگ کے کشت بھی پھیل کر پھلتا حاصل کر لوں گا اور اس یوگ کا سب سے بڑا اور مہان مہاجر جی بن جاؤں گا اور مہاجر جی پر بھونپنے ہی میں دنیا کے سب سے بڑے اور عظیم قوتوں والے جو شکا جادو کی شکلیوں کو پالوں گا۔ پرتو۔ سماترا۔ ہونہ۔ سماترا کہہ رہی ہے کہ جو شکا جادو غائب ہو گیا ہے۔ کیسے۔ کیوں۔ مہاجر جی نے پریشان سے لمحے میں کہا۔ وہ کافی دیر تک اس ادھیڑ میں ہٹکا رہا کہ وہ سماترا کی بات کا یقین کرے یا نہیں۔ پھر اس نے ماضی کو بلانے کا فیصلہ کر لیا۔ ماضی کا تعلق جو شکا جادو کی شکلیوں سے تھا۔ وہ ایک باخبر بدھ تھی۔ ماضی کا چوتھا جو شکا جادو سے پرانا اور اسے کوئی تعلق نہیں تھا اس سے مہاجر جی کو یقین تھا کہ وہ دوسری شکلیوں کے ساتھ ماضی جو شکا جادو کے ساتھ غائب نہیں ہوئی تھی۔ جو شکا جادو کہاں تھا اور اسے کس نے اور کیوں غائب کیا تھا۔ اب صرف اور صرف ماضی ہی اسے اسے سنی گئی ہے۔ پھر میں نے



اینا دایاں ہاتھ گھمٹنے پر رکھا اور بایاں ہاتھ اٹھا کر انگلیاں ایک ساتھ  
 جوڑ کر پتھیلی کا رخ سامنے کی طرف کر دیا اور اس نے آنکھیں بند  
 کیں اور پھر اس نے اونچی آواز میں بھوکے منتر پڑھنا شروع کر دیا۔  
 جیسے ہی اس نے منتر پڑھنا شروع کیا اسی لمحے غار بری طرح سے ہلنا  
 شروع ہو گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شدید زلزلہ آ رہا ہو جس سے یہ  
 صرف غار بری طرح سے لرز رہا تھا بلکہ غار میں تیز اور انتہائی خوفناک  
 گونج بھی سنائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے اچانک دو دروازے پر چلتی ہوئی  
 مشعلوں میں آگ بجھ گئی اور غار میں یکھٹ اندھیرا چھا گیا۔ جیسے ہی  
 غار میں اندھیرا ہوا تو غار میں ایک انتہائی تیز اور دلخراش چیخ کی آواز  
 گونج اٹھی۔ چیخ اس قدر ہولناک اور دردناک تھی جیسے کسی لڑکی کو  
 اٹھا اٹھا کر زور زور سے زمین پر بٹھا جا رہا ہو۔ پھر جیسے ہی چیخ ختم ہوئی  
 اسی لمحے غار میں آتا ہوا زلزلہ اور زلزلے کی گونج بھی ختم ہو گئی اور  
 غار میں کسی ناگن کی تیز اور خوفناک پھنکاروں کی آواز سنائی دینے لگی۔  
 "ماشالی۔ مہابھاری کو پر نام کرتی ہے۔" اچانک اندھیرے میں  
 ایک پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو مہابھاری نے یکدم آنکھیں  
 کھول دیں اور پھر وہ غار میں اندھیرا دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔  
 "یہ اندھیرا۔ اوه۔ اوه۔ یہاں اندھیرا کیوں ہو گیا ہے۔" مہا  
 بھاری نے تیز لہجے میں کہا۔  
 "اندھیرا میرے کارن ہوا ہے مہابھاری۔" ماشالی کی پھنکارتی  
 ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارے کارن۔ پرتو۔ ماشالی۔" مہابھاری نے چوٹکتے ہوئے  
 کچھ کہنا چاہا مگر ماشالی نے اس کی بات کاٹ دی۔  
 "مہابھاری۔ میرا تعلق جو تکہ جو شکا جادو سے ہے اور جو شکا جادو  
 غائب ہو گیا ہے اس لئے میرے گرد بھی اندھیرا چھا گیا ہے جس کے  
 کارن میں اپنے اصل روپ میں کسی کو دکھائی نہیں دے سکتی۔  
 تمہیں بھی نہیں۔" ماشالی کی آواز سنائی دی تو مہابھاری کا ہجرہ اور  
 بھی تاریک ہوتا چلا گیا۔ ماشالی نے بھی اسے جو شکا جادو کے غائب  
 ہونے کا مزہ سنایا تھا جو مہابھاری کی روح ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔  
 "اوه۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا لئے لطف نہیں کہا تھا۔ مہا  
 بھاری نے نگھے نگھے سے لہجے میں کہا۔  
 "ہاں مہابھاری۔ تمہاری شگفتی سمجھتا رہا تھا میں غلط نہیں بتایا  
 تھا۔ جو شکا جادو کو واقعی غائب کر دیا گیا ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔"  
 ماشالی نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔  
 "پرتو۔ یہ سب کہیے ہو گیا ماشالی۔ یہ سب کہیے ہو رہا ہے۔"  
 مہابھاری نے ہڈیاں انداز میں جھپٹتے ہوئے کہا۔  
 "یہ سب روشنی کی ایک مہان طاقت نے کیا ہے۔ مہابھاری۔"  
 پھنکارتی ہوئی آواز نے کہا۔  
 "روشنی کی طاقت۔ کیا مطلب۔" مہابھاری نے رعب کے لہجے  
 "مہابھاری۔" وہاں کی روشنی اب اس قدر کم ہو چکی تھی کہ اس  
 انگلیوں ایک۔ یاد دہانی میں لگا گئی تھیں۔ ان کے لئے یہ





ہو گئیں۔ اب وہ سیاہ ہڈی کہاں ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ جب تک  
 ہمارے پاس وہ سیاہ ہڈی نہیں آجاتی اس وقت تک تم جو شک جادو  
 حاصل نہیں کر سکتے چاہے تم مہار پر بھی مہانتا ہی کیوں نہ بن جاؤ۔  
 ماشالی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جو شک جادو کی سیاہ ہڈی کو جو شک جادو  
 کی مہانتا شکستیاں خود کہیں لے کر غائب ہوئی ہیں۔ روشنی کی طاقت  
 نے اسے غائب نہیں کیا۔" مہار جاری نے ساری بات سن کر کہا۔

"ہاں۔ پر متو یہ سب اس روشنی کی طاقت کی وجہ سے ہوا تھا۔  
 سیاہ ہڈی کو مہانتا شکستیاں اس روشنی کی طاقت کی وجہ سے لے کر  
 غائب ہوئی تھیں اس لئے یہی کہا جاتا ہے کہ اس روشنی کی طاقت  
 نے مہار جو شک جادو کو غائب کیا ہے۔" ماشالی نے جواب دیتے ہوئے  
 کہا۔

"اگر جو شک جادو کی سیاہ ہڈی کو جو شک جادو کی مہانتا شکستوں نے  
 غائب کیا ہے تو پھر وہ سیاہ ہڈی کو یقیناً کالی دیوی کے کسی اور معبد  
 میں لے گئی ہوں گی۔" مہار جاری نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے  
 کہا۔

"نہیں۔ جو شک جادو کی سیاہ ہڈی کالی دیوی کے کسی معبد میں  
 نہیں پہنچی۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے اس کی فوراً خبر ہو جاتی۔" ماشالی نے  
 کہا۔

"تو پھر وہ کہاں غائب ہو سکتی ہے۔" مہار جاری نے سر جھٹک کر

کہا۔

"میں نہیں جانتی۔" ماشالی نے جواب دیا۔

"تم نہیں جانتی تو کون جانتا ہو گا۔ آخر کسی کو تو پتہ ہو گا کہ مہار  
 شکستیاں جو شک جادو کی سیاہ ہڈی کو لے کر کہاں غائب ہوئی ہیں۔" مہار  
 جاری نے جھلکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب تمہیں شاید گجورا دے سکتا ہے مہار جاری۔"  
 ماشالی نے کہا۔

"گجورا۔ تمہارا مطلب ہے جو شک جادو کا بڑا محافظ۔" مہار جاری  
 نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ گجورا۔ لیکن گجورا کو تم ابھی نہیں بلا سکتے۔ گجورا کو  
 بلانے کے لئے تمہیں کالی دیوی کا ساتواں یوگ بھی پورا کرنا ہو گا۔  
 سات یوگ پورے کر کے جب تم مہار پر جو کا درجہ حاصل کر لو گے  
 تو تمہیں گجورا کو بلانے کے لئے ایک خاص تہنیا کرنا ہو گی۔ خاص  
 تہنیا کے بعد گجورا جب تمہارے سامنے آئے گا تو وہ تمہیں یقیناً بتا  
 دے گا کہ جو شک جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے اور اس کو تم کیسے حاصل  
 کر سکتے ہو۔" ماشالی نے کہا تو اس بار مہار جاری کو قد سے سکون آگیا  
 جیسے اسے جو شک جادو کی سیاہ ہڈی ملنے کی کوئی امید مل گئی ہو۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں کالی دیوی کا ساتواں اور آخری یوگ  
 ضرور پورا کروں گا اور تمہیں تہنیا کر کے گجورا کو بھی ضرور بلاؤں گا۔  
 مجھے ہر عمل میں جو شک جادو حاصل کرنا ہے۔ ہر قیمت پر۔ میں لے

جو شکا جادو کو حاصل کرنے کے لئے اس قدر کثرت اٹھائے ہیں اور ابھی نہ جانے کس قدر کثرت اٹھانے باقی ہیں۔ ان سب کے باوجود اگر میں جو شکا جادو کو حاصل نہ کر سکا تو میرا مہا پر جاری اور مہا پر بھو پٹنے کا کیا فائدہ؟۔ مہا پر جاری نے ٹھوس اور مضبوط لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے مہا پر جاری۔ ایسا کرنے سے میں تمہیں بھلا کیسے روک سکتی ہوں؟۔ ماشالی نے کہا۔

”مجھے تم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت جو شکا جادو حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی؟۔ مہا پر جاری نے غراتے ہوئے کہا۔

”اب میں جا سکتی ہوں؟۔ ماشالی نے کہا۔

”ہاں جاؤ۔ لیکن ٹھہرو۔ ایک بات اور بتاتی جاؤ؟۔ مہا پر جاری نے کسی خیال کے تحت اس سے پوچھا۔

”پوچھو؟۔ ماشالی نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا۔

”تم نے بتایا ہے کہ مہا پر بھو پنڈت دیال نے جو شکا جادو کی شکلیوں کو سیاہ ہڈی میں بند کر دیا تھا۔ ان شکلیوں کو استعمال میں لانے کے لئے وہ باقاعدہ خاص منتر پڑھتا تھا اور اس نے وہ منتر کسی کتاب میں اپنے خون سے لکھ دیئے تھے۔ کیا تم مجھے اس کتاب کے بارے میں بتا سکتی ہو کہ وہ کہاں ہے۔ مجھے جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کے ساتھ لامحالہ اس کتاب کو بھی حاصل کرنا ہے ورنہ میں جو شکا جادو کی شکلیوں سے کام کیسے لے سکوں گا؟۔ مہا پر جاری نے کہا۔

”اس کتاب کے بارے میں بھی تو تمہیں مہا پر بھو پٹنے کے بعد ہی

بتایا جاسکتا ہے مہا پر جاری؟۔ ماشالی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتی ہو۔ میں کالی دیوی کا آخری یوگ پورا کر لوں پھر میں تم سے بات کروں گا۔ مہا پر جاری نے غراتے ہوئے کہا تو اسی لمحے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور غار میں ایک بار پھر زلزلہ آگیا لیکن زلزلے کا اثر اس بار چند ساعت کے لئے رہا تھا۔ تھر تھراتی زمین اور دیواریں بالکل سکوت کی حالت میں آ گئیں اور ان کے ساخت ہوتے ہی دیواروں پر لگی ہوئی مشکلیں خود بخود جل اٹھیں۔ غار میں چبوترے پر مہا پر بھو پٹنے کی طرح اکیلا بیٹھا تھا اور اس کے چہرے پر بدستور غصے اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔



عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیکیٹ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر اس پیکیٹ پر لکھا ہوا نام اور ایڈریس پڑھنا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر فراسکی فرام ساگا لینڈ - عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ڈاکٹر فراسکی کا نام اس کے لئے اجنبی ہو ساگا لینڈ کافرستان کے شمال مغرب میں سابقہ روسیاء کی ان ریاستوں میں سے تھا جو دوسرے ملکوں کی طرح الگ اور خود مختار حیثیت کا مالک تھا۔ جہاں تک عمران کو یاد پڑتا تھا وہ کبھی ساگا لینڈ گیا تھا اور نہ ہی وہ کسی ڈاکٹر فراسکی کو جانتا تھا۔ پھر وہ ڈاکٹر فراسکی کون تھا جس نے خاص طور پر اس کے فلیٹ کے ایڈریس پر یہ پیکیٹ بھیجا تھا یہ پیکیٹ عمران کو ابھی کچھ دن پہلے ایک سپیشل کوویر سے وصول ہوا تھا۔ سلیمن ان دنوں چونکہ اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے

کال ہیل کی آواز سن کر عمران خود دروازے پر گیا تھا جہاں کوویر سروسز کا نمائندہ اس کے لئے پیکیٹ لئے کھڑا تھا۔ عمران نے پیکیٹ وصول کر کے دوپہر پر دستخط کئے اور پھر دروازہ بند کر کے واپس اپنے کمرے میں آگیا اور اب وہ مسلسل اس پیکیٹ کو دیکھ رہا تھا۔ پیکیٹ کی لمبائی تقریباً ایک فٹ تھی اور چوڑائی آٹھ فٹ سے زیادہ نہ تھی۔ اس کی موٹائی بھی دو انچ سے زیادہ نہ تھی اور پیکیٹ اسپورٹنگ گتے کے ڈبے کا بنا ہوا تھا جس پر سپیشل کوویر کے مخصوص اسٹیکر چسپاں تھے جن پر ایک طرف عمران کا نام و ایڈریس اور فون نمبر اور دوسری طرف ڈاکٹر فراسکی کا ایڈریس اور ملک کا نام لکھا ہوا تھا۔ اب اس پر ڈاکٹر فراسکی کا فون نمبر درج نہیں تھا۔

”کیا ہو سکتا ہے اس پیکیٹ میں؟“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے کوویر انکبٹ سے جیسے ہی یہ پیکیٹ ہاتھ میں لیا تھا اس وقت سے اس کے دل و دماغ میں عجیب و غریب سنسناہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی اور اسے عجیب سا احساس ہونے لگا تھا لیکن وہ ان احساسات اور سنسناہٹ کا مطلب نہ سمجھ پا رہا تھا۔ پھر عمران نے جیسے ہی پیکیٹ میز پر رکھا اسی لمحے اس کے جسم میں ہونے والی سنسناہٹ اور عجیب و غریب احساسات کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

”حیرت ہے۔“ ایسے لگتا ہے جیسے اس پیکیٹ میں کوئی خطرناک چیز ہے جس کی وجہ سے میری جتنی حسرتیں سنسناہٹیں اور دکھ ہیں وہ سب میرے لئے حیرت بھرا انداز میں چھوٹے ہوئے ہیں۔ پھر پھر

سوچ کر عمران نے ہیٹ کو کھول لیا۔ عمران نے ہیٹ کھولا تو اس میں ایک سیاہ رنگ کی کتاب تھی۔ کتاب کی جلد لوہے کے پتروں کی تھی اور اس پر پرانے خشک مگر چلدار اپنے ترتیب سے چڑے ہوئے تھے۔ کتاب ہاتھ میں لیٹے ہی اسے نیگت سے پتا گھبراہٹ ہونے لگی جیسے وہ کتاب بے ہو بلکہ ہم ہو اور اس ہم کے پھٹنے میں ایک سینکڑا کا وقت باقی رہ گیا ہو۔ عمران نے حیرت بھری نظروں سے اس کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس نے کتاب کھول لی۔ جیسے ہی اس نے کتاب کو کھولا اس کی ناک سے بدبو کا بھجکا سا ٹکرایا جس کی وجہ سے اس کا من بن گیا۔ خشک اور چلدار ہتھوں پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی جو انتہائی پرانی اور قدیم زمانے کی معلوم ہو رہی تھی۔ عمران غور سے اس تحریر کو دیکھنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تحریر کسی کے خون سے لکھی ہو۔ وہ تحریر کو کھینچنے کی کوشش کرتا رہا مگر تحریر کسی طور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس نے کچھ سوچ کر کتاب کو اٹھایا اور پھر سیدھا کر لیا۔ اسی لمحے اچانک اسے یوں لگا جیسے وہ اس تحریر کو پڑھ سکتا ہو۔ کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا تھا تھا جھوٹا لکھا تھا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" عمران نے تحریر پڑھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور اسے اپنے جسم میں شدید لرزش محسوس ہونے لگی۔ اسے ہچکچاہٹ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوبتا جا رہا ہو۔ اسی لمحے اچانک نیلی

فون کی گھنٹی بجی تو اس کا ڈوبتا ہوا دل بے صرف احوال پر آگیا بلکہ اس کے جسم کی لرزش بھی ختم ہو گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی بھی چھٹ گئی۔ البتہ اسے عجیب کیوں اپنا سر بو بھل ہو بھل سا لگنے لگا تھا۔ عمران نے حیران ہو کر ایک بار پھر کتاب کو دیکھا اور پھر کتاب کو میز پر رکھا اور اٹھ کر نیلی فون کی طرف بڑھ گیا جس کی گھنٹی ستوترا بج رہی تھی۔

"ہیٹس۔ علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے دھیسے سے لہجے میں کہا۔

"دو نو کا کال بول رہا ہوں بیٹا۔" دوسری طرف سے کوٹھی کے ایک ملازم کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں بے پناہ کرب اور دکھ تھا۔ "اوسے دو نو کا کال آپ۔ میرے اندازے کے مطابق آپ کی عمر ساٹھ پینسٹھ برس ہوگی اور آپ ابھی تک نو نو کا کال ہی کہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"بیٹا۔ باب۔ ویگم صاحب۔" دوسری طرف سے دو نو کا کالے رقت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہونک پڑا۔ "ویگم صاحب۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا۔ کیا بات ہو گئی ہے دو نو کا کال؟" عمران نے نیگت سے پوچھا۔

"بیٹا۔ ۱۱۔ ۱۱۔" دوسری طرف سے دو نو کا کالے سسکیوں بھرے لہجے میں کہا تو عمران سمجھنے میں آ گیا۔ دو نو کا کال نے اچانک رونا شروع کر دیا تھا اور اس کے رونے کی آواز میں گر عمران کے جسم میں



چونیاں سی رنگنے لگی تھیں۔

"اماں بی۔ کیا ہوا ہے اماں بی کو۔ دھوکا کا تم بتاتے کیوں نہیں کیا ہوا ہے اماں بی کو۔" عمران نے بری طرح چیخنے ہوئے کہا۔

"بیگم صاحبہ اسپتال میں ہیں بیٹا۔ دوسری طرف سے دھوکا کا نے کہا تو عمران کے ذہن کو ایک دھچکا سا لگا۔

"اسپتال میں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے انہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"بیگم صاحبہ کو ہارٹہ ایک ہوا ہے بیٹا۔ ان کی حالت بے حد خراب تھی اس لئے بڑے صاحب انہیں اسپتال لے گئے ہیں۔" دھوکا

کا نے روتے ہوئے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے خود اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے اپنی اماں بی کا چہرہ آگیا تھا۔

"اوہ۔ کس اسپتال میں لے جایا گیا ہے انہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"اماں بی کے ہارٹہ ایک کی خبر اس پر بجلی بن کر گری تھی۔"

"یہاں سے نزدیک ترین ایک ہی اسپتال ہے بیٹا۔ سرور اسپتال۔" دھوکا کا نے کہا تو عمران نے جلدی سے رسیور کر پٹی پر دیا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے نہایت عجلت میں لباس تبدیل کیا اور فلیٹ سے نکل کر تیز تیز سڑکیاں اترتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کار میں سوار آدھی

اور طوفان کی طرح سرور اسپتال کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اسپتال کی پارکنگ میں کار کھڑی کر کے وہ بھاگتا ہوا ایمر جنسی وارڈ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہوتے ہی اسے سر عبدالرحمان نظر آ گئے۔ ان کے ساتھ ثریا بھی تھی۔ وہاں ان کے دو ملازم بھی تھے۔ شاید سر عبدالرحمان عجلت میں انہیں ساتھ لے آئے تھے۔ ثریا نے عمران کو دیکھا تو اس کے اترے ہوئے چہرے پر قدرے رونق آ گئی۔

"ابا جان۔ بھائی جان آگئے ہیں۔" ثریا نے سر عبدالرحمان سے مخاطب ہو کر کہا جو دوسری طرف منہ کئے کھڑے کسی گہری سوچ میں کھوئے ہوئے تھے۔ ثریا کی بات سن کر وہ چونک کر مڑے۔ بھڑکے ثریا بھاگ کر عمران کے پاس آ گئی تھی۔

"بھائی جان۔ اماں بی۔" ثریا نے کہا اور عمران کے سینے پر سر رکھ کر اس نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ عمران نے ہونٹ چہاتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم آگئے۔ اچھا ہوا۔ میں تمہیں اطلاع دینے کے لئے سوچ ہی رہا تھا۔" سر عبدالرحمان نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کو کیا ہوا ہے ڈیڈی۔" عمران نے سر عبدالرحمان سے پوچھا۔

"سج تک تو وہ ٹھیک تھیں۔ ناشتہ کی بوتل پر اچانک۔ ان کے طبیعت خراب ہو گئی۔" سر عبدالرحمان نے کہا۔

لے گیا تو وہ بے ہوش ہو گئیں۔ جب میں نے فوراً فیملی ڈاکٹر کو بلا لیا۔ ڈاکٹر نے تمہاری اماں بی کو چیک کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں ہارٹ افیک ہوا ہے جس کے لئے انہیں فوری طور پر کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانا ہوگا۔ ہارٹ افیک کا سن کر ہمارے ہاتھ پر پھول گئے اور ہم انہیں لے کر اسی وقت یہاں پہنچ گئے۔ سر عبدالرحمان نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اب ان حالت کیسی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”فی الحال تو انہیں آئی سی یو میں لے جایا گیا ہے اور ہسپتال کے بہترین ڈاکٹروں کی ٹیم انہیں ٹریٹ کر رہی ہے۔“ سر عبدالرحمان نے کہا۔

”بھائی جان۔ اماں بی ٹھیک ہو جائیں گی ناں۔“ ثریا نے سسکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اماں بی کو آئی سی یو میں کتنی دیر پہلے لے جایا گیا تھا۔ عمران نے سر عبدالرحمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔“ سر عبدالرحمان نے اپنی کالی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ نے ہسپتال کے انچارج سے بات کی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ دو میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ان کی ٹریٹمنٹ میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑیں گے۔“ سر

عبدالرحمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کہیں تو میں فاروقی ہسپتال سے ڈاکٹر فاروقی کو بلا لوں وہ ماہر مرجن ہونے کے ساتھ ہارٹ سپیشلسٹ بھی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ڈاکٹر ظہور بھی ہارٹ سپیشلسٹ ہیں۔ وہ تمہاری اماں بی کو خود ٹریٹ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ سب اچھا ہی ہو گا۔“ سر عبدالرحمان نے کہا۔

”انشاء اللہ۔“ عمران کے منہ سے فوراً نکلا۔ وہ سب آئی سی یو روم کے سامنے کھڑے تھے اور آئی سی یو روم کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ثریا کو دلاسہ دیتے ہوئے دیوار کے پاس موجود ایک بیچ پر بٹھا دیا سر عبدالرحمان دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر ادھر ادھر ٹہپتے لگے تھے اور بار بار سر اٹھا کر آئی سی یو کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے کسی ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ عمران بھی بیچ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بھرے پر شدید بے چینی اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

”بھائی جان تجھے بے حد گھبرائٹ ہو رہی ہے۔“ ثریا نے عمران کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

”موصلاً رکھو ثریا۔ میں نے کہا ہے ناں کہ اماں بی کو کچھ نہیں ہو گا۔ عمران نے تپتے میں کہا تو ثریا ایک بار پھر سسل اٹھی۔ کسی لمحے سر عبدالرحمان کی جیب میں موجود اللہ کے سیل فون کی گھنٹی



بچنے لگی تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے جلدی سے جیب سے سیل فون نکالا اور سیکرین پر سپارک کرتے ہوئے نام کو دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے جلدی سے فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔  
 "ہیئس سر۔ میں عبدالرحمان بول رہا ہوں۔" سر عبدالرحمان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران کچھ گیا کہ فون یقیناً کسی منسٹر یا ہوم منسٹر کا ہو گا اس نے سر عبدالرحمان کا لہجہ اس قدر مودبانہ تھا۔  
 "ہیئس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ لیکن سر۔ میں اس وقت خروسر ہسپتال میں ہوں۔ میری سسر۔ اوہ۔ ٹھیک ہے سر۔ میں پہنچ جاتا ہوں۔ ہیئس سر۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوکے سر۔" سر عبدالرحمان نے دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے ڈیڈی۔ کس کا فون تھا۔" عمران نے اٹھ کر سر عبدالرحمان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔  
 "ہوم منسٹر کا۔" سر عبدالرحمان نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چبھاتے ہوئے کہا۔  
 "کیا کہہ رہے تھے وہ۔" عمران نے پوچھا۔

"انہوں نے ایک ایمر جنسی میٹنگ کال کی ہے جس میں میری شرکت بہت ضروری ہے۔ انہوں نے فوری طور پر مجھے میٹنگ میں بلایا ہے۔" سر عبدالرحمان نے کہا۔

"مم۔ مگر آپ اماں بی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔" ثریا نے قریب آتے ہوئے کہا۔  
 "میرا جانا بہت ضروری ہے بیٹی۔ عمران جہاں سے ساتھ ہے۔" میں جلد ہی واپس آ جاؤں گا۔" سر عبدالرحمان نے ثریا کے سر پر شفقت سے ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "ڈیڈی۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا یہاں رہنا بہت ضروری ہے۔" عمران نے بھی ثریا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ہوم منسٹر کے جو میٹنگ کال کی ہے اس میٹنگ کا تعلق ملک کی سالمیت سے ہے اس لئے میرا اس میٹنگ میں شامل ہونا بے حد ضروری ہے۔ میں جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔" سر عبدالرحمان نے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ چھینچنے لگے۔

"اگر کوئی سیر نہیں معاملہ ہو تو مجھے سیل فون پر کال کر لینا۔" سر عبدالرحمان نے تیز تیز چلتے ہوئے ہسپتال سے باہر جانے والے راستے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس سے زیادہ کیا سیر جس معاملہ ہو سکتا ہے ڈیڈی۔" عمران نے انہیں جاتے دیکھ کر ہونٹ چبھاتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان۔ شکوہ اور شرف کر بھی گھر بھیج دو۔" ان کی بھولا بھلا ضرورت ہے۔" ثریا نے عمران سے مخاطبہ کر لیا۔ اس کا اٹھنا۔ کوئی سے ملازمتوں کی طرف تھا جو ایک طرف پریشان حال تھا۔

تھے۔

"کیوں۔ انہیں واپس بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ رہنے دو۔ ان کی ضرورت پیش آگئی تو پھر۔" عمران نے کہا۔

"نہیں بھائی جان۔ اچھا نہیں لگتا۔ آپ انہیں بھیج دیں۔ میں اور آپ ہیں ناں یہاں۔" ثریا نے عمران کے کانہ سے پرہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" بھیج دو۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ اماں بی کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا۔ یہ وہ عمران تھا جو بڑی سے بڑی پریشانی کو ہنس کر ٹال دیتا تھا لیکن اس وقت اماں بی کے لئے وہ نہ صرف پریشان تھا بلکہ اس کے چہرے پر بے پناہ غم بھی جھلک رہا تھا ثریا ملازموں کی طرف بڑھ گئی اور اس نے انہیں گھر جانے کا کہا تو وہ سر ہلا کر واپس مڑ گئے۔

"بھائی جان۔" ثریا نے ملازموں کو واپس بھیج کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔" عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔  
"اگر آپ کہیں تو کچھ رزکے لئے میں بھی گھر سے ہواؤں۔" ثریا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بڑی طرح چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔" عمران نے حیرت سے ثریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن ثریا کے چہرے پر کوئی بدلاؤ اثر نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر وہی غم اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

"دراصل بھائی جان۔" اسپتال کی فضا میں میڈیسن کی تیز بو رہی ہوئی ہے جس سے میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے اور میرا بی بھی مستلہ رہا ہے۔" ثریا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ثریا۔ اماں بی۔" عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔  
"آپ یہاں ہیں ناں بھائی جان۔ آپ کے ہوتے ہوئے میری یہاں کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ اماں بی کو کچھ نہیں ہوگا۔ وہ آئی سی یو میں بے ہوش ہیں۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو آپ مجھے بلا دیجئے گا۔" میں اسی وقت آ جاؤں گی۔" ثریا نے کہا تو عمران اس کی جانب آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

ثریا تو اماں بی پر اپنی جان نثار کرتی تھی اور ان کی ذرا سی تکلیف پر سارا گھر سر پر اٹھالیتی تھی اور رو رو کر بے حال ہو جاتی تھی۔ اب وہی ثریا کہہ رہی تھی کہ وہ اسپتال کی فضا میں پھیلی ہوئی بو کو برداشت نہیں کر پا رہی اور وہ گھر جانا چاہتی ہے۔ اپنی ماں کو موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا چھوڑ کر۔ عمران کو نبھانے کیوں ثریا کا انداز کچھ بدلا بدلا سا نظر آ رہا تھا۔

"ثریا۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔" اماں بی کو اس حال میں چھوڑ کر تم کیسے جا سکتی ہو۔" عمران نے کہا۔

"ہونہر۔" میں نے کہا ناں بھائی جان کہ جب اماں بی کو ہوش آ جائے گا تو آپ مجھے رنگ کر بیٹھنے کا میں اسی وقت آ جاؤں گی۔" ثریا نے پھلٹاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی تھلاہٹ دیکھ کر عمران



واقعی ساکت رہ گیا تھا۔

”اگر ایسا ہے تو جاؤ۔ اماں بی کو ہوش آگیا تو سب بھی تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ صحت یاب ہو کر گھر آجائیں گی تب ان سے حال احوال پوچھ لینا۔“ عمران نے صبر سے لہجے میں کہا۔

”یہ بھی ٹھیک ہے۔ اسی جان نے صحت یاب ہو کر گھر ہی آنا ہے۔ انہوں نے کون سا آپ کے ساتھ آپ کے فلیٹ پر چلے جانا ہے۔“ شریا نے ہنس کر کہا اور اسی کے انداز اور رویہ اس پر عمران ششدر رہ گیا۔

شریا کو ٹھانے کیا ہو گیا تھا۔ وہ شاید اماں بی کی حالت سے بہت زیادہ اپ سیٹ ہو گئی تھی اسی لئے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی۔ اسے واقعی آرام کی ضرورت تھی یہ سوچ کر عمران کے چہرے کے خود و خال نرم پڑتے چلے گئے۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ اماں بی کو میں خود ہی سنبھال لوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ تھینک یو۔“ تھینک یو بھائی جان۔“ شریا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران سے مزید کچھ کہے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی چوٹی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر جھکے جھکے انداز میں پیچ پر ہنچ گیا۔ اسی لمحے آئی سی یو کا دروازہ کھلا تو عمران چونک پڑا۔ روم سے ایک اسی عمر والا کڑیا ہوا تھا۔

”ڈاکٹر صاحب۔“ عمران نے اٹھ کر پیڑی سے ڈاکٹر کی طرف

بڑھتے ہوئے کہا۔

”جی فرمائیں۔“ ڈاکٹر نے حیرانی سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ ڈاکٹر ظہور ہیں ناں۔“ عمران نے ڈاکٹر کے قریب آکر کہا۔

”جی ہاں۔“ ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔“ دراصل میں سر عبدالرحمان کا بیٹا علی عمران ہوں۔ آپ جنہیں ٹرسٹ کر رہے ہیں وہ میری اماں بی۔ میرا مطلب ہے میری والدہ ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ اٹلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمان کے بیٹے ہیں۔“ ڈاکٹر نے کہا۔ اس کے سچے میں حیرت تھی۔

”جی ہاں۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی عمران صاحب۔“ سر عبدالرحمان میرے بہت اچھے دوست ہیں۔“ ڈاکٹر ظہور نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ڈیڈی کے دوست ہیں۔ اس وقت میں آپ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔“ عمران نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

”مجھے سر عبدالرحمان نے بتایا تھا کہ آپ بے حد مزاحیہ“

”کھلاڑی انسان ہیں۔“ مگر آپ تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں عمران صاحب۔ ایک ملازم کو اپنی والدہ کا درجہ دے رہے ہیں۔ گناہ

آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر ظہور نے ہنسنے ہوئے کہا اور ان کی بات سن کر عمران بڑی طرح اچھل پڑا۔ اس کے پھرے کے تاثرات بکھٹ بدل گئے تھے اور وہ ہولتوں کی طرح ڈاکٹر ظہور کو دیکھ رہا تھا جیسے اچانک ان کے سینک ٹکل آئے ہوں۔

"ملازمہ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔" کوٹھی کے ملازم دنو کا کا کی بیوی چرائی بی بی یہاں موجود ہے جیسے خود دنو کا کا اور دوسرے دو ملازم یہاں لائے تھے۔ سر عبدالرحمان نے مجھے فون کر دیا تھا اس لئے میں خود اسے شریعت کر رہا ہوں۔ بہر حال خطرے کی اب کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ معمولی سا امیک تھا۔ میں نے انہیں انجکشن لگا دیئے ہیں انشاء اللہ چند روز میں وہ صحت یاب ہو جائے گی۔" ڈاکٹر ظہور نے کہا تو عمران کے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ اسے ایک بار پھر اپنا ذہن چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس کی حالت بالکل ویسی ہو گئی تھی جیسی اس کتاب کے پیٹ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے ہوئی تھی۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں ڈاکٹر صاحب کہ آئی سی یو میں جیسے لایا گیا تھا وہ دنو کا کا کی بیوی تھی۔" عمران نے کھوٹے کھوٹے سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے آپ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ دیکھیں آپ کی والدہ اور ثریا بیٹی بھی آگئی ہیں۔ آپ خود ہی ان سے

پوچھ لیں۔" ڈاکٹر ظہور نے کہا تو عمران تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے وہ واقعی بے ہوش ہوتے ہوئے بچا کیونکہ سامنے اماں بی اور ثریا چلی آ رہی تھیں۔



خود وصال بھر آئے مگر یہ بھر پوری طرح واضح نہیں ہوا تھا۔ وہ دھوئیں کا ہی پٹا ہوا انسانی چہرہ تھا جس کے خود وصال کسی خوبصورت لڑکی سے مشابہ تھے۔

”کاشی مہاراج ہری چند کو پر نام کرتی ہے اور مہاراج کو مہا پر بھوپنے پر بدھائی دیتی ہے۔“ دھواں ناچہرے نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کہا۔

”تم کالی دیوی کی پوتر بچادون سرخ آتما ہو۔ میرا مطلب ہے کاشی ہی ہونا۔“ مہا پر بھو نے دھوئیں کی طرف دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں مہاراج۔ میں کاشی ہوں اور میں تمہیں کالی دیوی کا آدیش دینے کے لئے آئی ہوں۔ کالی دیوی نے تمہارا ساتواں یوگ بھی سوچا کر لیا ہے اور وہ تم سے بہت خوش ہے اس لئے اس نے تمہیں مہا پر بھو کا درجہ دے دیا ہے۔ کالی دیوی کا آدیش ہے کہ تم ان کے پوتر معبد میں آؤ تاکہ تمہیں مہا پر بھوپنے کا آخیر داد اور پرساد دیا جائے۔“ کاشی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ضرور۔ میں کالی دیوی کے چرن چھونے اور ان کا آخیر داد اور پرساد لینے کے لئے معبد میں ضرور ہواؤں گا کاشی۔ اسی لئے تو میں نے سات ورثہاں جن جتنا وہ کر بھوگ جھیلے ہیں۔ میں نے سات ورثوں سے دنیا کو تیاگ رکھا ہے اور کالی دیوی کی پوجا پات اور تپسیا میں جن جتنا ان کچھا میں بیٹھا ہوں۔ ان سات یوگوں میں

ہوا کا ایک تیز جھونکا مہا بچاری کے چہرے سے نکلایا۔ اسی لمحے اس کے سامنے سیاہ حصار میں چنگاریاں سی انگلیں اور تیزی سے دائرے کے گرد پھیلی پٹی گئیں اور پھر چانک وہاں موجود سیاہ حصار غائب ہو گیا۔ جیسے ہی حصار غائب ہوا مہا بچاری نے یکجہت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں جھیلے سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں انگارے دھک رہے ہوں۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں نے ساتواں یوگ بھی بھوگ لیا۔ میں نے ساتواں یوگ بھی بھوگ لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میں مہا پر بھو بن چکا ہوں۔“ مہا بچاری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو اسی لمحے چبوترے کے سامنے ایک دھماکہ سا ہوا اور زمین پر سرخ رنگ کا دھواں سا نمودار ہوا اور پھر یہ دھواں تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس دھوئیں میں ایک انسانی چہرے کے

میں نے انتہائی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور ہمدردوں کو اپنا خون تک پلایا ہے۔ موت سے بچنے لڑا لڑا کر اور انتہائی خوفناک اذیتیں برداشت کر کے میں آج یہاں تک پہنچا ہوں۔ اتنا سب کچھ جھیل کر میں کالی دیوی کا آشریہ داد اور پرساد نہ لوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مہار پر بھونے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو آؤ مہار پر بھو۔ میں تمہیں کالی دیوی کے معبد میں لے جاتی ہوں۔ ان سے جلد سے جلد پرساد اور آشریہ داد لے لو کیونکہ ناگ راج کا سنگھاسن تمہارا انتظار کر رہا ہے۔“ کاکشی نے کہا۔

”نہیں کاکشی۔ میں ابھی کالی دیوی کے معبد میں نہیں جاؤں گا۔“ مہار پر بھونے کہا۔

”اوہ۔ کیوں؟“ کاکشی نے پوچھتے ہوئے کہا۔

”پہلے میں جو شکا جادو کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں۔“ اچانک مہار پر بھونے اپنا ارادہ بدلتے ہوئے کہا۔

”جو شکا جادو۔“ کاکشی نے ہری طرح پوچھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے یہ سارے کثرت جو شکا جادو حاصل کرنے کے لئے بھوگے ہیں لیکن پچھلے یوگ میں مجھے بتایا گیا تھا کہ جو شکا جادو جو ایک سیاہ ہڈی کی صورت میں ہے روشنی کی ایک جڑی قوت کی وجہ سے غائب کر دیا گیا تھا۔ جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی اپنی شکلیوں کے ساتھ کہاں غائب ہوئی اس کے بارے میں سمجھنا اور ماضی بھی نہیں جانتیں۔ ماضی نے کہا تھا کہ جب میں مہار پر بھو کا درجہ حاصل

کر لوں گا تب مجھے جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کے سب سے بڑے محافظ بگورا کو بلانا ہو گا۔ بگورا ہی مجھے بتا سکتا ہے کہ جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں غائب ہوئی ہے اور اسے کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔“ مہار پر بھونے کہا۔

”اوہ۔ تو تم جو شکا جادو حاصل کرنا چاہتے ہو۔“ کاکشی نے کہا۔

”ہاں۔“ مہار پر بھونے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سمجھنا اور ماضی نے تمہیں درست بتایا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جو شکا جادو واقعی اپنی تمام شکلیوں کے ساتھ غائب ہو چکا ہے۔“ کاکشی نے کہا۔

”یعنی تو میں جانتا چاہتا ہوں کہ جو شکا جادو کہاں غائب ہو گیا ہے اور میں اسے کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔“ مہار پر بھونے سر جھپٹتے ہوئے کہا۔

”جو شکا جادو کہاں غائب ہو گیا ہے اس کا جواب تو شاید مہار مہان کالی دیوی کے پاس بھی نہیں ہے۔“ کاکشی نے کہا۔

”لیکن بگورا۔ بگورا تو سب کچھ جانتا ہو گا۔ وہ جو شکا جادو کا محافظ ہے۔“ مہار پر بھونے چلوی سے کہا۔

”نہیں۔ بگورا ابھی نہیں جانتا۔ اسے بھی اس بات کی ختم نہیں کہ جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے۔“ کاکشی نے کہا تو مہار پر بھو کا چہرہ مزید تاریک ہو گیا۔

”گلت۔ کیا مطلب۔“ اس نے بات کیسے کہہ سکتی ہو گا کاکشی کہ بگورا



بھی سیاہ ہڈی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مہار پر بھونے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”میں کالی دیوی کی پوترہ جادو ہوں مہار پر بھو اور میری شکتیاں بگورا سے زیادہ بلوان اور شکتی شالی ہیں۔ جب میں اور کالی دیوی نہیں جان سکیں کہ جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کہاں ہے تو بگورا یہ بات کیسے جان سکتا ہے۔“ اس بار کا کشی نے سخت اور محصلے لہجے میں کہا تو مہار پر بھو سہم سا گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری سات ورشوں کی تپتیا بھنگ ہو گئی۔ جس جو شکا جادو کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اتنی کھٹکتائیں اٹھائی وہ سب کی سب اکارت ہو گئیں۔“ مہار پر بھو نے یائوس ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ سب کر کے تم نے مہار پر بھو کا درجہ تو پایا ہے۔ تم کالی دیوی کے آئینہ داو سے ناگ راج کے سنگھاسن پر بیٹھ جاؤ گے تو بڑے بڑے سادھو سنت، پنڈت اور یوگی تمہارے چرنوں میں اپنا سر رکھ دیں گے۔ یہ اعزاز تمہارے لئے کیا کم ہے۔“ کا کشی نے کہا۔

”کا کشی۔ تم جہاں ہو۔ کالی دیوی کے بعد تم سب سے زیادہ بلوان اور شکتی شالی ہو۔ کیا تم مجھے ایسا کوئی اوپائے نہیں بتا سکتی کہ جو شکا جادو کو میں کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔“ مہار پر بھو نے جوابت جھڑپ لہجے میں کہا۔

”اوپائے۔“ کا کشی نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا آخر کوئی نہ کوئی اوپائے تو ہو گا۔ اگر جو شکا جادو غائب ہو گیا ہے تو اسے کسی نہ کسی طرح واپس بھی تو لایا جاسکتا ہے۔ جو شکا جادو غائب ہوا ہے فقہ تو نہیں ہوا ہے دوبارہ ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ مہار پر بھو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مہار پر بھو۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ جو شکا جادو کو ظاہر کرنے کا اوپائے ہو سکتا ہے۔“ کا کشی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا تو مہار پر بھو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ بکھرت کھل اٹھا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اوپائے کیا ہے کا کشی۔ مجھ پر اپکار کرو کا کشی۔ میں ساری زندگی تمہارا آنھاری رہوں گا۔“ مہار پر بھو نے کہا۔ اس کا پھر بھکاریوں جیسا تھا جسے وہ کا کشی سے اس بارے میں جاننے کے لئے بھیک مانگ رہا ہو۔

”تم سے پہلے مہار پر بھو پنڈت دیال نے جو شکا جادو کی تمام شکتیوں کو سمیٹ کر ایک سیاہ ہڈی میں بند کر دیا تھا۔ پھر وہ خاص منتر پڑھ کر ان شکتیوں کو استعمال کرتا تھا۔ مہار پر بھو پنڈت دیال چونکہ بے حد بولتا تھا اس لئے اسے بھول جانے کی زیادتی تھی۔ اس نے جو شکا جادو کی شکتیوں کو جاتے اور ان سے کام لینے کے لئے بے شمار منتر پڑھ کر لئے کی بجائے ان منتروں کو غلط پڑھ کر اپنے منہ سے بھرتے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے۔ ان پڑھوں کی اس نے ایک کتب خانہ بھی۔ اسے جس شکتی کی ضرورت ہوتی وہ کتب کے جس کونے پر رکھ کر منتر پڑھ لیتا تھا۔ ہر حال مہار پر بھو پنڈت دیال ایک غلط کام

کارن ہلاک ہو گیا۔ مہار پر بھو پنڈت دیال جادوئی شکلیوں کو بڑھانے اور ان سے کام لینے کے لئے انسانی آبادی سے دور کنڈروں میں رہتا تھا اور وہ انہی کنڈروں میں ہلاک ہوا تھا اور پتروں والی کتاب انہی کنڈروں میں رہ گئی تھی اور وہ کنڈر صدیاں گزرنے کی وجہ سے زمین میں دھنس گئے جن کے ساتھ منتروں والی سیاہ کتاب بھی وہیں دفن ہو گئی۔ اگر تم کسی طرح وہ کتاب حاصل کر لو تو اس کے دوسرے پتر پر ایک ایسا منتر ہے جس کے پڑھنے سے جو شک جادو کو حاصل کرنے کے لئے تمہیں کوئی کشت نہیں اٹھانا پڑے گا۔ اس منتر کے پڑھنے ہی جو شک جادو کی سیاہ ہڈی خود بخود تمہارے پاس آ جائے گی۔" کا کشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مہار پر بھو کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

"کیا وہ سیاہ کتاب اب بھی انہی کنڈروں میں ہے؟" مہار پر بھو نے خوشی سے لڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" کا کشی نے کہا تو مہار پر بھو ایک بار پھر چونک پڑا۔  
 "اوہ۔ تو پھر کہاں ہے وہ کتاب؟" مہار پر بھو نے بے تابی سے پوچھا۔

"قدیم زمانے کے آثار تلاش کرتے والے کچھ پرش اس علاقے میں بھی کھنڈ گئے تھے۔ انہوں نے اس علاقے کی کھدائی کی تو انہیں وہ کنڈرات اور ان کنڈرات سے قدیم زمانے کی بے شمار چیزوں کے ساتھ وہ سیاہ کتاب بھی مل گئی تھی۔ نوادرات کے ساتھ ان پرشوں

نے سیاہ کتاب کو ایک عجائب گھر میں رکھ دیا تھا جو آج تک اس عجائب گھر میں بھٹو ہے۔" کا کشی نے کہا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ کیا تم مجھے اس ملک کا نام بتا سکتی ہو؟" مہار پر بھو نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو کا کشی نے اسے اس ملک اور عجائب گھر کے متعلق تفصیل بتا دی جہاں جو شکا منتروں والی سیاہ کتاب بھٹو تھی۔

"جن پرشوں نے سیاہ کتاب کو حاصل کیا تھا انہوں نے اس کتاب سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ منتر پڑھ کر وہ بھی تو جو شک جادو کو حاصل کر سکتے تھے اور اس کی طاقتوں کو استعمال کر کے مہان جادو گر بن سکتے تھے۔" مہار پر بھو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں مہار پر بھو۔ عام پرش اس کتاب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ یہ کتاب قدیم زمانے کی تھی اور میں لکھے ہوئے منتر بھی قدیمی زبان میں تھے جن کو اس دور کے واسیوں کا پڑھنا ناممکنات سے ہے۔" کا کشی نے کہا۔

"اوہ۔ اگر وہ اس قدر قدیم زبان میں ہے تو پھر میں اس قدیم زبان کو کیسے پڑھوں گا۔ میں بھی تو اس کتاب کے منتروں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔" مہار پر بھو نے ایک بار پھر فغان سے کہہ دیا۔

"تم مہار پر بھو ان بچے ہو۔ جب تمہیں کافی ریوی کا شعور ہو اور پرساد مل جائے گا تو تمہارے لئے سیاہ کتاب کے منتروں کے عجیب



کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔" کاشی نے جواب دیا تو مہار پر بھو  
نے اطمینان بھرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے کاشی۔ میں ابھی اپنی کسی شہتی کو اس عجیب گھر  
میں بھیج کر اس سیاہ کتاب کو منگوا لیتا ہوں۔ جیسے ہی سیاہ کتاب  
مجھے ملے گی میں اسے لے کر کالی دیوی کے چہروں میں لٹخ جاؤں گا۔  
مہار پر بھو نے کہا۔

"ایسا کبھی بھول کر نہیں نہ کرنا مہار پر بھو۔ ورنہ سب کچھ نشت ہو  
جائے گا۔" کاشی نے کہا تو مہار پر بھو بڑی طرح چونک پڑا۔

"نشت ہو جائے گا۔ کیا مطلب؟" مہار پر بھو نے چونکتے ہوئے  
کہا۔

"سیاہ کتاب کو اگر کسی شہتی نے چھونے کی بھی کوشش کی تو  
سیاہ کتاب بھی سیاہ ہڈی کی طرح ہمیشہ ہمیش کے لئے غائب ہو جائے  
گی اور اس کتاب کے غائب ہوتے ہی جوشکا جادو بھی ہمیشہ ہمیش کے  
لئے فنا ہو جائے گا۔" کاشی نے کہا۔

"اُدھ۔ تو پھر مجھے اس سیاہ کتاب کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا  
ہوگا۔ تم یہاں ہو کاشی۔ تمہارے پاس ضرور کوئی اُوپا ہے ہوگا۔"  
مہار پر بھو نے منت جہرے سچے میں کہا۔

"سیاہ کتاب کو کوئی جیوت آدمی ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس  
کتاب کو حاصل کرنے کے لئے یا تو تمہیں خود جانا ہو گا یا پھر کسی  
ایسے آدمی کا مہار لیتا ہو گا جو وہ سیاہ کتاب لا کر تمہیں دے دے۔"

کاشی نے کہا تو مہار پر بھو گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کا چہرہ ایک  
بار پھر تلک گیا تھا۔

"میرے علاوہ اور کون اس کتاب کو حاصل کر سکتا ہے کاشی؟"  
ہتھو لے سوچنے کے بعد مہار پر بھو نے کاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہیں اس کا اُوپا لے سکتا ہوں گی مہار پر بھو اور سیاہ کتاب تم  
تک پہنچ جائے گی۔ تم نہ صرف سیاہ کتاب حاصل کر لو گے بلکہ جوشکا  
جادو کی سیاہ ہڈی بھی تمہارے پاس آجائے گی اور تم جوشکا جادو بھی  
حاصل کر لو گے۔ لیکن ان سب کے کارن تم مجھے کیا دو گے۔" کاشی  
نے کہا۔

"تم جو چاہو گی میں اوش تمہیں دوں گا کاشی۔ بولو۔ کیا چاہتی  
ہو تم۔" مہار پر بھو نے جلدی سے کہا۔

"کیا تم مجھے نیا جیون دان دے سکو گے۔" کاشی نے کہا۔  
"جیون دان۔" مہار پر بھو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ایک بدروح ہوں۔ اگر تم چاہو تو تم میری روح کو  
کسی لڑکی کے جسم میں ڈال کر مجھے پھر سے زندہ کر سکتے ہو۔" کاشی  
نے کہا۔

"اُدھ۔ اگر ایسا ہے تو کیا تمہاری یہ اُوپا ضرور پوری کر دے گا  
کاشی۔" مہار پر بھو نے کہا۔

"جی جی۔ مجھے جیون دان دے کر تمہیں ایک اور جیون بھی  
دیتا ہو گا۔" کاشی نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"ہاں - ہاں - میں ہر دھن دینے کے لئے تیار ہوں گا کشی - بولو -  
کیا دھن لیتی ہو؟" مہار پر بھونے کہا۔

"مجھے ناری کے روپ میں جیوت کر کے تمہیں کالی دیوی سے مجھے  
مانگنا بھی ہو گا۔ پھر تم مجھ سے شادی کر دو گے اور مجھے ہمیشہ کے لئے  
اپنے ساتھ رکھو گے۔ بولو - یہ دھن دیتے ہو؟" کا کشی نے کہا۔ اس  
کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے مہار پر بھونے میں آگیا تھا۔ دو کبھی  
جواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کالی دیوی کی بھاری اس سے یہ  
دھن لے گی۔

"بولو - خاموش کیوں ہو؟ مہار پر بھو - دھن دو۔" کا کشی نے تیز لہجے  
میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دھن دیتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہیں کالی  
دیوی سے مانگ لوں گا بلکہ تم سے شادی کر کے تمہیں ہمیشہ اپنے  
ساتھ رکھوں گا۔" مہار پر بھونے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے  
اس کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ ہو۔

"بہت خوب مہار پر بھو - اب سلو - سیاہ کتاب کو حاصل کرنے  
کے لئے تمہیں کیا کرنا ہے؟" کا کشی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور  
پھر اس نے مہار پر بھو کو سیاہ کتاب حاصل کرنے کے بارے میں  
تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اوہ - یہ تو خاصا طویل اور پیچیدہ کام ہے کا کشی - کیا تمہیں یقین  
ہے کہ اس طرح میں سیاہ کتاب حاصل کر لوں گا؟" مہار پر بھونے

کہا۔

"ہاں - اس کے علاوہ سیاہ کتاب حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں  
ہے۔ جب تک تم کالی دیوی کے معبد میں جا کر ان کے چرن چھو کر آشر داد  
اور پر ساد نہیں لو گے اس وقت تک تم نہ کسی انسان سے مل سکتے  
ہو اور نہ ہی کسی انسانی بستی میں جا سکتے ہو۔" کا کشی نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو اس کے لئے میں صرف اور  
صرف اپنی شادی کی طاقت پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔" مہار پر بھونے  
ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں - اس کام کے لئے شادی ہی بہتر رہے گی۔" کا کشی نے  
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر تم جاؤ۔ تمہاری موجودگی میں شادی یہاں  
نہیں آئے گی۔ تمہارے جانے کے بعد میں اسے بلا کر سب کچھ سمجھا  
دیتا ہوں۔" مہار پر بھونے کہا تو کا کشی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر  
اس کا دھواں فنا پھر غائب ہو گیا اور ساتھ ہی سرخ دھواں تیزی  
سے سٹا اور پھر لگتے وہاں سے غائب ہو گیا۔ مہار پر بھونے نے سوچنا  
دہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی خشتی شادی کو بلانے کے  
لئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔



اور انتہائی فصول غریب تھا۔ خاص طور پر اسے جوا کھیلنے کی عادت تھی اور جب تک وہ جوا نہ کھیل لیتا اس کے حق سے پانی کا ایک گھونٹ تک نہ اترتا تھا۔

ان دنوں مرلی داس بے حد پریشان تھا کیونکہ وہ ایک بار میں جوا کھیل کر بری طرح پھنس چکا تھا اور وہ لاکھوں روپے کا مقروض ہو گیا تھا۔ اس نے کئی جگہ چوری کی وارداتیں کیں لیکن وہ اتنا مال حاصل نہیں کر سکا کہ کسی طرح اپنا قرض اتار سکتا جبکہ جواری اس سے اپنا قرض وصول کرنے کے لئے ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ مرلی داس کے پاس چونکہ کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں تھا اس لئے وہ زیادہ تر بوتلوں میں ہی گزارا کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک تھوڑے کلاس ہوٹل کے ایک کمرے میں پلنگ پر لیٹا اس سوچ میں گم تھا کہ اس نے جلد ہی کوئی بڑا ہاتھ مارا تو قرض وصول کرنے والے اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس بار اسے کوئی ایسی مپ بھی نہیں مل رہی تھی کہ وہ ایک ہی بار بڑا ہاتھ مار کر خود کو قرض کے جھیلے سے آزاد کر لیتا۔ اس نے زیر زمین دنیا کے جرائم پیشہ افراد سے بھی سب حاصل کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اسے تھام ہی نہ سکتا ہی کرنا پڑا تھا۔ اچانک کہے میں نیلی لون کی گھنٹی بج گئی تو وہ دلچسپ چونک کر سوچ کی اچھا گہرائیوں سے باہر آ گیا۔

نیلے۔ مرلی داس۔ نیلی لون مار سیو والھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

مرلی داس کا تعلق پوریوں کے اس گروہ سے تھا جو انتہائی صفائی سے لقب لگا کر چوریاں کرتا تھا اور اپنے پیچھے کوئی نشان تک نہیں چھوڑتا تھا۔ ہر قسم کے تالے کھول لینا اور شیشوں کو لٹا ست سے کاٹ لینا اس کے ہائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ مرلی داس نے بے شمار چوریاں کی تھیں لیکن آج تک اسے کوئی نہیں پکڑ سکا تھا۔ وہ ہر کام خوب سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ سے کرتا تھا جس کی وجہ سے اسے کبھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

زیر زمین دنیا کے جرائم پیشہ افراد اس کی مہارت سے آگاہ تھے اس لئے وہ مرلی داس کے بہرہ انداز سے اپنے بھی کام نکالتے رہتے تھے۔ مرلی داس زیادہ تر وارداتیں اکیلے ہی کرتا تھا۔ اس نے اپنا ایک گروہ بنا رکھا تھا جس میں اس کے ہم پیشہ چھ سات افراد تھے۔ مرلی داس نے چونکہ شادی نہیں کی تھی اس لئے وہ خاصا عیاش پسند

”شکر بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو مرلی داس جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ شکر ایک نائٹ کلب کا میجر تھا اور اس کا بہت گہرا دوست تھا اور چوری کے لئے اسے بے شمار ٹیس دے چکا تھا۔ پچھلے کئی دنوں سے وہ شہر سے باہر گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مرلی داس کا اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا اور مرلی داس سوچ رہا تھا کہ اگر اس کا کسی طرح شکر سے رابطہ ہو جائے تو وہ اسے یقیناً کسی ایسی مالدار آسامی کی سب دے سکتا تھا جہاں وہ واردات کر کے بڑی رقم حاصل کر کے اپنے قرضوں سے چھٹکارا پا لیتا اس لئے وہ شکر کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا اور اس کے چہرے پر مبہوم سی امید کے نشانات نمایاں ہو گئے تھے۔

”اوہ شکر تم۔ کہاں تھے تم۔ میں نے کئی بار تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن۔“ مرلی داس نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”میں ایک ضروری کام سے دارالحکومت گیا ہوا تھا۔ مجھے جہاز پر بیٹھنا ملا تھا اس لئے تو میں نے تمہیں فون کیا ہے۔“ دوسری طرف سے شکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکر۔ میں ان دنوں بہت پریشان ہوں۔“ مرلی داس نے فوراً اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

”اپنی پریشانی دور کرنا چاہتے ہو تو فوراً میرے پاس آ جاؤ۔“ شکر نے کہا تو مرلی داس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

”کیا۔ کیا تم مجھ کو دے دو۔ کیا تمہارے پاس ایسی کوئی سب ہے۔“ مرلی داس نے بے تابانہ سے پوچھا۔

”سب نہیں کام ہے۔ ایسا کام جس سے تمہارے دن بھر جانیں گے پیارے اور تم ساری زندگی عیش کرتے پھرو گے۔“ عیش، شکر نے ہنستے ہوئے کہا تو مرلی داس کا چہرہ جوش اور سرور سے کھلتا چلا گیا۔

”اوہ۔ میں ابھی آرہا ہوں۔ ابھی اڑتا ہوا تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔“ مرلی داس نے خوشی سے چپکھٹے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی سے فون بند کیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کر کے اپنی پچھنیجری مونر سائیکل پر شکر کے نائٹ کلب کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

شکر ایک دبلا پتلا اگر انتہائی نیکار انسان تھا۔ اس کے کلب میں ہر قسم کا غیر قانونی دھندہ ہوتا تھا۔ اس نے اپنے توسط سے بڑی بڑی ہستیاؤں کو اپنی منہی میں لے رکھا تھا جس کی وجہ سے شہر کی پولیس اور وغیرہ اس کے کلب کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی تھی اس لئے شکر ہر کام دھاندلے سے کرتا تھا۔ کلب میں شکر ایک چلے اور خواہو رت آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور مرلی داس واقعی اس کے پاس اٹکا ہوا مچھنی تھا۔ شکر کے آفس میں اگر اس نے شکر سے بات چلی اور پھر وہ شکر کے سامنے کسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ اشتیاقی مود ہو جاتا تھا۔



”کیا چاہئے؟“ شکر نے مرلی داس نے طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ تم صرف کام کے بارے میں بتاؤ۔ مجھے اس وقت رقم کی اشد ضرورت ہے۔“ مرلی داس نے جلدی سے کہا۔

”جانتا ہوں۔ تم ٹوٹی بار میں دس لاکھ روپے جوئے میں بار چکے ہو جس کے سنے ٹوٹی نے تمہارا جینا حرام کر رکھا ہے۔ اس نے تمہیں پچھلے دنوں کی مہلت دے رکھی ہے کہ اگر تم نے اس کی رقم ادا نہیں کی تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔“ شکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مرلی داس اس کی بات بڑی پر حیران رہ گیا۔

”اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو یہاں تھے ہی نہیں۔“ مرلی داس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں دوسرے دھندوں کے ساتھ ساتھ معلومات حاصل کرنے اور انہیں فروخت کرنے کا بھی دھند کرتا ہوں۔ میں جہاں بھی رہوں اس شہر میں ہونے والے ہر جرم کی تفصیل مجھے معلوم ہو جاتی ہے۔“ شکر نے کہا تو مرلی داس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جب تم سب کچھ جانتے ہو تو میری مدد کرو۔ مجھے کوئی ایسی سب دو جہاں میں بڑا ہاتھ مار سکوں اور جس سے میرے اگلے پچھلے تمام حساب بے باقی ہو جائیں۔“ مرلی داس نے طعنائے لہجے میں کہا۔

”اگر میں تمہیں پچاس لاکھ روپے کا ایک کام سوچوں تو کیا تم اسے پورا کر سکو گے؟“ شکر نے سنجیدہ لہجے میں غور سے مرلی داس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پچاس لاکھ کا سن کر مرلی داس حقیقتاً اچھس چڑا۔

”پچاس لاکھ۔ اوہ۔ پچاس لاکھ کے لئے تو میں پرائم منسٹر اور پریزیڈنٹ کے گھروں میں بھی نقب لگانے کو تیار ہو جاؤں گا۔“ مرلی داس نے کہا تو شکر ایک بار پھر ہنس چڑا۔

”تمہیں اس کام کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساگا لینڈ جانا ہو گا۔“ شکر نے کہا۔

”ساگا لینڈ۔“ مرلی داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ساگا لینڈ کے دار الحکومت میں ایک میوزیم ہے۔ تمہیں اس میوزیم سے ایک چیز چوری کرنی ہے۔“ شکر نے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے میوزیم سے مجھے کوئی نادر چوری کرنا ہے۔“ مرلی داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس میوزیم میں ایک سیاہ رنگ کی قدیم کتاب ہے۔ خشک ہتھوں کی بنی ہوئی کتاب جسے لوہے کی جلد میں محفوظ کر کے اس میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ وہ کتاب میوزیم کے ہال میں ایک شیشے کے کس میں سوچو رہے۔“ شکر نے کہا۔

”ایک معمولی سی کتاب کے لئے اتنی رقم۔ بات کچھ عجیب نہیں اتنی۔“ مرلی داس نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ قدیم زمانے کی کتاب ہے اور قدیم زمانے کی چیزیں اس قدر نایاب اور قیمتی ہوتی ہیں اس حد تک کہ انہیں انہی نہیں لگا سکتے اس لئے

میرے خیال میں اس کتاب کی چوری کے لئے پچاس لاکھ روپے کی رقم بھی بے حد معمولی ہے۔ لیکن مجھے چونکہ تمہارے حالات کا علم تھا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ان دنوں کس مشکل میں ہو اس لئے پادنی کو میں نے تمہارے لئے ہبک کر لیا ہے۔ پادنی نے مجھے ساری قسٹ ادا کر دی ہے۔ پچاس لاکھ میں سے دس لاکھ میرے اور چالیس لاکھ روپے تمہارے ہوں گے۔ اگر منظور ہے تو تم اپنی رقم مجھ سے ابھی لے سکتے ہو۔ لیکن میں اپنے اصول کے مطابق آدھی رقم ابھی اور آدھی کام پورا ہونے کے بعد دوں گا۔ یہ تو منظور ہے نہ؟

”ہاں۔ ہاں۔ منظور ہے۔ بالکل منظور ہے۔ رقم مجھے دو۔ میں اس کام کو ضرور پورا کر لوں گا۔“ مرلی داس نے جو شیلے لے کر کہا۔ اتنی بڑی رقم کو وہ بھلا ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتا تھا۔

”گڈ۔ یہ ہوتی ناں بات۔ اب سنو۔ تم میوزیم سے اس کتاب کو کیسے حاصل کرو گے یہ تمہارے کام ہے۔ کتاب حاصل کرتے ہی تم اسے کسی سپیشل کوریئر کے ذریعے کافرستان کے دارالحکومت میں بادام مارشیا کے ایڈریس پر ارسال کر دو گے۔ اپنے نام و ایڈریس کی جگہ تم نے کوئی بھی فرضی نام و ایڈریس لکھنا ہے۔ جیسے ہی کتاب مارشیا کے پاس پہنچے گی وہ مجھے اطلاع دے دی گی اور پھر تم مجھ سے آ کر اپنی بقایا رقم لے جانا۔“ شکر نے کہا اور اس نے بادام مارشیا کے نام و ایڈریس کا ایک کارڈ مرلی داس کو دے دیا۔

”لیکن کوریئر سروس سے کتاب بھیجنے کی کیا تک ہے۔ تم کہو تو کتاب لے کر میں خود بادام مارشیا کے ایڈریس پر پہنچ جاؤں۔“ مرلی داس نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرنا تمہارا فرض ہے۔“ شکر نے سخت جے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسا تم کہو۔“ مرلی داس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو شکر نے بیس لاکھ کے نوٹوں سے بھرا ہوا ایک بریف کیس مرلی داس کے حوالے کر دیا اور اس سے اپنے اصول کے مطابق چند کاغذات پر دستخط کروائے۔ بیس لاکھ روپے حاصل کر کے مرلی داس خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ ایک معمولی سے کام کے لئے اسے یکدمشت اتنی بڑی رقم مل جائے گی اس کے بارے میں اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اس نے شکر سے ہاتھ ملایا اور خوشی سے ہنسا مسکراتا اس کے آفس سے نکل گیا۔ جیسے ہی مرلی داس کمرے سے باہر آیا اسی لمحے کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ پھر ایک دھماکا سا ہوا اور شکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے پھر سے ہلکات موت کا سا خوف ابھرا تھا۔ کمرے میں سیاہ دھواں سا پھیلنا ہوا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے دھواں فٹ پوٹوں کی دہانوں پر پہنچا۔ حسین و جمیل لڑکی نمودار ہوئی۔ لڑکی نے چیمبر کی بیٹھ اور پھول دار شیشہ پہنی رکھی تھی۔ لڑکی کا چہرہ ہر قسم کے منکبہ اپد سے پاک تھا۔ اس کی آنکھیں بنی بنی اور سیاہ تھیں جن



میں تیز چمک پڑا رہی تھی اور اس کے سر کے بال براؤن اور شانوں تک پھیلے ہوئے تھے۔

”مم۔ مادام۔ مارشیا۔“ شکر کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نوجوان لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو الف لیوی داستان کی جادوگر کی طرح وہاں اچانک نمودار ہوئی تھی۔

”ہاں میں۔ تم بہت چالاک ہو شکر۔ سیاہ کتاب کے لئے تم نے مجھ سے ایک کروڑ روپے مانگے تھے۔ تم نے سرلی واس کو صرف پچاس لاکھ کا بتایا ہے اور اس میں سے بھی تم نے دس لاکھ خود رکھ لئے ہیں۔“ نوجوان لڑکی نے جسے شکر نے مادام مارشیا کہہ کر مخاطب کیا تھا شکر کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مادام۔ یہ میری ہڈیں ڈیل ہے۔“ شکر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”بہر حال تم جانو۔ یہ بتاؤ کہ یہ آدمی ہمارا کام کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔“ مادام مارشیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”ہاں مادام۔ سرلی واس بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی ہے۔ یہ جتنی جاتے ہی میوزیم سے سیاہ کتاب کو اڑا لے گا۔“ شکر نے جلدی سے کہا۔

”اچھی بات ہے اور تم نے دوسرے کام کا کیا کیا ہے۔“ مادام مارشیا نے اس کے سامنے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”دوسرا کام۔ اوہ ہاں مادام۔ آپ کا دوسرا کام بھی ہو گیا ہے۔ مم میں ابھی منگو آتا ہوں۔“ شکر نے کہا اور پھر اس نے اتر کام کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن مادام مارشیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

”نہیں۔ کسی کو یہاں بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود جاؤ اور اسے خود لے کر آؤ۔“ مادام مارشیا نے کہا تو شکر نے اشیات میں سر بلا دیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور میز کے چھپے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک بڑی سی پلاسٹک کی بوتل تھی۔ کمرے میں آکر اس نے دروازہ بند کیا اور بوتل لے کر مادام مارشیا کے قریب آگیا۔

”مادام۔“ شکر نے غوڑبانہ انداز میں بوتل مادام مارشیا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ مادام مارشیا سرخ بوتل کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ہلکت ایک عجیب اور پراسرار سی چمک ابھرنی تھی جبکہ شکر اس کے قریب ہاتھ باندھ کر غوڑبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

”کیا ہے اس میں۔“ مادام مارشیا نے پوچھا۔

”خون۔“ شکر نے ہلکاتے ہوئے کہا۔

”خون؟“ مادام مارشیا نے اس کا خون سے یہ کس کا خون ہے۔“ مادام مارشیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”انسانوں کا۔“ مادام مارشیا نے اس کا خون میں نے خنزیر جیسا

دیکھ کر ہی میں آپ کا سیوک بن گیا تھا۔ میں آپ کا اسی طرح ہمیشہ سیوک رہنا چاہتا ہوں مادام۔" شکر نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے سیوک بن کر رہو گے تو تم ہم سے اسی طرح سے دان کی شکل میں دوست حاصل کرتے رہو گے۔ ہم تمہارے لئے کشمی دیوی بن جائیں گے۔" مادام مارشیا نے کہا۔

"یہ مادام کا سیوک پر اپکار ہو گا۔ بہت بڑا اپکار۔" شکر نے مسرت سے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"ہم ہر روز تمہارے پاس آئیں گے۔ تمہیں ہمارے لئے اسی طرح ہر روز اتنی ہی مقدار میں خون حاصل کرنا ہو گا۔" مادام مارشیا نے کہا۔

"جیہ مادام کی آگیا کا پالن کروں گا۔" شکر نے کہا تو مادام مارشیا نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ کل پھر آؤں گی۔" مادام مارشیا نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ بند دروازے سے یوں گزر گئی جیسے شیشے سے روشنی گزر جاتی ہے۔ مادام مارشیا کے جاتے ہی شکر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور آکر اپنی کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا اور یوں ہلپٹے لگا جیسے "ملاں" دولا کر آ رہا ہو۔

"اس اتانے تو میرا غلط ہے کہ رہا ہے۔ کچھ میں نہیں آ رہا کہ

کے ہلڈ بینک سے حاصل کیا ہے۔" شکر نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"نھیک ہے۔" مادام مارشیا نے کہا اور اس نے بوتل اٹھا کر اس کا داہن کھولا اور ناک سے لگا کر سونگھا تو اس کی آنکھوں کی چمک مزید بڑھ گئی۔ اس نے بوتل کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور غنائت پینے لگی۔ اسے ٹخون پیتے دیکھ کر شکر نے بے اختیار کراہیت سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مادام مارشیا نے جلد ہی لحوں میں بوتل خالی کر دی۔

اس نے بوتل منہ سے ہٹائی تو اس کے ہونٹ سرخ تھے اور اس کی ہاتھوں سے خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ اس کے چہرے کا رنگ خون پی کر اور زیادہ کھمر گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں مزید سرخی آگئی تھی جیسے اس نے خون کی بجائے اجنبی تیز اور نشہ آور شراب کی کئی بوتلیں چرھالی ہوں۔

"شکر۔" مادام مارشیا نے بوتل میں رکھتے ہوئے کہا۔

"حکم مادام۔" مادام مارشیا کی آواز سن کر شکر نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے منہ باندھ لیا۔

"جب تک سیاہ کتاب ہمارے ہونٹ تک نہیں پہنچ جاتی اس وقت تک تجھے اس دنیا میں ہی رہنا ہو گا۔ اب تمہیں یقیناً میری شکایتوں پر یقین آگیا ہو گا۔" مادام مارشیا نے کہا۔

"ہاں مادام۔ آپ واقعی شکاری ہیں۔ آپ کی مہان شکایاں



میں اس آتما کے چنگل سے کیسے بچ پاؤں گا۔ جس دن میں نے اس آتما کو خون نہ دیا یہ تو میرا ہی خون پی جائے گی۔ شکر نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے زور سے سر جھٹکا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”اماں بی آپ۔ السلام علیکم اماں بی۔ آپ خیریت سے تو ہیں ناں۔“ عمران نے اماں بی کو دیکھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔“ اماں بی نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے بھائی جان آپ اور ہسپتال میں۔ سب خیریت تو ہے ناں۔“ ثریا نے عمران کو دیکھ کر جلدی سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ سب کیا ہے۔“ عمران نے حیرت سے ثریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اماں بی کو صحیح سلامت دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

”کیا سب۔ کیا ہے۔“ ثریا نے کہا۔

”تم اتنی جلدی واپس کیسے آ گئیں اور یہ لباس۔“ وہ تم نے اتنی

جلدی لباس بھی تبدیل کر لیا ہے۔ عمران نے حیرت کی شدت سے ثریا کے لباس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ثریا نے ابھی چند لمحے قبل جو لباس پہن رکھا تھا وہ اس لباس سے یکسر مختلف تھا جو اب ثریا نے پہن رکھا تھا اور اسے ہسپتال سے گئے ہوئے ابھی چند ہی لمحے ہوئے ہوں گے۔ اتنی جلدی اس کا لباس تبدیل کر کے آجانا واقعی حیرت کی بات تھی۔

”لباس بدل دیا ہے سو یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی جان۔ میں نے تو صبح سے یہی لباس پہن رکھا ہے اور واپس آنے سے کیا سرواڑہ ہے میں تو ابھی ابھی اماں بی کے ساتھ آرہی ہوں۔“ ثریا نے کہا تو عمران اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاید ثریا اس سے مذاق کرنے کے موذ میں ہے مگر ثریا کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ عمران کی بات سن کر واقعی حیران نظر آرہی تھی۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر وہ تم نہیں تھیں تو اور کون تھی۔“ عمران نے حیرت کے عالم میں پوچھتے ہوئے کہا۔

”تم یہاں کیسے نظر آ رہے ہو۔“ اماں بی نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ اماں بی۔ میں۔ وہ۔ میرا ایک دوست ہسپتال میں ہے۔ میں اسے دیکھنے کے لئے آیا تھا۔“ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی تیز نظریں ثریا پر جمی ہوئی تھیں۔

”کون ہے وہ۔ کیا ہوا ہے اسے۔ اب اس کی حالت کیسی ہے۔“

اماں بی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ ٹھیک ہو کر چلا گیا ہے اماں بی۔ مجھے ڈاکٹر صاحب یہی بتا رہے تھے اور اب میں واپس جا رہا تھا۔ مگر اماں بی آپ یہاں۔“ عمران نے جلدی سے کہا۔

”بھائی جان۔ دسوا کاہ کی بیوی چران بی بی اس ہسپتال میں ہے رات انہیں ہارٹ ایک ہوا تھا اس لئے اماں بی ان کی خبر لینے کے لئے آئی ہیں۔ یہ اکیلی آرہی تھیں اس لئے میں بھی ان کے ساتھ چلی آئی۔“ ثریا نے کہا۔

”ڈیڈی نہیں آئے۔“ عمران نے ہولت چہاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں عجیب سی خلش تھی۔

”ڈیڈی تو دو روز سے غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھلا یہاں کیسے آ سکتے ہیں۔“ ثریا نے کہا تو عمران بے اختیار چوبک پڑا۔ اسے اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ دسوا کاہ نے فون کر کے اسے بتایا تھا کہ اماں بی کو ہارٹ ایک ہوا ہے اور بڑے صاحب انہیں سروسز ہسپتال لے گئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر عمران یہاں پہنچا تھا۔ اس نے ثریا اور سر عبدالرحمان کو وہاں ملا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ثریا ہلک چنک کر رو رہی تھی اور سر عبدالرحمان بھی اماں بی کی وجہ سے شدید پریشان نظر آ رہے تھے۔ پھر سر عبدالرحمان فون آیا تو وہ اپنا سے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد ثریا نے وہاں ملازمین کو بھیج دیا تھا جو ان کے ساتھ آئے تھے اور پھر ثریا نے عمران



سے کہا کہ ہسپتال کی فضا میں دبی ہوئی میڈیسن کی بو سے اس کی طبیعت خراب ہو رہی ہے اس لئے وہ کچھ دیر کے لئے گھر جانا چاہتی ہے جس پر عمران نے شدید رد عمل کا اظہار کیا تھا کہ وہ اماں بی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہے لیکن ثریا وہاں نہیں رہی تھی اور چلی گئی تھی۔ عمران کی کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہ سب کچھ وہ خواب میں دیکھ رہا تھا۔

”ہو نہ ہو۔ دہنو کا کا۔ دہنو کا کہاں ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”وہ باہر لان میں بیٹھے ہیں۔ لیکن بھائی جان آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔ سب خیریت تو ہے ناں۔“ ثریا نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا رنگ تو ہلدی کی طرح زرد ہو رہا ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔“ اماں بی نے بھی غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اماں بی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔“ عمران نے جلدی سے

کہا۔

”نہیں۔ تم جھپٹے سے خاصے کزور ہو گئے ہو۔ گلتا ہے گھمبہا سلیمان تمہارے کھانے پینے کا دھیان نہیں رکھتا۔ اسے لے کر فوراً کوٹھی میں آ جاؤ۔ میں اس کے اور تمہارے کوٹھی میں ہی کان کھینچوں گی۔“ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی اچھا۔“ عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا تو ثریا ہے

اختیار نہیں پڑی۔ عمران آسانی سے کسی کے قابو میں آنے والوں میں سے نہیں تھا لیکن اماں بی کے سامنے وہ ہمیشہ بھیجی جلی بن جاتا تھا۔ اماں بی جب غصے میں ہوتیں تو وہ عمران کا کوئی لحاظ نہیں کرتی تھیں اور سب کے سامنے اس کے سر پر جوتیاں مارنا شروع ہو جاتی تھیں۔ عمران کی درگت بنتے دیکھ کر سب سے زیادہ خوشی ثریا کو ہی ہوتی تھی۔

”میں جاؤں اماں بی۔“ عمران نے کہا۔

”کہاں جا رہے ہو۔“ اماں بی نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ اماں بی۔ لان میں دہنو کا کا موجود ہیں۔ لیڈیز وارڈ میں جا کر میں اس کی بیوی سے اس کا حال تو پوچھ نہیں سکتا اس لئے سوچ رہا ہوں کہ دہنو کا کا سے مل کر ان کی حالت دریافت کر لوں۔“ عمران نے جلدی سے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ اسے تسلی بھی دے دینا۔ بے چارہ بہت پریشان ہے۔“ اماں بی نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”جی ہسٹر۔“ عمران نے کہا۔

”چلو ثریا۔“ اماں بی نے کہا تو ثریا اماں بی کو لیڈیز وارڈ کی طرف لے جانے لگی تو عمران جلدی سے اس کے قریب آ گیا۔

”ثریا۔“ اماں بی کو چراغ بی بی کے پاس چھوڑ کر باہر لا۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔“ عمران نے آہستگی سے کہا تو ثریا نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ اماں بی کو لے کر آئی جی پور کے لیڈیز

وارد کی طرف بڑھ گئی۔ عمران چند لمحوں میں کھڑا رہا اور پھر کچھ سوچ کر پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر آگیا۔ سامنے ایک بڑا سالان تھا جہاں عربوں کے لواحقین موجود تھے۔ عمران نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے ایک بچہ پر اوجھر عمر دہو کا کا افسردہ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

"دہو کا کا"۔ عمران نے دہو کا کا کے قریب پہنچ کر اسے آواز دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر دہو کا کا نے سر اٹھایا اور پھر عمران کو دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"چھوٹے صاحب آپ یہاں"۔ دہو کا کا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور رنج و غم کے طے طے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں جیسے وہ رات بھر سے جاگ رہا ہو۔

"دہو کا کا"۔ آپ یہاں کب سے ہیں"۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں رات سے ہی یہیں ہوں چھوٹے صاحب"۔ دہو کا کا نے کہا۔

"آپ نے فیٹ پر فون کیا تھا"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فون"۔ نہیں چھوٹے صاحب۔ چراغ بی بی کی حالت بہت خراب تھی۔ ڈرائیور اور شرفو کے ساتھ میں اسے یہاں لایا تھا۔ وہ کافی دیر

تک یہاں میرے ساتھ رہے اور پھر چلے گئے۔ میں تب سے یہیں ہوں۔ چراغ بی بی کا پتہ کرنے وقتاً فوقتاً اندر ضرور چلا جاتا ہوں پھر واپس آکر یہیں بیٹھ جاتا ہوں۔ کہیں فون کرنے کا مجھے ہوش ہی کہاں ہے"۔ دہو کا کا نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں غمی تیر رہی تھی۔ اس کی بات سن کر عمران ایک بار پھر پکرا گیا۔ دہو کا کا کا انداز بتا رہا تھا کہ دو بج بول رہا ہے لیکن پہلی فون پر عمران نے جو آواز سنی تھی وہ بھی دہو کا کا کی ہی تھی اور عمران دہو کا کا کی آواز نہ پہچانے پہ کیسے ممکن تھا۔ اسی لمحے ثریا اسپتال سے نکل کر تیز تیز چلتی ہوئی وہاں آگئی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا بھائی جان"۔ ثریا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں ثریا۔ تم کہہ رہی تھی کہ ڈیڈی دو روز سے غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر ظہور نے مجھے بتایا تھا کہ ڈیڈی نے انہیں فون کیا تھا اور انہوں نے چراغ بی بی کی ٹرسٹ منٹ کے لئے انہیں خاص طور پر کہا تھا کہ ان کے علاج معالجے میں کوئی کمی نہ رکھی جائے"۔ عمران نے کہا۔

"رات کو جب دہو کا کا چراغ بی بی کو اسپتال لے گئے تھے تو اماں نے سخت پریشانیاں کیں۔ وہ اس وقت ان کے ساتھ اسپتال آنا چاہتی تھیں لیکن میں نے انہیں روک لیا تھا اور پھر میں نے ان کے کہنے پر ڈیڈی کو فون کر دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ عمر دہو اسپتال



کا انچارج ڈاکٹر عہدور ان کا دوست ہے۔ شاید انہوں نے وہیں سے ڈاکٹر عہدور کو فون کر دیا ہو۔ ثریا نے کہا۔

ڈیڈی کس ملک میں اس وقت؟ عمران نے پوچھا۔

وہ بھونان میں ہیں۔ ہوم منسٹر صاحب اپنے سرکاری دورے پر انہیں خاص طور پر ساتھ لے گئے ہیں۔ ثریا نے کہا۔

ہو نہر۔ گتا ہے میں بول رہا ہو گیا ہوں اسی لئے اب میں نے دن میں بھی خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

بات کیا ہے بھائی جان۔ آپ اس قدر الجھے ہوئے اور پریشان کیوں ہیں۔ آج آپ کے چہرے پر وہ شوخی اور کھلنڈ راہن بھی نظر نہیں آ رہا۔ ثریا نے عمران سے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم بتاؤ۔ چراغ بی بی کی حالت اب کیسی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ ٹھیک ہے اور دنوں کا آپ کو بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ دو روز ہیں وہ پوری طرح صحت یاب ہو جائے گی۔ ثریا نے عمران اور دنوں کا کا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا بھلا کرے بیٹی۔ آپ سب کے ہوتے ہوئے مجھے بھلا فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دنوں کا کا نے خوشی سے کہہ پاتے ہوئے کہا۔ عمران اور ثریا نے اسے تسلی دی تو وہ آنسو

بہانے لگا لیکن یہ خوشی کے آنسو تھے۔

اچھا ثریا۔ میں چلتا ہوں۔ تم اماں بی کو احتیاط سے گھر لے جانا میں کوشش کروں گا کہ شام کو کوٹھی پر آ جاؤں۔ اماں بی سے سریر جو تینوں کی مالش کرانے کافی دن ہو گئے ہیں۔ بوج رہا ہوں دماغ میں جو خشکی چرلہ گئی ہے جو تینوں کھا کر اس خشکی کو بھرا لوں کیونکہ اب دن میں بھی مجھے کم نظر آنے لگ گیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ثریا نے اختیار ہنس پڑی۔

آپ وعدہ کریں کہ آپ ضرور آئیں گے۔ تب تک میں اپنی اماں بی کی کوئی دینی اور سخت جوتی تلاش کر رکھوں گی تاکہ آپ کے سر کی صحیح طور پر مالش ہو سکے اور آپ کے دماغ کی ساری خشکی جھڑ جائے۔ ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو عمران ثریا کی اس بات کا یقیناً کوئی مزاحیہ سا جواب دیتا لیکن اس وقت اس کا ذہن ایک عجیب و غریب صورت

حال میں الجھا ہوا تھا اس لئے اس نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ اس نے دنوں کا کا کو ایک بار پھر تسلی دی اور اس کی جیب میں بڑی ماییت کے پتہ نوٹ ڈال دیئے۔ اس سے پہلے کہ دنوں کا کا اس سے کہہ

کہتا وہ تین تین رپے ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پارکنگ سے کار نکالی اور پھر وہ اسپتال سے اٹھ آیا۔ سہ سہ رپی ٹوی

بعد وہ واپس فلیٹ کی طرف آ چلا جا رہا تھا۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اس نے جیسے ہی کنگ روڈ کی طرف اپنی کار موڑی تو

اس نے بے اختیار ہریک پیل پر پاؤں رکھ دیا۔ نائروں کی چیخوں سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا۔ کار کھسکتی ہوئی اور سڑک پر لکیریں بناتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ زوردار جھٹکے کی وجہ سے عمران کا سر اسٹیئرنگ سے نکلنے لگتا تھا۔ اس نے جلدی سے سر اٹھایا اور پھر باہر دیکھنے لگا۔ اس نے کار کنگ روڈ کی طرف موڑی تھی مگر اسے چاروں طرف پہاڑیاں اور ٹیلے ہی ٹیلے دکھائی دے رہے تھے اور اس کی کار ان پہاڑیوں کے دامن میں کھڑی تھی۔ خود کو اس طرح پہاڑی علاقے میں دیکھ کر عمران پر تو جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا تھا اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان پہاڑیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی جادو کے دیس میں آگیا ہو۔

دھماکے کی آواز سن کر مہا پر بھوہری چند نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ جبوترے کے پاس سیاہ دھوئیں کا غبار سا پھیلا ہوا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھ رہا تھا۔ انسانی قد کے برابر آکر دھواں اچانک ہوا میں تحلیل ہو گیا اور اچانک وہاں ایک بوڑھی عورت دکھائی دینے لگی۔ اس عورت کا چہرہ بے حد بھیانک تھا۔ اس کا سارا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں گول اور زرد تھیں۔ وہ زمین پر بیٹھی اور پھر اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں مہا پر بھو کے سامنے ماتھا ٹیکنا شروع کر دیا۔

”آؤ شادی۔ کیا خبر لائی ہو۔“ مہا پر بھو نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”مہا پر بھو کی جے ہو۔ شادی ایک بری خبری لاتی ہے مہا پر بھو۔“ اس بوڑھی عورت نے لڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

www.Stan



”بری خبر۔ کیا بک رہی ہو شادی۔ تم ہمارے لئے بری خبر کیسے  
لا سکتی ہو۔“ مہار پر بھو نے بری طرح سے چھیٹے ہوئے کہا۔

”شما مہار پر بھو۔ داسی کو شما کر دیں۔ داسی سے ایک بہت بڑی  
بھول ہو گئی ہے۔“ بوڑھی عورت نے ہاتھ جوڑ کر لڑتے ہوئے کہا  
اور مہار پر بھو سے معافی مانگنا شروع کر دی۔

”بھول۔ کیسی بھول۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو شادی۔“ مہار پر بھو  
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مہار پر بھو۔ سیاہ کتاپ میرے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔“ شادی  
نے اسی انداز میں کہا تو مہار پر بھو بری طرح اچھل پڑا۔

”سیاہ کتاپ تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔ کیا مطلب۔  
کیسے نکل گئی سیاہ کتاپ تمہارے ہاتھوں سے۔“ مہار پر بھو نے غصے  
سے چھیٹے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکت ڈرلے کے سے آثار ابھر  
آئے تھے۔

”مہار پر بھو۔ آپ کے حکم پر میں نے انسانی دنیا میں جا کر سب  
سے پہلے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو ہلاک کر کے اس کے جسم  
پر قبضہ کر لیا اور اس کے جسم میں اپنی آتما ڈال دی تھی۔ وہ لڑکی  
پڑھی لکھی اور خاصی ذہین تھی۔ جب میں نے اپنی آتما اس کے جسم  
میں اتاری تو اس کا ذہن پوری طرح سے میرے لئے کھل گیا تھا جس  
سے میں اس دور کے انسانوں کی زبان اور ان کے دہنے پہنے اور ان  
کے کام کے طریقوں کو خوب اچھی طرح سے سمجھ سکتی تھی۔ اس لڑکی

کا نام مارشیا تھا اور وہ غیر ملکی تھی جو تفریح کی غرض سے کافرستان آئی  
ہوتی تھی۔ بہر حال میں نے اس لڑکی کا روپ دھار کر ایسے لوگوں  
کے بارے میں معلومات حاصل کیں جن کا تعلق جراثیم پیشہ افراد  
سے تھا۔ پھر مجھے اپنے مطلب کا ایک آدمی مل گیا۔ اس کا نام شکر تھا  
میں نے اس کے سامنے جا کر اسے ڈرایا دھمکایا اور اسے بتایا کہ میں  
آتما ہوں اور اس کے سامنے مجھے اپنی شکلیوں کا پیر یوگ بھی کرنا پڑا تھا  
بہر حال وہ پوری طرح سے میرے ہنس میں آ گیا تھا۔ میں نے اسے کہا  
کہ وہ اگر میرے ہاتھوں اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتا تو اسے  
میرے لئے ساگا لینڈ کے شہر سٹائن میں جا کر وہاں کے میوزیم سے  
ایک سیاہ کتاپ حاصل کرنا ہوگی۔ وہ مجھ سے ڈر گیا تھا اس لئے اس  
نے اسی وقت میرے کام کی حامی بھر لی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ  
یہ کام خود تو نہیں کر سکتا البتہ وہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو سیاہ  
کتاپ کو آسانی سے میوزیم سے چوری کر سکتا ہے۔ شکر نے مجھ سے  
یہ بھی کہا کہ وہ آدمی جس کا نام مرلی داس ہے لکشی لے کر کام کرتا  
ہے۔ اس دور میں لکشی کو وہ روپے پیسے کہتے ہیں۔ بہر حال میں نے  
اس کے کہنے پر اپنی شکلیوں سے ایک کردار روپے لایا جسے تو اس نے  
مرلی داس کو ہلاک کر اسے روپے دیئے اور کہا کہ وہ میوزیم میں جا کر  
سیاہ کتاپ چوری کرے۔ سیاہ کتاپ پھر وہ دور سے ملے۔ اس نے  
اس لئے مرلی داس کے پلاٹے جانے اور اس سے کتاپ بھیجی۔  
جانے کا بھی احتمال ہو سکتا تھا اس لئے شکر نے مرلی داس سے کہا تھا

کہ وہ اس کتاب کو خود نہ لائے بلکہ چوری کر کے کسی کو ریز سروس کے ذریعے ایک ایڈریس پر پہنچا دے۔ وہ ایڈریس اس کا پنا تھا۔ کتاب محفوظ طریقہ سے کو ریز سروس کے ذریعے شکر تک پہنچ جاتی اور پھر شکر اس کتاب کو لے کر میرے پاس جہاں آتا اور وہ کتاب اپنے ہاتھوں سے آپ کے سرور کر دیتا۔ پرتو۔ تمام تفصیل بتا کر شکاری خاموش ہو گئی جیسے مسلسل بولتے بولتے تھک گئی ہو۔

پرتو۔ پرتو کیا۔ اسے خاموش ہوتے دیکھ کر مہار پر ہونے غراتے ہوئے کہا۔

مہار پر ہوئی ہے۔ مری داس نے واقعی بڑی مہارت سے اس کتاب کو میوزیم سے چوری کر لیا تھا اور اس نے کتاب کو گتے کے ڈبے میں بند کر کے ایک کو ریز سروس کے ذریعے شکر کے ایڈریس پر بھیج دیا۔ گتے کا ڈبہ جب شکر کے پاس پہنچا تو میں اس وقت شکر کے پاس ہی تھی۔ اس نے ڈبے کو کھولا تو اس میں سے کتاب تو ضرور نکلی مگر وہ کتاب جادو کے پتروں والی سیاہ کتاب نہیں تھی۔ اس کتاب میں بے شمار لوگوں کے نام و پتے لکھے ہوئے تھے۔ میں نے شکر کو بتایا کہ یہ وہ کتاب نہیں ہے جس پر شکر پریشان ہو گیا۔ اس نے ساگا لینڈ میں مری داس سے فون پر رابطہ کرنے کی ہے کہ کوشش کی مگر اس سے کسی طور پر رابطہ نہ ہو سکا۔ تب مجھے مجبوراً سیاہ کتاب کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے اپنی شکلیوں کو سامنے لانا پڑا۔ میری شکلیوں نے بتایا کہ مری داس نے میوزیم سے سیاہ

کتاب ہی چوری کی تھی۔ اس نے سیاہ کتاب کو ایک سوٹے کاغذ میں پٹا تھا اور اسے لے کر کو ریز سروس کے دفتر میں چلا گیا تھا۔ کو ریز سروس والے محفوظ پیکنگ کے لئے اپنا گتے کا ڈبہ دیتے ہیں۔ کاغذ پر ایک شخص محفوظ پیکنگ والے ڈبے میں اپنا سامان پیک کر رہا تھا۔ مری داس نے بھی وہاں سے ایک ڈبہ لیا اور اس میں سیاہ کتاب کو پیک کرنے لگا۔ دونوں نے اپنے اپنے ڈبے حیار کر لئے تھے کہ دوسرا آدمی لا کر آ گیا۔ اس کی ٹانگ میں نقص تھا اور وہ زیادہ دیر تک سیدھا کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے اس طرح لڑکھڑا کر مری داس سے ٹکرانے کی وجہ سے دونوں ڈبے گر گئے تھے۔ ان ڈبوں پر چونکہ ابھی کوئی نام و پتہ نہیں لکھا گیا تھا اور دونوں ایک جیسے ہی ڈبے تھے اس لئے غلطی سے مری داس نے اس آدمی کا اور اس آدمی نے مری داس کا ڈبہ اٹھالیا۔ پھر انہوں نے کو ریز سروس والوں سے ڈبوں پر ان کے مخصوص اسٹیکر لگوائے اور انہیں کو ریز سروس والوں کو دے کر چلے گئے۔ اس شخص کا گتے کا ڈبہ ہمارے پاس پہنچ گیا اور ہمارا ڈبہ اس شخص کے پاس چلا گیا جس کا اس آدمی نے نام و پتہ لکھا تھا۔ شکاری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

ہونہ۔ تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ اپنی شکلیوں سے اس آدمی کا پتہ لگاؤ اور جا کر اس آدمی کو اپنے اثر میں کر لو۔ ہم اس آدمی کو بھی تو سیاہ کتاب ہمارے پاس لائے ہو۔ اس نے اپنی شکلیوں پر ہونے کہا۔



"میں نے اس آدمی پر پتہ کر لیا ہے مہار پر بھو۔" شکاری نے کہا۔

"اوہ۔" گونتا ہے وہ اور تم نے اسے سیاہ کتاب ہمارے پاس لانے پر مجبور کیوں نہیں کیا۔" مہار پر بھو نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام عمران ہے اور وہ پاکیشیا میں رہتا ہے مہار پر بھو۔" شکاری نے کہا۔

"ہو نہ۔" وہ جو بھی ہے اور جہاں بھی رہتا ہے اسے تم نے سیاہ کتاب کے ساتھ یہاں لانا تھا۔ ایسا کیوں نہیں کیا تم نے۔" مہار پر بھو نے غصہ ناک ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مجبور تھی مہار پر بھو۔" شکاری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔  
"مجبور کیا مطلب۔" مہار پر بھو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔  
"مہار پر بھو۔" اس عمران کے پاس جب وہ سیاہ کتاب پہنچی تو اس نے سیاہ کتاب کو کھول لیا تھا۔ شکاری نے کہا تو مہار پر بھو کا چہرہ حیرت اور پریشانی سے بگڑنا چلا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو شکاری۔" مہار پر بھو نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنی نہیں مہار پر بھو۔" اس عمران نے کتاب کا ایک منتر بھی پڑھ لیا تھا۔ شکاری نے کہا تو مہار پر بھو ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکتے بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔

"منتر پڑھ لیا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔" مہار پر بھو نے ہلکاتے

ہوئے کہا۔

"عمران نے جو منتر پڑھا تھا اس منتر کی وجہ سے جو شکا جادو کی کتاب اس عمران کے نام لگ چکی ہے مہار پر بھو۔ یعنی جو شکا جادو کے اصولوں کے مطابق اس وقت جو شکا جادو کے منتروں کا مالک وہ عمران ہے۔" شکاری نے کہا تو مہار پر بھو کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ غصہ ہو گیا۔ غصہ ہو گیا۔" مہار پر بھو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب اس عمران سے سیاہ کتاب کو نہ میں حاصل کر سکتی ہوں اور نہ کوئی اور۔ میرا مطلب ہے آپ کی یا مہا شیطان کی مہا طاقتیں بھی عمران سے سیاہ کتاب کو حاصل نہیں کر سکتیں مہار پر بھو۔ اگر کسی شیطانی طاقت حتیٰ کہ آپ نے بھی اس کتاب کو چھوئے کی کوشش کی تو جو شکا جادو آپ کو بھی خاکستر کر دے گا۔" شکاری نے کہا تو مہار پر بھو نے خشک پتے کی طرح لرزنا شروع کر دیا۔

"خفت۔" مہار پر بھو نے کہا۔ جو شکا جادو پر اس عمران نے قبضہ کر لیا ہے۔" مہار پر بھو نے نکلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" جو شکا جادو پر نہیں۔ عمران کا قبضہ جو شکا جادو کے منتروں پر ہوا ہے۔ پس اگر عمران نے وہ منتر پڑھ لیا جس سے سیاہ ہڈی کو حاصل کیا جا سکتا ہے تو پھر وہ جو شکا جادو کا بلا ٹکڑ ہے غیرے مالک ہو گا۔" شکاری نے کہا۔

لیکن یہ کیسے ممکن ہے شادی۔ جو شکار جادو کو تو صرف مہار پر بھو  
 ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ مہار پر بھو کا درجہ حاصل کئے بغیر جو شکار جادو کو  
 کسی طرح استعمال ہی نہیں کیا جاسکتا۔ پھر وہ عمران۔ کیا وہ کسی  
 اور شیطانی ذریعہ کا مہار پر بھو ہے۔ مہار پر بھو نے کہا۔  
 یہ بات نہیں مہار پر بھو۔ شادی نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے  
 کہا۔

”تو پھر کیا بات ہے۔ وہ عمران سیاہ کتاب میرا مطلب ہے جو شکار  
 جادو کے منتروں پر قبضہ کیسے کر سکتا ہے اور وہ منتز کتاب میں انتہائی  
 قدیم زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس دور کا ایک عام انسان اس  
 قدیم زبان کو کیسے پڑھ سکتا ہے۔ تم کہہ رہی ہو کہ اس نے منتروں  
 کو دوش میں کرنے والا منتز پڑھ لیا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ  
 وہ کوئی مہارتا ہی ہو گا۔“ مہار پر بھو نے کہا۔

”میں نے اس آدمی کے بارے میں پتہ کر لیا ہے مہار پر بھو۔ اس کا  
 تعلق شیطانی ذریعات سے نہیں بلکہ وہ روشنی کی دنیا کا آدمی ہے۔ اس  
 پر البتہ بے شمار روشنی کی قوتوں نے اپنا سایہ کر رکھا ہے۔ بظاہر وہ  
 ایک عام اور احمق سا نوجوان ہے مگر حقیقت میں وہ بلا کا ذہین،  
 شاطر اور ہوشیار آدمی ہے۔ دیش کا سچا بھگت ہے اور دیش بھگتی کے  
 لئے وہ ہر قوت سے فکر اچانے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے  
 وہ روشنی کی دنیا کے نمائندوں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس  
 کے علاوہ وہ بے شمار بار شیطانی ذریعات سے بھی لکڑا چکا ہے اور ان کا

خاتمہ کر چکا ہے۔ اس سیاہ کتاب کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا۔  
 کتاب غلطی سے اس کے پاس پہنچ گئی تھی جس کو اس نے کھول لیا  
 تھا اور پھر اس نے کتاب کا پہلا منتز پڑھ لیا۔ وہ منتز پڑھنے میں کیسے  
 کامیاب ہو گیا اور قدیم زبان اسے کیسے سمجھ میں آگئی اس کے بارے  
 میں میں کچھ نہیں جانتی لیکن بہر حال یہ طے ہے کہ کتاب اب اس کی  
 ملکیت بن چکی ہے جسے کسی طرح بھی اس سے حاصل نہیں کیا جا  
 سکتا۔ شادی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پرتو اس کتاب کو اس سے حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی اوپانے  
 تو ضرور ہو گا۔“ مہار پر بھو نے کہا۔

”ہاں ایک اوپانے ہے مہار پر بھو۔“ شادی نے کہا۔  
 ”وہ کیا۔ جلدی بناؤ۔“ مہار پر بھو نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”اگر عمران اس کتاب کو اپنی مرضی اور خوشی سے کسی کو دے  
 دے تب وہ کتاب آپ تک پہنچ سکتی ہے۔“ شادی نے کہا۔  
 ”میں سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔“ مہار پر بھو نے کہا۔

”سیدھی سی بات ہے مہار پر بھو۔ عمران جب تک اپنی مرضی اور  
 خوشی سے وہ کتاب کسی کو نہیں دے گا اس وقت تک اس سے  
 کتاب حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عمران سیاہ کتاب کو اس صورت میں  
 ہی کسی دوسرے کے حوالے کر سکتا ہے اگر وہ اس کتاب کے آخری  
 منتز کا آخری لفظ بھی پڑھ لے۔ مطلب یہ کہ اس طرح عمران نے  
 کتاب کے چھٹے منتز کے چند لفظ پڑھے تھے اسی طرح اس کتاب کو



کسی دوسرے کے حوالے کرنے سے پہلے اس کتاب کے آخری منتر کے آخری الفاظ پڑھنے بھی پڑھنے ہوں گے اور مہاپربھو۔ اس آخری منتر کے آخری الفاظ پڑھنے کا مطلب ہو گا عمران کی موت یعنی جیسے ہی عمران ان الفاظ کو پڑھے گا غلط منتر جو مہاپربھو پنڈت دیال نے لکھے تھے، کی وجہ سے عمران بھی مہاپربھو پنڈت دیال کی طرح اسی وقت ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ عمران جس کسی کو کتاب دینے کی وصیت کرے گا اس سے کتاب آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یعنی پھر میں بھی چاہوں تو اس کتاب کو حاصل کر کے آپ کے پاس لا سکتی ہوں۔" شکاری نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو تم اس عمران کے دماغ پر قبضہ کر لو اور اسے اپنی شکلیوں سے مجبور کر دو کہ وہ آخری منتر پڑھ کر خود ہی سیاہ کتاب تمہارے حوالے کر دے۔" مہاپربھو نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا بھی نہیں کر سکتی مہاپربھو۔ زیادہ سے زیادہ میں عمران کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے ڈرا دھمکا سکتی ہوں لیکن زبردستی اس سے کتاب حاصل کرنے کے لئے اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتی۔ ہاں اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے طور پر عمران کو بری طرح سے اٹھا سکتی ہوں۔ اسے پریشان کر سکتی ہوں اور اس کے سامنے ایسے حالات پیدا کر سکتی ہوں کہ اسے خود ہی اس بات کا اقرار ہو جائے کہ اس پر آنے والے عذاب اور پریشانیوں اس سیاہ کتاب کے کارن

ہی ہو سکتی ہیں۔ وہ خود ہی ان پریشانیوں، مصیبتوں اور عذابوں سے بچنے کے لئے کتاب مجھے دینے پر راضی ہو جائے۔" شکاری نے کہا۔  
"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں شکاری۔ تم جو چاہے کرو مجھے تو بس وہ کتاب چاہئے۔ اس سے کتاب حاصل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ صرف تمہاری۔" مہاپربھو نے کہا۔

"ٹھیک ہے مہاپربھو۔ میں سامنے کی طرح عمران کے ساتھ لگ جاتاں گی۔ اس کا میں ایسا بھیانک اور خوفناک حشر کروں گی جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکے گا۔ میں اسے اس قدر پریشان کروں گی کہ وہ خود ہی زندہ رہنے سے موت کو ترجیح دے گا۔ میں اس کی دنیا پلٹ کر رکھ دوں گی اور اس سے اس کی سوچ مجھ اور اس کی ہر خوشی چھین لوں گی۔ میں اس کے گرد ایسا جال بنوں گی جس سے خود کو وہ کبھی آزاد نہیں کر پائے گا۔ جو شکا جادو کا منتر پڑھ کر اس نے خود ہی اپنے سے روشنی کی توتوں کو دور کر لیا ہے۔ روشنی کی کوئی طاقت اس کے قریب نہیں آئے گی اور نہ ہی اس کی کوئی مدد کر سکے گی۔ میں اس کے ذہن پر نقش ہر قسم کے مقدس کلام مشادوں کی۔ پھر وہ مجھے اپنے سے کبھی دور نہیں کر سکے گا۔" شکاری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"شکاری۔" کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس سیاہ کتاب سے جان بچانے کے لئے اس کتاب کو ہی ضائع کر دے۔ مہاپربھو نے کسی خیالی کے غمت کہا۔

”نہیں۔ مہار پر بھو۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ سیاہ کتاب کے پتروں کو فصیح کرنا اس کے بس میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کتاب کو جلا سکتا ہے۔ وہ اس کتاب کو کہیں بھی لے جا کر پھینک دے کتاب خود بخود اس کے پاس واپس پہنچ جائے گی۔ اس کتاب سے جان چھڑانا اس کے لئے ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔“ شکاری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو مہار پر بھو کے پھرے پر قدرے اطمینان ابھرا۔

”اور اگر اسے اس کتاب کی اہمیت معلوم ہو گئی اور اس نے کتاب سے متفرق نہ کر دیا تو مہار پر بھو نے ایک خیال کے تحت کہا۔ اس کے لئے میں ایک بار پھر تشویش کی جھلک ابھرائی تھی۔

”میں سیاہ بن کر اس کے ساتھ رہوں گی مہار پر بھو۔ اگر اس نے ایسا سوچا تو میں اس کی راہ میں رکاوٹیں حاصل کر دوں گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں عمران کو جو شکا جاؤ کی ہڈی حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں دوں گی۔“ شکاری نے پراعتقاد لہجے میں کہا۔

”لکھنیک ہے۔ تب پھر جاؤ اور عمران کے ساتھ وہی کرو جو تم نے سوچا ہے۔ میں تمہیں اپنا ایک پتلا دے دیتا ہوں اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اگر کسی معاملے میں تمہیں میری یا میری شکستوں کی ضرورت ہو تو تم اسے سامنے رکھ کر آواز دینا میں پتلے کی وجہ سے براہ راست تمہاری مدد کو آ جاؤں گا۔ مہار پر بھو نے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھا اور پھر ہاتھ زور سے جھٹکے تو اس

کے ہاتھوں میں ایک سیاہ کپڑے کا بنا ہوا پتلا آ گیا۔ اس نے پتلا شکاری کی طرف اچھال دیا جسے شکاری نے فوراً ہی دلوچ یا تھا۔

”مہار پر بھو۔ آپ سے ایک بپتی ہے۔“ شکاری نے کہا۔

”بولو۔ کیا بپتی ہے۔“ مہار پر بھو نے شہنشاہوں کے سے انداز میں کہا۔

”عمران کے معاملے میں مجھے سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنا ہو گا اور اس کے لئے مجھے اپنی آتما کسی حیوت لڑکی کے شر میں ڈالنا ہو گی اور آپ جانتے ہیں کہ جب میں اپنی آتما کسی دوسرے کے شر میں ڈالتی ہوں تو مجھے خون کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک میں خون نہ پیوں میری آتما کسی دوسری آتما کے شر میں نہیں ٹھہر سکتی مجھے خون حاصل کرنے کے لئے کہیں جانا پڑے اس کے لئے آپ کو ایک کشت کرنا پڑے گا۔ آپ کے پاس ایک مہاگنی کی شہتی ہے۔ اس مہاگنی کو میرے ساتھ کر دیں تاکہ وہ میرے لئے خون لاسکے۔“ شکاری نے کہا۔

”مہاگنی۔ اور یہیں مہاگنی کو میں تمہارے ساتھ کیسے بھیج سکتا ہوں شکاری۔ اس مہاگنی کی وجہ سے ہی تو میں اس غار میں سرکھٹا ہوں۔ اگر میں نے مہاگنی کو تمہارے ساتھ بھیج دیا تو جہاں میری سرکھٹا کوں کرے گا۔ میں نے ابھی کالی دیوی کا بار بار دیا ہے۔ اگر اس کے چرن چھوئے ہیں اور نہ ہی میں نے ان کا آئینہ دیا ہے۔ اگر اس اور ان کالی دیوی کے کسی پتلا، سارو، یوگی، یا مہا یوگی نے



جہاں آنے کی ٹھان لی تو وہ مجھے آسانی سے نشٹ کر کے میری جگہ سنبھال لے گا اور میں اسے جہاں آنے سے کسی بھی طرح نہ روک سکوں گا اور مجھے بہر حال بغیر اپنی شکلیوں کا استعمال کئے ان سے اپنی سرکشا کرنی پڑے گی جس میں، میں کمزور بھی پڑ سکتا ہوں۔ مہار پر بھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو ہے۔ پر تو مہار پر بھو۔ آپ چند لمحوں کے لئے بھی تو مہاگنی کو ہر روز میرے پاس بھیج سکتے ہیں۔ وہ مجھے خون مہیا کر کے اسی وقت واپس آ جائے گی۔ اس کام میں اسے زیادہ سے زیادہ چند لمحے لگیں گے اور ان چند لمحوں میں آپ کی سرکشا بھی نشٹ نہیں ہو گی۔“ شکاری نے ایک اور مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں مہاگنی کو خود سے ایک لمحے کے لئے بھی دور نہیں کر سکتا۔ بہر حال جب تمہیں خون کی ضرورت ہو تو تم میرے پتلے سے کہہ دیا کرنا پتلہ تمہیں خون مہیا کر دے گا۔“ مہار پر بھو نے کہا۔

”اوہ۔ تب ٹھیک ہے مہار پر بھو۔ آپ کی جے ہو۔ میں اب چلتی ہوں۔“ شکاری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”جاؤ۔ تمہارا کلیان ہو۔“ مہار پر بھو نے اسے آشری داد دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شکاری دھوئیں میں مہرہیں ڈالتی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ اب مہار پر بھو کے ہجرے پر بے پناہ اعتماد اور اطمینان تھا۔ اسے شکاری کی صلاحیتوں پر پورا یقین تھا

کہ وہ عمران سے سیاہ کتاب حاصل کرنے میں ہر صورت میں کامیاب ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر مہار پر بھو نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے جاپ میں مصروف ہو گیا۔

عمران کو اپنے ذہن میں جیونیاں ہی رہتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس بدلے ہوئے ماحول کو دیکھ رہا تھا ایک تو پہلے ہی اس کا ذہن پریشان تھا کیونکہ دہنو کا کا کے فون آنے سے لے کر اماں بی اور ثریا سے ملاقات تک اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے اپنی بصارت پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا اور واقعی اسے ایک خواب ہی تصور کر رہا تھا۔ ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ دہنو کا کا کی آواز نہ پہچانتا۔ جب اس نے فون کر کے اماں بی کے بارے میں بتایا تھا کہ انہیں ہارٹ انفیکٹ ہوا ہے اور سر عبدالرحمان اور ثریا انہیں سرور ہسپتال لے گئے ہیں۔ پھر سرور ہسپتال میں اس کی سر عبدالرحمان اور ثریا سے باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی اور ان کے انداز سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ اماں بی کی حالت بہتر نہیں ہے مگر پھر سر عبدالرحمان کا چلے جانا اور پھر اس کے فوراً بعد ثریا کا بھی لہجہ بدل لینا اور وہاں سے

چل دینا عمران کو کھٹک رہا تھا۔ جب اس پر واضح ہوا کہ سرور ہسپتال میں اماں بی کو نہیں بلکہ دہنو کا کا کی بیوی پراس بی بی کو لایا گیا تھا اور پھر اس نے اماں بی اور ثریا کو خود ہسپتال میں آتے دیکھا تھا۔ ثریا کا انداز اس بات کا گواہ تھا کہ وہ پہلے واقعی ہسپتال میں نہیں آئی تھی اور سر عبدالرحمان تو سرے سے ہی ملک میں موجود نہ تھے پھر وہ ہسپتال میں کیسے آسکتے تھے۔ اس کے بعد دہنو کا کا کا بھی یہی کہتا تھا کہ اس نے عمران کے فلیٹ میں فون نہیں کیا۔ عمران واقعی چکر کر رہ گیا تھا۔ اسے اپنی عقل ماؤف ہوئی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران انہی باتوں میں ملھا ہوا فلیٹ کی طرف جا رہا تھا لیکن وہ اس قدر بھی نہیں ملھا تھا کہ وہ راست ہی بھول جاتا۔ وہ ٹھیک ٹھیک راستوں سے ہوتا ہوا کنگ روڈ کی طرف مڑا تھا لیکن کنگ روڈ پر آتے ہی اسے کار روکنا پڑی تھی کیونکہ اسے کنگ روڈ کی بجائے باہر بدلی ہوئی جگہ اور ماحول دکھائی دیا تھا۔ وہ مشرقی مہارایاں تھیں جو دارالحکومت سے کم از کم سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھیں سیویں لگ رہا تھا جیسے عمران بچے دہائی میں کار چلاتا ہوا اس طرف آ گیا ہو۔ ہر طرف مہارایاں اور مہارایاں کیلئے نظر آرہے تھے اور عمران کی کار ان مہارایوں کے دامن میں گھولی تھی جہاں دور دور تک گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سیویں لگ رہا تھا جیسے دور دور تک سوائے عمران کے کوئی ہی روح موجود نہ ہو۔



کھائی میں غائب ہوتے دیکھا۔ وہ کھائی سے کافی دور تھا اس لئے کار کو کھائی میں گرتے اور اس کا حشر ہوتے نہ دیکھ سکا تھا۔ کار کو کھائی میں گرتے دیکھ کر وہ رک گیا تھا اور گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

ارے عمران صاحب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ اچانک صفدر کی آواز عمران پر جیسے بم بن کر گری۔ وہ ہری طرح سے اچھل پڑا اور تیزی سے پلٹا تھا اور پھر اپنے سامنے صفدر کو دیکھ کر اور ایک بار پھر بدلے ہوئے ماحول کو دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے الٹ گیا۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر کھائی کی طرف دیکھا مگر اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے نہ صرف کھائی بلکہ پہاڑیاں بھی غائب ہو چکی تھیں۔ وہ ایک سڑک کے کنارے کھڑا تھا جہاں اسے سڑک پر گاڑیاں اور چلتے پھرتے انسان دیکھائی دے رہے تھے۔ اس کے قریب ایک کار کھڑی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا اور کھڑکی سے سر نکالے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران کے دل و دماغ میں دھماکے سے ہونا شروع ہو گئے کیونکہ چند ہی لمحوں میں ایک بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے منظر بدل گیا تھا ابھی ایک لمحے قبل وہ پہاڑی علاقے میں اپنی کار کو خود بخود کھائی کی طرف جاتے اور اس میں گرتے دیکھ رہا تھا اور اب وہ جیسے دوبارہ پہاڑی علاقے سے نکل کر شہر میں واپس آ گیا تھا اور جس سڑک پر وہ کھڑا تھا وہ کنگ روڈ ہی تھی۔

عمران کار میں بیٹھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان پہاڑیوں کو دیکھ رہا تھا اس کا ذہن جیسے سن سا ہو گیا تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود ہو گئی ہوں۔ کچھ دیر وہ اسی طرح کار میں بیٹھا رہا اور پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر آ گیا۔ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی کار کا انجن خرایا تو عمران تیزی سے پلٹا لیکن اچانک اس کی کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچانک آگے بڑھ گئی۔ کار کا دروازہ نہ کھلتا بند ہو گیا تھا۔

ارے۔ میری کار۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے سچے میں کہا لیکن کار تیزی سے آگے بڑھ گئی اور پھر اچانک اس کی رفتار انتہائی تیز ہو گئی اور وہ تھری طرح سامنے کی جانب دوڑتی چلی گئی۔ عمران ایک لمحے کے لئے آنکھیں پھاڑے دور جاتی ہوئی کار کو دیکھتا رہا پھر جیسے اسے یلکھت ہوش آ گیا۔ وہ تیزی سے کار کے پیچھے دوڑ پڑا مگر کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند لڑی جا رہی تھی۔ سامنے ایک بڑی اور گہری کھائی تھی اور کار کا رخ اس کھائی کی طرف تھا۔ عمران پاٹھوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا جیسے وہ اسے عقب سے پکڑ لے گا اور اسے کھائی میں گرتے سے روک لے گا۔ لیکن اتنی دیر میں کار کھائی کے قریب پہنچ چکی تھی۔

دوسرے ہی لمحے کار کسی عجیب سیٹ کی طرح قضا میں بند ہوئی اور پھر وہ اس کھائی کی طرف بھٹتی چلی گئی اور پھر عمران نے اسے

”صفدر۔ یہ تم ہی ہونا یا میں تمہارے بھوت کو دیکھ رہا ہوں۔“ عمران نے صفدر کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”بھوت۔ کیا مطلب۔ کیا میں آپ کو بھوت نظر آ رہا ہوں۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کار سے نکل کر عمران کے قریب آ گیا۔

”اگر تم بھوت نہیں ہو تو پھر میری طرف غور سے دیکھو۔ میں تمہیں انسان ہی نظر آ رہا ہوں ناں۔“ عمران نے اسی انداز میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران اپنی عادت کے مطابق اس سے مذاق کر رہا ہے۔

”آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مذاق۔ ارے مذاق تو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ ویسے باقی دسے دے تم میرے خواب میں کیا کر رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”خواب میں۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کس خواب کی بات کر رہے ہیں۔“ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے بھائی۔ میں ایک عجیب و غریب خواب دیکھ رہا ہوں۔ کبھی میں خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہوں کبھی پرستان پر پروں کے ساتھ رقص کرتا نظر آتا ہوں کبھی بھیاٹک جنوں سے منہ منگے لڑاتا ہوں اور کبھی میں کسی کالی پڑیل سے شادی کرتا نظر آتا

ہوں۔“ میرا گہری نیند میں ہوں اور نیند میں جیسے کسی الف لیلوی داستان کا حصہ بن کر اس میں سفر کر رہا ہوں۔“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ اس وقت سو نہیں رہے بلکہ جاگ رہے ہیں اور خواب نیند میں نظر آتے ہیں جاگتے ہوئے نہیں۔ اس وقت آپ کنگ روڈ پر سو رہے ہیں۔ یہاں نہ پریاں ہیں نہ جن اور نہ بھوت۔ یہ انسانوں کا شہر ہے جہاں میں بھی انسان ہوں اور آپ بھی۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ واقعی عمران کو اس کی فطرت کے مطابق مزاحیہ باتیں کرتا پار رہا تھا۔

”تمہارا مطلب ہے میں واقعی جاگ رہا ہوں۔“ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ نہیں ہو سکتا۔“ عمران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا نہیں ہو سکتا۔“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے کہا کہ میں جاگ رہا ہوں۔ اگر میں جاگ رہا ہوں تو تم یقیناً سو رہے ہو اور اگر تم جاگ رہے ہو تو پھر میں نیند میں ہوں اور ہم دونوں میں سے ایک یقیناً خواب دیکھ رہا ہے۔ اب اس بات کا فیصلہ کر لیجے ہیں کہ کون جاگ رہا ہے اور کون سو رہا ہے۔“ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو خواب میں مل رہا ہوں۔“



صردر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید عمران کی باتوں میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔

”ہاں۔ یا تو تم مجھے خواب میں ملے ہو یا میں تمہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اور اس بات کا فیصلہ کیسے ہو گا کہ ہم میں سے کون سو رہا ہے اور کون جاگ رہا ہے۔“ صردر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس پستل ہے۔“ عمران نے کہا۔

”پستل۔ پستل کا آپ کیا کریں گے۔“ صردر نے عمران کی بات نہ سمجھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

”اس بات کا فیصلہ کہ ہم میں سے کون سو رہا ہے۔“ عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پستل سے بھلا کیسے پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ کون سو رہا ہے اور

کون جاگ رہا ہے۔“ صردر نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہمت آسان سی بات ہے۔ تم میرے قریب آ کر دو تین ہوائی

فائر کرنا۔ اگر میں نیند میں ہوں تو وہما کوں کی آواز سن کر فوراً جاگ

جاؤں گا اور تم غائب ہو جاؤ گے۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ میں سو

رہا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر۔“ صردر نے کہا۔

”تو پھر دو گولیاں میں تمہاری کھوپڑی میں اتار دوں گا۔ اگر تم

زندہ بچ گئے تو اس کا مطلب ہو گا کہ تم سو رہے ہو۔ اگر مر گئے تو

مجھ لینا کہ تم جاگ رہے تھے اور میں سو رہا ہوں۔“ عمران نے

احتمالاً سچے میں کہا۔ پہلے تو صردر حیرانی سے عمران کو دیکھتا رہا جسے

اس کی سچائی میں نہ آ رہا ہو کہ عمران کیا کہہ رہا ہے۔ پھر جیسے ہی بات

اس کی سمجھ میں آئی وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

”یعنی کہ آپ گولیاں میرے سر میں اتار کر مجھے بچ سلانا اور

خود جاگنا چاہتے ہیں۔“ صردر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو کیا کروں۔ تم ہی بتاؤ۔“ عمران نے بے چارگی سے کہا تو

صردر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران صردر سے جان بوجھ کر ایسی باتیں

کر رہا تھا حالانکہ اس کا ذہن ابھی تک ان پر اسرار باتوں میں گھما ہوا

تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا وہ صردر کو نہیں بتانا چاہتا تھا اس

لئے وہ ادھر ادھر کی ہانک رہا تھا۔

”اوہ ہاں۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔ آپ ایسا کریں کہ میرے ساتھ

چلیں۔ جہاں میں آپ کو لے جاؤں گا وہاں جا کر آپ کو خود ہی معلوم

ہو جائے گا کہ آپ جاگ رہے ہیں یا نہیں۔“ صردر نے کہا۔

”ایسی کون سی جگہ ہے جہاں سونے اور جاگنے والوں کا پتہ چلایا

جاسکتا ہے۔“ عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ آئیں تو یہی۔“ صردر نے عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”سوچو۔“ کہیں ایسی جگہ نہ ملے جانا تھا جس میں وہ جیسا کہ

ہوں۔ وہ جیسا کہ کھا کر بٹگنے کے بہتر ہے کہ میرے جیسا کہ اسی طرح

رہوں۔“ عمران نے کہا تو صردر ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”آئیں بیٹھیں۔“ صفدر نے کہا تو عمران اس کی کار کے پاس اچانک اُکڑوں بیٹھ گیا۔

”ارے یہ کیا۔ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔  
”تم نے خود ہی تو کہا ہے آئیں بیٹھیں۔ اب میں بیٹھ گیا ہوں تو اعتراض کس بات کا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے اس طرح اُکڑوں بیٹھتے دیکھ کر ارد گرد سے گزرنے والے لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے اور ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

”میں نے آپ کو یہاں نہیں کار میں بیٹھنے کے لئے کہا تھا۔“ صفدر نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ پا کر جلدی سے کہا۔  
”کار میں بیٹھ کر میں کیا کروں گا۔ اگر میں کار میں بیٹھ گیا اور کار چل پڑی تو۔“ عمران نے معصوم سے سچے میں کہا۔ اس کی بات سن کر صفدر کو ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ لوگوں کے سامنے ہتاشہ نہ بننا چاہتا تھا اس لئے اس نے عمران کو زبردستی اٹھایا اور کار کا دروازہ کھول کر اسے کار میں دھکیل دیا اور کار کا دروازہ بند کر کے جلدی سے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا اور اس نے نہایت عجلت سے کار آگے بڑھا دی کہ کہیں عمران کار سے اتر کر پھر کوئی حماقت نہ شروع کر دے مگر عمران نے کار کی سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

”عمران صاحب۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ سڑک کے

کنارے اس طرح کھڑے کیا کر رہے تھے۔“ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔ اس نے صفدر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور باقاعدہ خراٹے نشر کرنا شروع کر دیئے جیسے وہ واقعی گہری نیند سو رہا ہو۔ صفدر اسے خراٹے نشر کرتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران پر اس وقت حماقتوں کا بھوت سوار ہے جو آسانی سے اترنے والا نہیں تھا۔ اگر اس نے عمران کو چھیننے کی کوشش کی تو عمران مع بھوت کے اس کے سر ہو جائے گا جس سے جیچا چھڑانا خود صفدر کے لئے ہی مشکل ہو سکتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے کار چلانے لگا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ بائی روڈ پر آ گیا۔ اس طرف ٹریفک برائے نام تھی۔ صفدر نے خالی سڑک دیکھ کر کار کی رفتار بڑھا دی۔ سڑک کافی چوڑی تھی اور چونکہ یکطرفہ نہ تھی اس لئے سامنے سے بھی گاڑیاں آ رہی تھیں مگر وہ کافی فاصلے پر تھیں اس لئے صفدر نے کار کی رفتار میں کوئی کمی نہ کی تھی مگر دوسرے لمحے وہ بوکھلا گیا۔ اس نے سامنے سے ایک ٹرک کو اچانک سڑک پر اپنی کار کے سامنے آتے دیکھا۔ صفدر نے بوکھلا کر کار کی رفتار کم کرنا چاہی مگر کار کی رفتار کم نہ ہوئی۔ صفدر نے جلدی سے بریک پٹیل پر دباؤ ڈالا تو اس کا رنگ الٹ گیا کیونکہ بریک پٹیل حرکت تو کر رہا تھا لیکن کار کے بریک نہ لگ رہے تھے۔

”ارے باپ رے۔ شاید کار کے بریک لمبیل ہو گئے ہیں۔“

صفدر کے منہ سے بوکھلاہٹ زدہ آواز اُٹھی۔ وہ زور زور سے بریک



پہیل دبا رہا تھا مگر کار رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ سامنے سے  
ٹرک برقی رفتار سے اڑا رہا تھا اور صفدر کی کار بھی آندھی اور طوفان  
کی طرح اس ٹرک کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ کار کے بریک فیل ہو گئے  
ہیں۔ صفدر نے چیخے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا مگر عمران  
کے سر پر کوئی بونٹ نہ رہی تھی۔ وہ سیٹ سے سرٹکائے آنکھیں  
بند کئے بڑے مزے سے سو رہا تھا۔ کار اور ٹرک کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم  
ہوتا جا رہا تھا۔ صفدر چیخ بچ کر عمران کو آوازیں دے رہا تھا مگر عمران  
کی حالت میں کوئی فرق نہیں آ رہا تھا۔ کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ  
صفدر کار کا دروازہ کھول کر نہ عمران کو باہر دھکیل سکتا تھا اور نہ ہی  
وہ خود باہر چھلانگ لگا سکتا تھا۔ کار اور ٹرک کا فاصلہ بے حد کم رہ گیا  
تھا۔ صفدر نے ہوسٹ بھینچ کر اسلیپرنگ کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔  
اس کی نظریں سامنے سے آنے والے تیز رفتار ٹرک پر جمی ہوئی تھیں۔  
صفدر نے سوچا تھا کہ جیسے ہی ٹرک ٹرک آئے گا وہ کار کو تیزی سے  
ٹرن دے کر اس کے قریب سے گزر جائے گا۔ یہ فیصلہ خطرناک تھا  
اور ایسا کرنے سے کار نقیب میں جا کر الٹ بھی سکتی تھی یا سامنے  
سے آنے والی دوسری گاڑیوں سے ٹکرا بھی سکتی تھی۔ دونوں طرف  
کار موڑنے میں بہر حال خطرہ تھا لیکن اب صفدر کے پاس رسک لینے  
کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا اور پھر جیسے ہی اس کی کار اور سامنے  
سے آنے والے ٹرک کا درمیانی فاصلہ کم ہوا اس نے پوری قوت سے

اسلیپرنگ کو بائیں طرف موڑ دیا لیکن اہتائی دور لگانے کے باوجود  
اسلیپرنگ نہ گھوما تھا۔ البتہ صفدر کے ہاتھ ضرور پھسل گئے تھے۔  
اسلیپرنگ جیسے جام ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر صفدر کے ہاتھوں سے جیسے  
بچ بچ ہوئے اڑ گئے اور اسے موت اپنے قریب محسوس ہونے لگی اور  
پھر کار اور ٹرک اہتائی خوفناک دھماکے سے ٹکرائے گئے تھے۔ خوفناک  
دھماکے سے کار فضا میں اچھلک اور پھر ایک زوردار دھماکے سے  
ٹرک پر گر کر اڑی اور دور تک گھسکتی چلی گئی۔ ٹرک نے کار کے  
پرچے الٹا کر رکھ دیئے تھے۔ کار کا جو حشر ہوا تھا سو ہوا تھا، کار میں  
عمران اور صفدر کا جو حشر ہوا ہو گا وہ اظہار المین شمس تھا۔ زوردار  
ٹکرائو اور دھماکے سے ٹرک بھی الٹ گیا تھا اور کار کے ساتھ ساتھ  
گھسکتا جا رہا تھا اور پھر وہ قلابازی کھا کر عین صفدر کی کار کے اوپر جا  
گرا۔

جوزف نے پوری طرح خود کو اس قدیم افریقی نغے کے غفلتوں میں ڈھال رکھا تھا۔ اس کے چہرے کا ڈاویہ بار بار بگڑ رہا تھا کہ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

جھٹکا لگنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر شدید حیرت ابھرائی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا جیسے اس کے آس پاس کوئی موجود ہو۔ چند لمحے وہ غور سے چاروں طرف دیکھتا رہا لیکن رانا پاؤس میں اس کے سوا کون ہو سکتا تھا۔ گیٹ پوری طرح سے بند تھا۔ گیٹ کی ذیلی کمر کی البتہ کھلی ہوئی تھی جہاں سے جوزف باہر دیکھتا تھا لیکن اس وقت باہر کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ جوزف نے وہاں کسی کو نہ پا کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور پھر قدیم دل سوز نغمہ گانے ہی لگا تھا کہ اسے ایک بار پھر زوردار جھٹکا لگا۔ اس بار جھٹکا اس قدر تیز اور شدید تھا کہ جوزف بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس بار اسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔ وہ ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں سامنے صحن کی طرف جم گئیں۔ اسی لمحے جوزف کو ایک اور جھٹکا لگا اور اس کے چہرے پر یقیناً رونے کے سے آگاہ نگہانی مہینے لگے۔ اسے صحن میں ایک سایہ سار کھائی دے رہا تھا جو صحن سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پہلے۔ پانچواں۔ اور۔ اور۔ یہ تو پانچواں۔ ظہیر قادر پاشا کا سایہ

جوزف آج بے حد اداس اور اس سا تھا۔ کسی کام میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے رانا پاؤس سے باہر جا کر گھومنے پھرنے کا سوچا مگر دل نہ چاہا تو وہ رانا پاؤس کے گیٹ کے قریب ایک سٹول پر آکر بیٹھ گیا۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ گیٹ کے باہر بھی کسی گاڑی کے آنے جانے کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ خاموشی اس قدر گہری ہوئی جا رہی تھی کہ جوزف کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ ایسی سیب خاموشی اس نے افریقہ کے جنگلوں میں محسوس کی تھی یا اب، کہ اچانک اس کے منہ سے ایک آہ سی نکلی اور اس نے افریقہ کا ایک قدیم نغمہ گانا شروع کر دیا۔ نغمہ اس قدر پر سوز تھا کہ اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ جیسے وہ اس نغمے کی گہرائیوں میں اس قدر غرق ہو کہ اسے ارد گرد کا ہوش ہی نہ ہو۔ اس کا جسم لرزش کرنے والے انداز میں واضح طور پر کانپ رہا تھا۔ اس وقت



ہے۔ جو زف نے خوف اور گھبراہٹ سے دکھاتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر لکھت لکپی سی طاری ہو گئی تھی۔ اسی لمحے جو زف کو اپنے دائیں طرف سے ایک کھٹکتی ہوئی ہنسی کی آواز سنائی دی تو جو زف بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس کا رنگ خوف سے سیاہ پڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھیں یوں پھیل گئیں جیسے ابھی حلقے تو ذکر باہر آکر ہیں گی۔ اس کے سامنے ایک دلی ہتلی سیاہ فام لڑکی کھڑی تھی۔ اس لڑکی کے جسم سے جیسے رنگ برنگے پرندوں کے پر چپکے ہوئے تھے۔ لڑکی سیاہ فام تھی لیکن اس کے خود خال بے حد دلکش اور جاذب نظر تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ تھیں۔ اس کے بال گھنگھریالے تھے اور اس کے سر پر مختلف جانوروں کے پروں کا بنا ہوا ایک تاج تھا۔ لڑکی جو زف کی طرف دیکھتی ہوئی بڑے دلکش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ اس کے دامت سفید موتیوں کی طرح چمکدار تھے۔

”پا۔ پا۔ پا۔ پا۔“ تم بھی یہاں ہو۔“ جو زف نے خوف اور گھبراہٹ سے ملے جلے لہجے میں دکھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں عظیم قادر پاشولا کی بھانجی ہوں۔ قادر پاشولا کا سایہ تجھے یہاں اپنے ساتھ لایا ہے۔“ سیاہ فام لڑکی نے مسکرا کر کہا۔ جو زف نے گھبرا کر صحن کی طرف دیکھا تو وہ اور زیادہ گھبرا گیا کیونکہ وہ سایہ اب اس کے قریب آ گیا تھا اور پھر وہ جو زف سے چند قدموں کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔

”جو زف۔ مائی سن۔ مائی گریٹ سن۔“ اچانک جو زف کو ایک تیز اور کڑکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو جو زف کے جیسے رہے ہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس کا جسم جاڑے کے خشک پتوں کی طرح لرزنا شروع ہو گیا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہو رہا تھا۔ کبھی وہ سیاہ فام لڑکی پاملا اور کبھی اس سائے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”مم۔ مم۔ مم۔ پپ۔ پپ۔“ جو زف نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔ خوف اور وحشت کے باعث اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔

”گھبرا نہیں جو زف۔ ہم یہاں نہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئے۔ گو تم ہمارے دشمن قادر جو شولا کے منظور نظر ہو۔“ پاملا نے جو زف کو اس قدر خوفزدہ دیکھ کر جلدی سے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

”تعب۔ پھر کیوں آئے ہو۔“ جو زف نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے خود ہی ہمیں بلایا ہے گریٹ سن۔“ قادر پاشولا کی کڑکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مم۔ مم۔ میں نے بلایا ہے۔ گب۔ گب۔ کیوں۔“ جو زف نے ہونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں خوف اور گھبراہٹ کا عنصر تھا۔

”ہاں۔ ابھی ابھی تم جو لختہ لاپ رہے تھے اس لختے میں تم ہمیں بلارہے تھے۔ تمہارے لہجے میں بے پناہ سوز تھا۔ تمہاری پر سوز آواز

سن کر ہم پر لازم ہو گیا کہ ہم تمہاری مدد کریں۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی۔

"من - من - من - نغمہ - اوہ - مگر وہ نغمہ تو میں یونہی بے مقصد گاتا رہا تھا۔ جو زف نے بوکھلائے ہوئے لکھے ہیں کہا۔

"نہیں۔ تمہاری مدد ہم پر لازم ہو گئی کیونکہ تم دو ڈاکٹروں کے دو ڈاکٹر مامولہ اور فادر پاشولا کے استاد کی قسمیں دے کر ہمیں مدد کے لئے پکار رہے تھے۔ پاملا نے کہا۔

"لیکن جو زف نے کہا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ واقعی جو نغمہ وہ الاپ رہا تھا اس کے بول کچھ ایسے تھے جس سے پاملا، فادر پاشولا کو اس کے استاد کی قسمیں دے کر اپنی مدد کے لئے بلایا جاتا تھا۔ اس وقت اس کے ذہن کے کسی گوشے میں اس بات کا احساس تک نہ تھا کہ اس نغمے کی وجہ سے وہ دونوں وہاں آسکتے ہیں ورنہ وہ اس نغمے کو کبھی نہ گاتا۔ جو زف دو ڈاکٹر فادر جو شوا کے ماننے والوں میں سے تھا جو اسے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا تھا۔ دو ڈاکٹر فادر جو شوا یا کیشیا میں کبھی جو زف کے سامنے نہیں آیا تھا اور نہ ہی اس نے کبھی جو زف کو مخاطب کیا تھا۔ وہ عموماً جو زف کے وجود میں احساس پیدا کر دیتا تھا کہ جو زف کسی پریشانی میں مبتلا ہوئے والا ہے یا پھر زیادہ سے زیادہ وہ جو زف کو خواب میں ہی نظر آتا تھا۔ دو ڈاکٹر فادر جو شوا نیک انسان تھا۔ وہ جو زف کو نیکی کی اور دوسروں کی بھلائی کی تحقیق کرتا تھا۔ اسی طرح فادر پاشولا بھی نیک انسانوں میں شامل تھا

لیکن چونکہ ان دونوں کے عقائد الگ الگ تھے اس لئے وہ اپنے اپنے طریقوں اور اصولوں سے نیکیوں کا پرچار کرتے تھے اس لئے ان دونوں میں کبھی نہیں بنتی تھی۔

جو زف کو بھی اس بات کا علم تھا کہ فادر پاشولا کس قدر سیدھو اور سخت مزاج ہے جو فادر جو شوا کے چلنے والوں کو پسند نہیں اور اب وہی فادر پاشولا اپنی بھاری پاملا کے ساتھ اس کے سامنے موجود تھی اور ان کا کہنا تھا کہ اس نغمے کی وجہ سے اب جو زف کی مدد ان پر لازم ہو چکی ہے۔

"نہیں جو زف۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم نے ہمیں خود بلایا ہے اب ہم تمہاری مدد کئے بغیر نہیں جاسکتے ورنہ ہماری روح بے قرار رہے گی۔" فادر پاشولا کی آواز سنائی دی۔

"لیکن فادر پاشولا۔ میں تم سے کیا مدد لوں۔ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت ہی نہیں تو پھر۔" جو زف نے پریشانی کے عالم میں بولناٹ چہلاتے ہوئے کہا۔

"مدد کی ہر انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ تم نے ستر بار مدد کے لئے پکارا ہے اس لئے ہم ستر بار تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں کھانا کھانے کا کام کرانے والوں گے جن سے ہمارے استاد کے حریف میں اتفاق ہو سکے۔ فادر پاشولا کی آواز سنائی دی اور اس کے بات سن کر جو زف بڑی طرح اچھنچا۔

ستر بار مدد۔ کت۔ کیا مطلب۔ جو زف نے پوچھتے ہوئے کہا۔



شاید قادر پاشولا کا سایہ واپس چلا گیا تھا لیکن اس کی بھانجری پاملا بدستور جوزف کے سامنے موجود تھی۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ زہریلی ہو گئی تھی جیسے اسے یقین ہو کہ جوزف اس سے اپنا ایک بھی کام نہ کروا سکے گا۔

”ہاں تو جوزف۔ جنگوں کے شہزادے۔ کیا ہے تمہارا پہلا کام۔“  
پاملا نے جوزف کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا اور جوزف حیرت اور خوف سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ پاملا سے کیا کام لے۔

”ہاں۔ ستر کام۔ تم جو بھی سمجھو۔ جب تک تم ہم سے ستر کام نہیں لے لیتے پاملا ہمارے سے نہیں جائے گی۔ میں اسے چھاری مدد کے لئے لایا ہوں۔ بولو۔“ قادر پاشولا کی آواز سنائی دی۔ اس بار اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ جوزف کو اپنے جسم میں کچکا پاٹ سی محسوس ہونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بیٹھے بٹھائے کس عجیب مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ ایک معمولی نقد کار اس نے اٹھانے میں قادر پاشولا اور اس کی بھانجری پاملا کو ہلا لیا تھا۔ اب وہ اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے تھے جب تک جوزف ان سے کوئی ستر کام نہ لے لیتا۔ اگر جوزف اس سے مدد لینے سے انکار کر دیتا تو قادر پاشولا اس کو ہلاک بھی کر سکتا تھا یا اس کو واپس افریقہ کے جنگوں میں بھی لے جاسکتا تھا جو اب جوزف کو کسی صورت بھی منظور نہیں تھا۔

”قادر پاشولا۔ جوزف کے ستر کام اب مجھ پر لازم ہیں کیونکہ میں آپ کی بھانجری ہوں۔“ پاملا نے قادر پاشولا کے سامنے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو پاملا۔ اب یہ چھاری ذمہ داری ہے میں جا رہا ہوں۔“ وہ ڈاکٹر قادر پاشولا کی آواز سنائی دی اور پھر اس نے اچانک جوزف کے ہجرے سے ہوا کا تیز جھونکا سا ٹکرایا اور اچانک جوزف نے وہاں پھیلے ہوئے سرخ قدموں کے نشانات غائب ہوتے دیکھے۔ چند ہی لمحوں میں وہاں موجود تمام نشان غائب ہو گئے تھے۔

کر لی تھیں اور اس پر اسی لمحے حقیقتاً خماری طاری ہو گئی تھی۔ صندوق اسے بار بار پکار رہا تھا۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن صندوق کی آواز اسے بھی کسی اندھے کنویں سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر ایک ہولناک دھماکہ ہوا تھا اور عمران کو اپنا جسم الٹا پلٹا اور پھر ہزاروں من وزن کے نیچے دیتا محسوس ہوا تھا۔ وہ سب کیا تھا اور کیوں ہوا تھا اس بارے میں عمران کچھ نہیں جانتا تھا۔ اب جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ صبح سلامت اپنے فلیٹ میں تھا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران چونک کر اپنے خیالوں سے لٹل آیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور ٹیلی فون کی جانب بڑھ گیا۔

”ہیں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو ہولناک خواب بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”السلام علیکم عمران صاحب۔ میں ظاہر بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے بلیک لیزو کی آواز سنائی دی۔

”تو بولتے رہو۔ میں نے تمہیں بولنے سے کب منع کیا ہے۔“ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف بلیک لیزو دھیرے سے ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ ایک بری خبر ہے۔“ دوسری طرف سے بلیک لیزو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بری خبر۔ اسے بہت دے۔ تمہیں بتوایا ہے میرے رقیب

عمران کے ذہن میں روشنی کا نقطہ سا چمکا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کے ذہن میں روشنی ہوئی اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے خود کو اس بار اپنے فلیٹ میں اپنی خوابگاہ کے بستر پر پڑے پایا تھا۔ اس کے ذہن میں سابقہ منظر گھوم گیا تو وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”یہ کیا۔ میں اپنے فلیٹ میں کیسے آ گیا ہوں۔“ عمران نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”حیرت ہے۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کہیں میں واقعی راج کج کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اپنے جسم کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم وغیرہ تو نہیں۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ صندوق کے ساتھ اس کی کار میں موجود تھا اور اس نے سیٹ کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند



روسیہ کو ہم رقاب بنانے کا فیصلہ تو نہیں کر لیا۔ عمران نے  
بوکھلائے ہوئے بچے میں کہا۔

”نتور بے چارے میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ آپ کے ہوتے  
ہوئے جو لیا کو ہم رقاب کر سکے۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو  
عمران بھی ہنس پڑا۔

”پھر اس سے بری خبر میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔“ عمران نے  
کہا۔

”اوہ ہاں۔ آج صفدر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ اس کی حالت بے  
حد نازک ہے عمران صاحب۔“ بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن  
کر عمران حقیقتاً اچھل پڑا۔

”صفدر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ کب۔ کیسے۔“ عمران نے  
چونک کر پوچھا۔

”وہ کسی ذاتی غرض سے مالا بار روڈ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کی  
کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی۔ ٹرک کی ٹکر اس قدر زوردار تھی کہ  
صفدر کی کار الٹ کر دور تک گھسٹی چلی گئی اور ٹرک بھی الٹ کر  
صفدر کی کار پر آن پڑا جس کی وجہ سے صفدر کی کار کے پرچے اڑ گئے۔“

بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار  
ہونٹ بھیجنے سے اسے روک رکھا وہ منظر یاد آیا تھا جب وہ صفدر کے  
ساتھ کار میں بیٹھا تھا اور پھر اس کی آنکھ لگ گئی اور ایک خوفناک  
دھماکہ ہوا اور اس نے خود کو کار میں بری طرح گھسٹتے ہوئے محسوس

کیا تھا اور پھر جیسے کار پر کوئی ہزاروں من وزن اگر ہو جس سے کار  
بری طرح ہچک گئی تھی۔

”اوہ۔“ صفدر۔ اس کا کیا ہوا۔ عمران نے تشویش بھرے بچے  
میں پوچھا۔

”عمران صاحب۔ وہ شدید زخمی ہے اور اس کی بے شمار ہڈیاں  
ٹوٹ گئی ہیں۔ وہاں موجود لوگوں نے اس کی فوری مدد کرتے  
ہوئے اسے نزدیکی ہسپتال میں پہنچا دیا تھا۔ وہاں نعمانی اپنے ایک  
دوست کی عیادت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس نے صفدر کو پہچانا تھا۔  
اس حادثے کی اطلاع دینے کے لئے اس نے آپ کو کئی بار آپ کے  
فلپٹ میں فون کیا تھا لیکن جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے  
جو لیا کو اطلاع دی اور جو لیا نے مجھے۔ جس پر میں نے فوری طور پر  
صفدر کو فاروقی ہسپتال میں بھجوا دیا۔ میری ڈاکٹر فاروقی سے بات  
ہوتی ہے۔ وہ صفدر کی حالت سے منتظر ہیں۔ بہر حال وہ صفدر کو  
آپریشن روم میں لے گئے ہیں اور اس کا آپریشن کر رہے ہیں۔“ بلیک  
زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی۔“ بے خبری سے۔ لیکن صفدر کا ایکسیڈنٹ ہوا  
کیسے۔ عمران نے ہونٹ بھیجنے سے کہا۔

”اس بات کا جواب تو صفدر ہی ہوش میں آئے کے بعد دے سکتا  
ہے۔ لیکن لوگوں نے ایک اور بھی عجیب بات بتائی ہے عمران  
صاحب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

ضرورت ہوئی تو میں تمہیں خود ہی کال کر لوں گا۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے اثرات پھیل گئے تھے اور وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔

"ہونہ۔" گویا میں نے جو کچھ دیکھا تھا اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا وہ خواب نہیں تھا۔" عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس عجیب و غریب اور پراسرار جکر کا اسے ابھی کوئی سرچر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ جسے خواب سمجھتا تھا وہ اب حقیقت بن کر اس کے سامنے آ رہا تھا۔

"کیا جکر ہو سکتا ہے۔ کہیں میں کسی شیطانی جکر میں تو نہیں پڑ گیا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اپنا تکیہ اسے بتوں والی سیاہ کتاب کا خیال آ گیا جو اسے کوریئر سروس سے موصول ہوئی تھی۔ اس لوہے کی جلد والی کتاب کے عجیب و غریب بتوں پر جو تحریر لکھی تھی عمران نے اس ایک پتے کو پڑھ لیا تھا۔ اگر اسے وہ الفاظ تو کچھ میں نے آنے تھے لیکن اس وقت عمران کو زور دار جھٹکا لگا تھا اور اس کی آنکھوں سے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے درد پورا رہی ملنے ہوئے محسوس ہوئے تھے اور پھر میلی فون کی گھنٹی نے اس کے جوش و خروش کو اس حال کر دیئے تھے۔ لیکن اب عمران کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ سارے جکر اسی کتاب کی وجہ سے رونما ہو رہے ہیں۔ وہ یقیناً کوئی شیطانی اور پراسرار کتاب ہے جو تمنا ہے اس کے لیے کہ اس پر کس نے اور کیوں عجیبی تھی۔ جسے بی عمران کو سیاہ کتاب کا

"عجیب بات۔" وہ کیا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صفدر کی کار میں ایک اور نوجوان بھی تھا جو فرسٹ سیٹ پر آنکھیں بند کئے سو رہا تھا۔ جب کار کا حادثہ ہوا تو وہ اس وقت بھی کار میں ہی موجود تھا لیکن جب ٹرک کو ہٹایا گیا تو اس میں سوائے صفدر کے اور کوئی نہیں تھا۔" بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے جسم میں لگجھت جیونیاں سی رہ گئیں شروع ہو گئیں۔ "تو وہ شخص کہاں غائب ہو گیا۔ کیا اس کی لاش بھی نہیں ملی۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔" بلیک ہوئی کار سے صرف انہی حالت میں صفدر کو ہی نکالا گیا ہے۔ اس کے سوا کار میں دوسرا کوئی نہیں تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہ۔" ہو لیا اور دوسرے صبر کہاں ہیں۔" عمران نے پوچھا۔ "وہ صفدر کی حالت سے شدید پریشان ہیں اور سب کے سب فاروقی ہسپتال میں ہیں۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ "لجھیک ہے۔ میں بھی وہاں جا رہا ہوں۔ اور کوئی بات۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اور کوئی بات نہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں بھی ہسپتال آ جاؤں۔" صفدر کی تشویشناک حالت سے میں بھی بے حد پریشان ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ فی الحال غم دکو۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر تمہاری



خیال آیا وہ تیزی سے کمرے سے نکلا اور سنگ روم میں آگیا جہاں سیاہ کتھن سبز پر اسی حالت میں پڑی ہوئی تھی جیسے وہ اسے چھوڑ گیا تھا اس کتھن پر نظر پڑتے ہی عمران کا ذہن جھک سے اڑ گیا تھا کیونکہ اس کتھن کی موجودگی اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کے ساتھ جو بھی ہوا تھا وہ اس کا وہم یا خواب نہیں تھا۔ کتھن کو دیکھ کر عمران کی پیشانی پر ہلکوں کا جال سا پھیل گیا۔

”ہیلو مسٹر عمران“۔ اچانک عقب سے عمران کو ایک چہکتی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر عمران بری طرح اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلی چلی گئی۔ اس کے سامنے ایک نوجوان اور انتہائی حسین لڑکی موجود تھی جس نے سرخ رنگ کا نہایت خوبصورت لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کا میک اپ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ بے حد حسین اور دلکش دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی اور وہ عمران کی جانب مسکراتی ہوئی لنگھوں سے دیکھ رہی تھی۔

”تم۔ کون ہو تم اور میرے فلیٹ میں کیا کر رہی ہو“۔ عمران نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے حیرانی ہو رہی تھی کہ فلیٹ کا دروازہ بند تھا پھر فلیٹ کا دروازہ کھولے بغیر یہ لڑکی اندر کیسے آگئی اور پھر اس لڑکی نے جس لگاؤ سے بھرے انداز میں عمران کو پکارا تھا اس سے عمران کا موداف ہو گیا تھا۔

”ارے۔ تم مجھے نہیں پہچانتے۔ حیرت ہے۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم جیسا عقلمند انسان مجھے دیکھتے ہی پہچان جائے گا۔“ لڑکی نے ہنس کر کہا۔

”کون مت۔ بتاؤ کون ہو تم اور میرے فلیٹ میں کیسے داخل ہوئی ہو“۔ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم شاید میرا نام جانتا چلپتے ہو مسٹر عمران“۔ لڑکی نے اسی انداز میں کہا۔ اس کے لہجے میں لاابالی پن اور لاپرواہی تھی۔

”ہاں“۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”جہیں میں اصل نام بتاؤں یا اس کا جس کے شریر میں میری آتما ہے۔“ لڑکی نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بری طرح سے اچھل پڑا۔

”شریر۔ آتما۔ اوہ تو تمہارا تعلق“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اب سمجھے ہو“۔ لڑکی نے ہنس کر کہا۔

”کون ہو تم“۔ عمران نے عزائم سے کہا۔

”میری آتما کا نام شادی ہے اور اس وقت میں تمہیں جس روپ میں نظر آ رہی ہوں یہ شریر ایک غیر مسلم لڑکی ساراتی کا ہے۔ اب ساراتی کون ہے اور اس کا تعلق کس ملک سے ہے یہ مت پوچھو۔ تم مجھے شادی بھی کہہ سکتے ہو۔ ساراتی بھی اور پرا۔ اوسا۔ بھی۔ لڑکی نے کہا تو عمران کے جسم میں طاقت سسٹا رہی ہوئے لگی۔ لڑکی کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ کوئی بددوس ہے اور اس نے کسی غیر

مسلم لڑکی کے جسم پر قبضہ کر رکھا ہے لیکن وہ بدروح عمران کے فلیٹ میں کیا کر رہی تھی۔ عمران نے بے اختیار مقدس کلام پڑھنے کی کوشش کی مگر یہ محسوس کر کے اس کا ذہن جھک سے اڑ گیا کہ اس کا ذہن سیٹ کی طرح صاف ہو چکا تھا۔ اسے نہ کوئی مقدس کلام یاد آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی مقدس نام۔

”کیا سوچ رہے ہو مسٹر عمران۔ تم شاید مجھے بدروح سمجھ کر مقدس کلام پڑھ کر یہاں سے بھگانا چاہتے ہو۔“ لڑکی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنسنے لگا۔

”ہونہ۔ یہاں کیوں آئی ہو اور کیا چاہتی ہو مجھ سے۔“ عمران نے ہنسنا چھوڑ دیا۔ ”میں نے غصیلے بچے میں کہا۔ ذہن سے مقدس کلام اور مقدس نام خود دیکھ کر اس کے دل و دماغ میں شدید سنسناہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی۔

”میں تمہیں پسند کرتی ہوں مسٹر عمران اور یہاں میں صرف اور صرف تمہاری سیوا کرنے آئی ہوں۔“ لڑکی نے جواب دیا۔

”سیوا۔ ہونہ۔ مجھے کسی سیوا اور سیوا کرنے والی کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے۔ دفع ہو جاؤ۔“ عمران نے غصے سے چیخنے ہوئے کہا۔

”انہیں مسٹر عمران۔ میں یہاں اپنی مرضی سے آئی ہوں اور اپنی مرضی سے ہی جاؤں گی۔ تم مجھے یہاں سے جانے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔“ لڑکی نے کہا۔

”ہونہ۔ اگر تم یہاں ایک لمحے کے لئے اور رکی تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔“ عمران نے غصہ جاک ہوتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ یہ ہوئی ناں مردوں والی بات۔ میز پر بھرا ہوا ریو اور موجود ہے۔ اسے اٹھاؤ اور کروٹ پر فائر۔ میں تمہیں وچن دیتی ہوں کہ میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی اوجھر ادھر نہیں ہٹوں گی۔“ شکاری نے کہا۔ عمران نے چونک کر میز کی طرف دیکھا تو اسے واقعی میز پر ایک بھاری دستے والا ریو اور پڑا نظر آیا۔ حالانکہ ابھی چند لمحے قبل وہاں وہ ریو اور موجود نہیں تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ ریو اور یہاں کیسے آ گیا۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جیسے میں یہاں آئی ہوں۔ یہ ریو اور میں نے تمہارے لئے منگوایا ہے۔ اٹھاؤ اسے اور اس کی ساری گولیاں مجھ پر چلاؤ۔ ہو سکتا ہے مجھ سے تمہاری جان چھوٹ جائے۔“ شکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو لڑکی۔ تمہارا نام شکاری ہے یا سارقی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ میں اپنے فلیٹ میں کسی لحاظوں کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے بہتر ہو گا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ۔“ عمران نے سر ہٹھک کر کہا۔

”اور اگر میں پھر بھی یہی ہوں کہ میں یہاں سے جانے کے لئے نہیں آئی تو تم کیا کرو گے۔“ شکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔



”آخر تم چاہتی کیا ہو اور تمہارا جہاں آنے کا کیا مقصد ہے۔“  
عمران نے فیسے سے کہا۔

”بتاؤں گی۔ ضرور بتاؤں گی لیکن پہلے ریوالور تو اٹھاؤ۔“ شکاری  
نے اسی انداز میں کہا۔

”تم حد سے بڑھ رہی ہو۔“ عمران نے اسے جبری طرح گھورتے  
ہوئے کہا۔

”ارے۔ ابھی کہاں۔ ابھی تو میں نے تمہارے سامنے اپنی  
حالتوں کے پلکے سے نمونے پیش کئے ہیں۔ ابھی تو میرا حد سے تجاوز  
کرنا باقی ہے۔“ شکاری نے کہا۔

”کیا مطلب۔“ اس کی بات سن کر عمران نے چونک کر کہا۔

”تمہاری اماں بی کو ہارٹ افیک ہونا، اسپتال میں تمہارے  
ڈیڑی اور شریا کا ملنا، پھر تمہارا خود بخود دھماکا مقام پر پہنچ جانا اور کار کا  
خود بخود چل کر کھائی میں جا گرنا، پھر تمہارے ساتھی صفدر کی کار کا  
ایکسیڈنٹ ہونا جس میں صفدر کے ساتھ تم بھی موجود تھے اور صفدر  
کا شدید زخمی ہو کر اسپتال پہنچ جانا اور تمہارا اپنے اس فیت میں صحیح  
سلامت جاگنا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب تم نے غائب میں  
دیکھا ہے۔“ شکاری نے کہا تو عمران حیرت سے اچھل پڑا۔

”اوہ۔ تو ان سب کے پیچھے تمہارا ہاتھ تھا۔“ عمران نے حیرت کی  
شہوت سے کہا۔

”ہاں۔ میں چاہتی تو صفدر کے ساتھ کار میں تمہاری بھی بیڈیوں کے

سر۔ بن جاتا مگر میں نے تمہیں زخمی ہونے سے بچالیا تھا اور کار والے  
بی تمہیں کار سے نکال لائی تھی۔ صفدر کو بھی میں نے زیادہ زخمی  
نہیں ہونے دیا ورنہ اس خوفناک ایکسیڈنٹ میں اس کی ہلاکت یقینی  
تھی۔“ شکاری نے کہا۔

”ہونہ۔ تو یہ سارا تمہارا چلایا ہوا شیطانی چکر ہے۔ مگر کیوں۔  
اس چکر کے پیچھے تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ کیا تم مجھے ڈرانا چاہتی  
ہو۔“ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”عقل مند ہو۔ جلد ہی سمجھ گئے ہو۔ ہاں۔ میں تمہیں ڈرانا چاہتی  
ہوں۔ تمہیں اپنی قوتوں سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ میں تمہارے  
سے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی  
ہو۔ میں ایک ایک کر کے تمہارے تمام رشتہ دار، عزیز و اقارب اور  
تمہارے ساتھیوں کو ختم کروں گی۔ تمہارا بھی میں اس قدر بھیانک  
خاتمہ کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ شکاری نے کہا۔  
اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ سفاکی موجود تھی۔

”تمہاری اس بے معنی اور فصول دشمنی کی وجہ کیا ہے۔ تم اس  
طرح کیوں باقہ احوال کر رہے پیچھے پڑ گئی ہو۔“ عمران نے کہا۔ اب  
وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ یہ سب کچھ اس کے ذہن کا انتہائی  
نہیں تھا بلکہ اس شیطانی بارون کا چکر تھا۔

”دشمنی کی وجہ بہت بڑی ہے۔“ شکاری نے کہا۔  
”کیا میں نے تمہاری کسی عزیز کو غرو عیار کی طرح بوقت میں

قید کر رکھا ہے۔" عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔  
 "میں ایک آقا ہوں اور مجھ پر تمہارا یہ مسخرہ پن کچھ اثر نہیں  
 کرے گا۔" شادی نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔  
 "تو کیا اثر کرے گا۔ وہی بتا دو تاکہ میں اس کا انتظام کر  
 سکوں۔" عمران نے بے چارگی سے کہا۔  
 "جیلے تم اس ریوالور کو اٹھاؤ اور مجھ پر گولیاں چلاؤ۔" شادی نے  
 کہا۔

"اس سے کیا ہو گا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 "تم گولیاں تو چلاؤ۔ پھر خود ہی دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے۔"  
 شادی نے کہا تو عمران نے کندھے اچکا کر ریوالور اٹھالیا۔  
 "اب کیا کروں۔" عمران نے ریوالور کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "مجھ پر فائر کرو۔" شادی نے کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں گولیاں چلاؤں۔ اس سے  
 تمہیں کچھ ہو نہ ہو مگر میں تو مفت میں مارا جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔  
 "کیوں۔ تم کیوں مارے جاؤ گے۔" شادی نے کہا۔  
 "یہ چالیس بوز کا ریوالور ہے۔ اس کا دھماکہ بے حد تیز اور شدید  
 ہوتا ہے۔ دھماکے کی آواز سن کر میرے پڑوسی چونک جائیں گے اور  
 انہوں نے اگر پولیس کو اطلاع دے دی تو پولیس بلاوجہ فائرنگ  
 کرنے اور لوگوں میں دہشت پھیلانے کے جرم میں مجھے گرفتار کر  
 لے گی۔ پھر مجھے ساری عمر جیل میں گزارنی پڑے گی۔" عمران نے

کہا۔

"بس۔ بس۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" شادی  
 نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا۔  
 "مجھ گئی ہو تو میرے ساتھ چل کر کسی مولوی کے سامنے تین  
 بارہاں کر دو۔ اس دنیا میں مجھ سے کوئی بڑی شادی کرنے کے لئے  
 تیار نہیں۔ کسی بدروح کا شوہر دم دار بن جاؤں گا۔" عمران نے  
 مسکسی سی صورت بناتے ہوئے شوہر نامہ دار کو دم دار بناتے ہوئے  
 کہا۔

"گولیاں چلاؤ۔ میں یہاں ایسا بھر پھونک دیتی ہوں کہ دھماکوں  
 کی آواز اس فلیٹ سے تو کیا اس کمرے سے بھی باہر نہیں جائے گی۔"  
 شادی نے کہا۔

"ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے تمہیں ساؤنڈ پروف قسم کا بھی  
 جادو آتا ہے۔ بہت خوب۔ اپنی دو چار ساؤنڈ پروف پھونکیں مجھے بھی  
 بتا دینا۔ ہمارے ملک میں جب میاں بیوی جھگڑتے ہیں تو ان کی  
 آوازیں دور دور تک گونجنے لگتی ہیں جس سے محلے دار اگلے ہو کر اس  
 لڑائی جھگڑے کو ختم کرانے کی بجائے غلط لے لے کر ان کی باتیں  
 سننا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے میاں بیوی کو میں تمہاری پھونکیں بیچ  
 دوں گا۔ ایک تو ان کی لڑائی ان تک ہی محدود رہے گی دوسرے  
 تمہاری پھونکیوں سے آدن بھی ہوگی۔" عمران نے کہا۔

"تم مجھ پر گولیاں چلاتے ہو یا نہیں۔" شادی نے عمران کو



غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”اگر مجھے کھوارہ ہی مارنے کا پروگرام ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے واقعی اچانک شکاری پر مسلسل فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ شکاری گویوں سے بچنے کے لئے یقیناً دائیں بائیں چھلانگ لگائے گی یا وہ ایسی حرکت ضرور کرے گی کہ کسی طرح گویوں سے بچ سکے لیکن یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گئیں کہ شکاری اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلے تھی اور گویاں اس کے جسم سے ٹکل کر پچھلے دیوار سے ٹکرانے لگی تھیں لیکن شکاری کے جسم پر معمولی سا بھی زخم نہیں آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے ہوا کی بنی ہو اس لئے گویاں اس کے جسم سے ٹکل کر دوسری طرف ٹکل گئی ہوں۔

”دیکھا تم نے؟“ شکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نک۔ کیا مطلب؟“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سہی کہ جہادی چلائی ہوئی گویاں میرے جسم میں لگی تھیں لیکن مجھے ہلکی سی غراش بھی نہیں آئی۔“ شکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا جہاد کا جسم گوشت پوست کا ہے؟“ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے اس سارقی کو ہلاک کر کے اس کے شریر میں اپنی آفتاب والی قمی۔“ شکاری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر گویوں نے تم پر اثر کیوں نہیں کیا؟“ عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کے سامنے اصلی لڑکی ہے تو اس کے جسم پر رُخ تو آنے چاہئیں تھے لیکن اس لڑکی کا جسم اور لباس صحیح سلامت تھا جیسے گویاں اسے چھو کر بھی نہ گزری ہوں۔

”میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ میں ایک آفتاب ہوں۔ میں نے سارقی کے جسم پر قبضہ ضرور کر رکھا ہے مگر جیسے ہی میں نے اس لڑکی کے جسم پر قبضہ کیا تھا اس کا جسم سایہ بن گیا تھا۔ میں تمہیں جیتی جاگتی ضرور دکھائی دے رہی ہوں مگر حقیقت میں ایک سایہ ہوں۔ ایسا سایہ جس پر جہادی دنیا کا کوئی اسلحہ اثر نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ آگ بھی مجھے نہیں جلا سکتی۔ گویوں کا حربہ تم آزما چکے ہوں اگر کسی اور اسلحے کو آزمانا چاہتے ہو تو وہ بھی آزما لو۔“ شکاری نے فائزانہ لہجے میں کہا۔

”دیکھو شکاری۔ تم بلاوجہ میرا اور اپنا وقت برباد کر رہی ہو۔ مجھے صاف صاف بتاؤ کہ اس کے پچھلے جہاد کا مقصد کیا ہے؟“ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ شاید وہ اس آفتاب شکاری سے پرہی طرح بیزار ہو گیا تھا۔

”میرا مقصد تم سے جوشکا جادو کے مستروں کی کتاب حاصل کرنا ہے۔“ شکاری نے کہا تو عمران ایک بار پھر دنگ پڑا۔

”جوشکا جادو کے مستروں والی کتاب۔ کیا مطلب؟“ عمران نے

کتاب۔" عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ جو سامنے میز پر پڑی ہے۔" شکاری نے کہا تو عمران چونک کر اس کتاب کو دیکھنے لگا جو اسے کسی نامعلوم شخص کی طرف سے پارسوں کی صورت میں موصول ہوئی تھی۔

"اوہ۔ یہ کتاب۔ یہ کتاب تو میرے لئے فطول ہے۔ لے جاؤ اسے۔ مجھے اس کتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" عمران نے منہ بنا کر کہا تو شکاری بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر اس کتاب کو میں خود لے جا سکتی تو مجھے تمہارے سامنے آنے اور تمہارے ساتھ یہ جلی چوہے کا کھیل کھیلنے کی کیا ضرورت تھی۔" شکاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیاہ کتاب میں اس صورت میں یہاں سے لے جا سکتی ہوں جب تمہیں اس کتاب کی حقیقت کا پوری طرح علم ہو جائے گا اور پھر تم اس کتاب کو خود اپنی مرضی اور خوشی سے میرے حوالے کر دو گے۔" شکاری نے کہا۔

"حقیقت تم بتاؤ رہی ہو کہ یہ جادو مہتروں کی کتاب ہے۔ یعنی یہ شیطانی کتاب ہے اس لئے میں ہنسی خوشی بلکہ قہقہے لگا کر تمہیں اس کتاب کو لے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ کہو تو اٹھا کر تمہارے مندر پر دے ماروں۔" عمران نے کہا۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے عمران۔" شکاری نے اچانک پر اسرار لہجے میں کہا۔

"میرے لئے بہت آسان ہے۔ میں ابھی اٹھا کر اسے تمہارے مندر پر دے مارتا ہوں۔" عمران نے کہا اور کتاب کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو۔ روک جاؤ۔" شکاری نے اسے کتاب کی طرف بڑھتے دیکھ کر چیخ کر کہا۔

"کیوں۔ اب کیا ہوا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس کتاب کو اس طرح میرے حوالے نہیں کر سکتے۔ اس کتاب کا تم ایک منتر پڑھ چکے ہو جس کی وجہ سے یہ کتاب تمہاری ملکیت بن چکی ہے۔ اب جب تک تم اس کتاب کے آخری صفحے کا آخری منتر نہیں پڑھو گے اس وقت تک کتاب میرے قبضے میں نہیں آئے گی اور یہ بھی سن لو کہ آخری صفحے کا آخری منتر پڑھتے ہی تمہاری مریخ ہو جائے گی۔" شکاری نے چیختے ہوئے کہا۔

"مریخ ہو جائے گی۔ کیا مطلب۔" عمران نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اس منتر کی وجہ سے تم اسی وقت ہلاک ہو جاؤ گے۔" شکاری نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ آخری منتر پڑھنے سے میں خود بخود ہلاک ہو جاؤں گا۔" عمران نے جلدی سے شکاری اسے کتاب کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے اس سے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اسے کتاب حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس



کس نے بھیجا ہے۔ اس کی باتیں سن کر عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات بدستور جا رہے تھے اور اس کی آنکھیں پھیل کر جیسے اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اس سیاہ کتاب کے منتر کی وجہ سے پوری طرح قہارے فتنے میں آچکا ہوں۔ اس لئے مجھے مقدس کلام اور مقدس نام یاد نہیں آ رہے۔" عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا تم کتاب کا آخری منتر پڑھ کر کتاب میرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو۔" شکاری نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں۔ میں نے اٹھانے میں اس شیطانی کتاب کا شیطانی منتر پڑھ لیا تھا۔ اب جبکہ میں جان چکا ہوں کہ یہ شیطانی جادو کی کتاب ہے اس لئے میں اس کا منتر نہیں پڑھوں گا۔" عمران نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ تمہارا انکار قہارے لئے خوفناک عذاب بن جائے گا۔" شکاری نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ میں منتر نہیں پڑھوں گا۔ اس کتاب کو تم کسی اور ذریعے سے لے جا سکتی ہو تو لے جاؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک منتر پڑھ کر یہ کتاب تم خود میرے حوالے

نہیں کرو گے میں کتاب نہیں لے جا سکتی۔" شکاری نے کہا۔  
"تو پھر میں اس شیطانی کتاب کو جھا کر راکھ بنادوں گا۔ نہ رہے گا ہانس اور نہ سبک کی بانسری۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ قہاری بھول ہے عمران کہ تم اس کتاب کو کسی طرح ضائع کر دو گے۔ یہ جوشکا جادو کے منتروں والی کتاب ہے۔ تم لاکھ کوششیں کر لو لیکن تم اس کا ایک پتا بھی ضائع نہیں کر سکو گے۔" شکاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"بس شکاری بہت ہو چکا۔ اب تم شرافت سے اس کتاب کو اٹھا کر یہاں سے لے جاؤ ورنہ میں سچ کچھ اس کتاب کو ضائع کر دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہ۔ تو تم کتاب کا آخری منتر نہیں پڑھو گے۔" شکاری نے ناگن کی طرح پھٹکارتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں یکفخت سرخ ہو گئیں۔

"نہیں۔ کبھی نہیں۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تب پھر تم اپنی تباہی کے خود ذمہ دار ہو گے۔" شکاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم میرا کچھ نہیں یاد کر سکتی شکاری۔ اگر تم میں اتنا اور تم ہوتا تو اب تک تم اس طرح مجھ سے باتیں نہ بکھار رہی ہوتی۔" عمران نے طنز لہجے میں کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم میری شکستوں کو آزمانا چاہتے ہو۔ تو ٹھیک ہے۔  
تیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہیں منتر پڑھنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام  
شکاری نہیں۔“ شکاری نے زخمی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے اچانک شکاری عمران کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی  
اسے اس طرح غائب ہوتے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہومٹ  
بھینچ لئے۔ اسی لمحے اچانک اس کی ناک سے بدبو کا ایک تیز بھبھکا  
نکرایا۔ عمران نے جلدی سے اپنا سانس روک لیا مگر بے سود۔ بدبو  
اس کے دل و دماغ پر چھا چکی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن  
اجنبی تاریک گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے تمام احساسات  
یکجہت ختم ہو گئے تھے اور پھر وہ کئے ہوئے شہتیر کی طرح گرنا چلا گیا۔

جوزف کی حالت انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی۔ وہ انتہائی پریشان  
لگا ہوں سے سیاہ فام پاملا کی طرف دیکھ رہا تھا جو کسی مورچی کی طرح  
کھڑی اسے گھور رہی تھی۔ جوزف نے آنکھیں بند کیں اور اپنی مدد  
کے لئے قادر جو شوا سے رابطہ کرنے لگا لیکن نہ ہی اس کے ذہن میں  
قادر جو شوا کا خاکہ ابھرا تھا اور نہ ہی اسے قادر جو شوا کی آواز سنائی دے  
رہی تھی حالانکہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ جوزف نے  
آنکھیں بند کر کے قادر جو شوا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہو اور  
اس کا خاکہ اس کے ذہن میں نہ ابھرا ہو اور اسے قادر جو شوا کی آواز نہ  
سنائی دی ہو۔

”جوزف آنکھیں کھولو اور مجھے پہلا کام بتاؤ۔“ پاملا کی آواز ابھر کر  
طرح جوزف کو اپنے کانوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تو جوزف نے  
آنکھیں کھول دیں اور پاملا کی جانب دیکھنے لگا۔



"پاملا - کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتیں۔ میں نے سچ کہا تھا کہ میں نے تمہیں اور قادر پاشولا کو اپنی مدد کے لئے نہیں پکارا تھا۔ میں یونہی وقت گزارنے کے لئے وہ لفظ الپ رہا تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس نغمے کی وجہ سے تم اور قادر پاشولا یہاں آجائیں گے تو میں بھول کر بھی اس نغمے کو نہ گاتا۔" جوزف نے سر وہ سے سچے میں کہا۔

"جوزف - جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ اب آگے کی سوچو۔ اپنا کام بتا کر زندہ رہنا چاہتے ہو یا پھر میں تمہیں بھینٹ چڑھانے کے لئے قادر پاشولا کے معبود میں بے جاؤں۔" پاملا نے میز لہجے میں کہا۔

"ہو نہ ہو۔ کیا مصیبت ہے۔ یہ میں خواہ مخواہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ تم روح ہو اور میں روح کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ میں اپنی مدد کے لئے قادر پاشولا کو بھی پکار چکا ہوں مگر تمہاری موجودگی میں قادر پاشولا بھی میرے بات نہیں سن رہا۔ میری بکھر میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔" جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اپنا کام بتاؤ۔ جلدی کرو۔" پاملا نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو جوزف اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"ہو نہ ہو۔ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو۔" جوزف نے پاملا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ۔ جو تم کو مجھے میں تمہارا ہر کام کر سکتی ہوں۔" پاملا

نے فاعرا نہ سچے میں کہا۔

"سوچ لو۔ اگر تم میرا کام نہ کر سکتی تو۔" جوزف نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں تمہارا کام نہ کر سکوں۔ تم بتاؤ۔ کیا چاہتے ہو تم۔" پاملا نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر بھی اگر ایسا ہو گیا تو۔" اس بار جوزف نے مسکرا کر کہا۔

اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"اگر ایسا ہوا تو میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گی۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تم جو بھی کہو گے اسے ہر صورت میں پورا کروں گی ماسوائے اس کے تم مجھے جانے کے لئے کو یا قادر پاشولا کو نقصان پہنچانے کے لئے کچھ کہو۔ اگر تم نے ایسی کوئی بات کی تو میں اسے کسی بھی صورت پورا نہیں کروں گی۔" پاملا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ میں ایسا کوئی کام نہیں بتاؤں گا جس سے تمہیں یا قادر پاشولا کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو۔" جوزف نے کہا۔

"تو پھر بتاؤ۔ کیا ہے تمہارا ہلاکام۔" پاملا نے کہا۔

"میرے قدموں میں گر جاؤ۔" میری پرچی ناگ، رگڑ اور لارڈا سے کہو جوزف دی گئے۔ "ظہیم ہے۔ لارڈ جو شوا عظیم روح والے ہیں کا دنیا والا کٹر ظہیم ہے۔ تمہیں ایک لاکھ مرتبہ تاکہ کوئی سبب اور جی الفاظ دہرانے ہیں۔ مگر سچائی ہو یہ کام۔" جوزف نے اس کی

طرف زہریلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ایک لمحے کے لئے پاملا کا رنگ بدل گیا تھا۔ وہ چند لمحے غصہ ناک نظروں سے جو زف کو گھورتی رہی اور پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

”ہاں۔ کر سکتی ہوں۔“ پاملا نے کہا اور اس کی بات سن کر جو زف ہری طرح اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑتا چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ پاملا قادر جو شوا کے مخالف قادر پاشولا کی بھاری ہے جو سوائے قادر پاشولا کے کسی اور کے سامنے سر نہیں جھکا سکتی۔ اگر وہ اسے قادر جو شوا کی غفلت کے گن گانے کے لئے کہے گا تو ایسا کر لا پاملا کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔ وہ اس کی یہ خواہش کبھی پورا نہیں کر سکے گی کیونکہ اس کے منہ سے قادر جو شوا کی تعریف میں لگے ہوئے الفاظ قادر پاشولا کبھی برداشت نہیں کر سکے گا پاملا اپنے قادر پاشولا کی مخالفت میں کبھی نہیں جاسکتی تھی اس لئے اس کا فضا ہونا یقینی امر تھا لیکن پاملا نے یہ کہہ کر جو زف کو حیران کر دیا تھا کہ وہ یہ کام بھی کر سکتی ہے اور پھر واقعی پاملا تھک کر زمین پر ناک رگڑنے لگی اور زور زور سے جو زف کی گریٹ عظیم ہے، قادر جو شوا عظیم دھج ڈاکڑوں کا دھج ڈاکڑ ہے کہنے لگی تو جو زف بوکھلا کر کہی قدم پیچھے ہٹ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پاملا کو دیکھنے لگا۔

”اوہ گاڈ۔ یہ بد بخت تو میری طرح ہاتھ دھو کر میرے سر ہو گئی ہے۔ اب میں کیا کروں۔ اس پاگل بد روح سے کس طرح اپنی جان بچاؤں۔“ جو زف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار

پھر آنکھیں بند کر کے قادر جو شوا کو پکارا لیکن بے سود۔ نہ قادر جو شوا کا چہرہ اس کے سامنے آیا اور نہ ہی اس کی کوئی آواز جو زف کو سنائی دی تھی۔

”اوہ۔ مجھے باس کو فون کرنا چاہیے۔ وہی اس بد روح سے میرا بچپا چھڑوا سکتا ہے۔“ جو زف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں آکر اس نے جلدی سے عمران کے فلیٹ کے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سسٹل گھنٹی بج رہی تھی مگر عمران فون انڈ نہ کر رہا تھا۔

”اوہ باس۔ فار گاڈ سیک فون اٹھاؤ۔ میں بہت پریشان ہوں۔“ جو زف نے بے چینی اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف کوئی فون نہ انڈ کر رہا تھا۔ جو زف نے جلدی سے کمر پڈل دیا یا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دانش منزل کے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار جلد ہی رابطہ مل گیا تھا۔

”ایکسٹو۔“ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جو زف بول رہا ہوں۔“ جو زف نے جلدی سے کہا۔

”اوہ۔ جو زف میں ظاہر بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔“ اس نے فون کیا ہے۔ دوسری طرف سے ایک لمبے لمبے جو زف کی آواز آئی۔ اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ظاہر سنا سب۔ باس کہاں ہیں۔ میں باس سے بات کرنا چاہتا



ہوں۔ ابھی اور اسی وقت "جو زلف نے کہا۔

"عمران صاحب ہاں نہیں ہیں۔ وہ اپنے فلیٹ میں ہوں گے یا پھر ماروقی ہسپتال گئے ہوں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہسپتال۔ کیوں۔ ہسپتال میں وہ کیوں گئے ہیں۔ سب خیریت تو ہے ناں۔" ہسپتال کا نام سن کر جو زلف نے چونک کر کہا تو بلیک زیرو نے اسے صفدر کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بری خبر ہے۔" جو زلف نے کہا۔

"تم بتاؤ۔ تم عمران صاحب سے کیا کہنا چاہتے ہو اور تمہارا انداز اس قدر گھبرایا ہوا کیوں ہے۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید جو زلف کی پریشانی اور گھبراہٹ کو نوٹ کر لیا تھا۔

"کچھ نہیں۔ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ ہاں سے کسی طرح میری بات کرادیں۔ میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔" جو زلف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"فصیحک ہے۔ جیسے ہی عمران صاحب ہاں آئیں گے میں انہیں تمہارا پیغام دے دوں گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ہاں سے آپ کی بات ہو تو ان سے کہنا کہ وہ اگر میری جان بچانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد رانا ہاؤس آجائیں ورنہ وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جو زلف دی گریٹ کو کھودیں گے۔" جو زلف نے جلدی سے کہا۔

بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ خیریت ہی تو نہیں ہے۔ بس آپ میرا پیغام ہاں تک پہنچا دیں۔" جو زلف نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی بات سننے بغیر اس نے رسیور کرپٹل پر رکھ دیا۔ وہ پریشانی کے عالم میں جلد کے سوچتا رہا پھر تیز تیز چلتا ہوا باہر آ گیا جہاں پاملا بدستور زمین پر ناک و گز رہی تھی اور جی جیج کر جو زلف اور غادر جو شوا کے لئے تعزینی کلمات کہہ رہی تھی۔

"جب تک ہاں نہیں آ جاتا مجھے اس بد بخت کو اسی طرح اٹھائے رکھنا ہو گا ورنہ یہ میرا ناطقہ بند کر دے گی۔" جو زلف نے غصیلی نظروں سے پاملا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹھٹھٹا شروع کر دیا۔ وہ پاملا کو اپنی اگلی خواہش بتانے کے لئے سوچ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ پاملا کو ایسا کون سا کام کرنے کے لئے کہے جو پاملا کسی بھی صورت پروراند کر سکے اور وہ فٹا ہو جائے یا اس کام میں اسے اتنا وقت لگ جائے کہ اس دوران اس کے پاس عمران آجائے یا کم از کم اس سے اس کی فون پر ہی بات ہو جائے۔ وہ پاملا کی طاقتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اگر وہ پاملا سے کہتا کہ وہ آسمان پر جا کر اس کے لئے ستارے کوڑا لے تو وہ ایسا بھی کر سکتی تھی اس سے جو زلف اسے مشکل ترین کام بتاتا چاہتا تھا لیکن اس کی کچھ میں ایسا کوئی کام نہیں آتا تھا۔ پاملا سزا انجام دے سکتی ہو۔

وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن جوزف کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی عمران آیا تھا اور نہ ہی اس کا فون یہاں تک کہ پاملانے زمین پر ایک لاکھ مرچہ ناک رگڑی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر وہ اپنا تک اپنی جگہ سے غائب ہو کر ملکوت جوزف کے قریب نمودار ہوئی۔ زمین پر ناک رگڑنے کی وجہ سے اس کی ناک گھسی تو نہیں تھی البتہ ناک اس قدر سرخ ہو رہی تھی جیسے آگ میں تپ کر لوہا سرخ ہو جاتا ہے۔ پاملا کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں جیسے جوزف نے اس کی ناک رگڑا کر اور فادر جو شو کی تعریف کرا کر اسے شدید برہم اور غصہ ناک کر دیا ہو۔

”جوزف۔ دوسرا کام بتاؤ۔“ پاملانے جوزف کی جانب قہر بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”دوسرا کام۔“ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ دوسرا کام۔ بولو جلدی کرو۔ میں تمہارا دوسرا کام جاننے کے لئے زیادہ انتظار نہیں کر سکتی۔“ پاملانے کڑھتے لہجے میں کہا۔

”کیا تم زمین کے گرد ستر ہزار چکر لگا سکتی ہو۔“ جوزف کو اور کچھ نہ سوچا تھا تو اس نے بغیر سوچے مجھے کہہ دیا۔

”ہاں۔ لگا سکتی ہوں۔“ پاملانے جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے جاؤ اور زمین کے گرد ستر ہزار چکر پورے کرو۔ لیکن جانے سے پہلے تمہیں مجھے بتانا ہو گا کہ اس کام میں تمہیں کتنا وقت لگے گا اور یہ کہ مجھے اس حقیقت کا پتہ کیسے چلے گا کہ تم نے

پورے ستر ہزار چکر لگائے ہیں۔ نہ ایک کم نہ ایک زیادہ۔“ جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہاری پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اس کام میں مجھے تمہاری دنیا کے حساب سے دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔ دوسری بات کا جواب نہایت سیدھا اور آسان ہے۔ اگر میں کم چکر لگا کر واپس آگئی تو میں اسی وقت فنا ہو جاؤں گی اور بس۔“ پاملانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہر۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ۔“ جوزف نے سر جھٹکے کر کہا اور اسی لمحے اپنا تک پاملا ہوا میں تحلیل ہوئی اور جوزف نے تیز زمانے وار آواز سنی تو سیدھی آسمان کی جانب بلند ہوتی چلی گئی تھی۔

”اوہ۔ دو گھنٹوں کے لئے ہی کس کم از کم اس بد بخت بد روح سے سیری جان تو چھوٹی۔ اب مجھے جلد سے جلد پاس کے پاس جانا چاہئے ورنہ یہ بد روح مسلسل میرے لئے درد سر بنی رہے گی۔“ جوزف نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کو سٹارٹ کر کے ریورس کیا اور گیٹ کے قریب آ گیا۔ کار سے نکل کر اس نے گیٹ کھولا اور دوبارہ کار میں آ بیٹھا اور کار گیٹ سے باہر لے آیا۔ اس نے سڑک پر کار دکی اور پھر تیزی سے اندر چلا گیا۔ سب سے پہلے اس نے گیٹ بند کیا اور پھر بھاگتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جلدی جلدی رانا پاؤں کا خود کار حفاظتی سسٹم کن کیا اور پھر تیزی سے باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے



وہ فاروقی ہسپتال کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ بلکیٹ زبردستی اسے ہٹا دیا تھا کہ صفدر کا ایکسپتہ لٹ ہو گیا ہے اور عمران لازماً وہیں ہو گا اس لئے جو زلف نے از خود عمران کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار فاروقی ہسپتال کے احاطے میں داخل ہوئی۔ اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر کار سے اتر کر فاروقی ہسپتال کے داخلی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

فاروقی ہسپتال کی وسیع و عریض اور شاندار کوریڈرز میں گھومتا ہوا وہ اس طرف آگیا جہاں جو لیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے۔ سامنے ایک بڑے کمرے کا دروازہ تھا جس پر ایس اوئی سپیشل آپریشن تھیں لکھا ہوا تھا۔ دروازہ بند تھا اور اس پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

”اوہ۔ جو زلف تم۔ تم اکیلے آئے ہو۔ عمران کہاں ہے؟“ جو لیا نے اسے دیکھ کر تعزیری سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ باقی ممبر بھی چونک کر جو زلف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

”باس یہاں نہیں آئے۔ میں تو باس سے یہاں ملنے کے لئے آیا ہوں۔“ جو لیا کی بات سن کر جو زلف نے کہا۔

”نہیں۔ وہ یہاں نہیں آیا۔ ہم بھی اس کا انتظار کر رہے ہیں۔“ جو لیا نے کہا۔

”مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ باس فاروقی ہسپتال میں جانے کے لئے نکل گئے ہیں۔ پھر وہ اب تک یہاں پہنچے کیوں نہیں۔ انہیں تو جو

سے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔“ جو زلف نے کہا۔ اس کے ہجرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔ شاید وہ عمران کو وہاں نہ پا کر مایوس ہو گیا تھا۔

”تمہیں کس نے بتایا تھا کہ عمران یہاں آئے والا ہے؟“ جو لیا نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کے چیف نے بتایا تھا۔ میں نے کئی بار باس کو فلیٹ میں فون کیا مگر جب رابطہ نہ ہو سکا تو میں نے آپ کے چیف سے بات کی تھی۔“ جو زلف نے کہا۔

”مس جو لیا۔ اگر آپ کہیں تو میں عمران صاحب کو وائس ٹرائسمیٹر پر کال کروں۔“ خاور نے آگے بڑھ کر جو لیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تم رکو۔ میں دیکھتی ہوں۔“ مجھے تو اس بات کا خیال ہی نہیں رہا۔“ جو لیا نے بے اختیار چونک کر کہا۔ وہ عمران کو وائس ٹرائسمیٹر پر کال کرنے کے لئے واش روم کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ اسے اپنا تنک رابطہ دی میں عمران آتا دکھائی دیا تو وہ ٹھٹھک کر رو گئی عمران کا چہرہ سا ہوا تھا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا آ رہا تھا۔ دوسرے ممبر اور جو زلف بھی عمران کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

”تم کہاں رو گئے تھے عمران؟“ جو لیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کچھ بالکل سپاٹ تھا۔ وہ جو لیا کے گرد آکر روکا اور اس نے ایک نظر

مخاطب ہو کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس کی حالت ابھی غراب ہے عمران صاحب۔ کئی فریکٹر ہوئے ہیں۔ میں نے آپریشن تو کر دیا ہے لیکن ابھی اس کی حالت سیریس ہے۔ اسے انڈر آپریشن رکھا جا رہا ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک کچھ نہیں کہا جاسکتا۔" ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو تمام ممبران کے بہرے دھواں دھواں ہو گئے۔

"کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔ عمران نے بغیر کسی تاثر کے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔" ڈاکٹر فاروقی نے کچھ کہنا چاہا۔

"صرف ایک منٹ ڈاکٹر۔ میں اسے صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں آپ کو تو اجازت دے سکتا ہوں مگر سب کو نہیں۔" ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔ عمران نے سر ہلایا اور

وہ تیزی سے اندر چلا گیا۔ ڈاکٹر فاروقی بھی اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

"یہ عمران صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کا انداز تو ایسا تھا جیسے

وہ ہمیں پہچانتے ہی نہ ہوں۔" صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا دماغ غراب ہو گیا ہے اور کوئی بات نہیں۔" حقو نے برا

سامنے بولتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ عمران صاحب کو صدمہ دہی حالت پر نظر آئی

ہے اس لئے تو وہ صدمہ سے آپریشن، ٹھیکہ دہی طرف بڑھ گئے تھے۔" حقو

نے ہلدی سے عمران کے حق میں بات کر کے بولے کہا۔

جولیا اور پھر باری باری جو ذف اور دوسرے ممبروں کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔" جولیا نے اس کے سپاٹ چہرے کو

حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی

جواب نہیں دیا۔ وہ آگے بڑھا اور جولیا کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔

"عمران۔ کہاں جا رہے ہو۔ میری بات تو سنو۔" جولیا نے عمران

کو اس طرح لا تعلق ہو کر گزرتے دیکھ کر کہا مگر عمران جیسے جولیا کی

آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ وہ ایس اوٹی کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔" دوسرے ممبروں نے عمران

کو مخاطب کرنے کی کوشش کی لیکن عمران تیزی سے ایس اوٹی کی

طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انہیں بالکل نہ جانتا ہو۔

البتہ جو ذف بت بنا کھڑا حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس

نے نہ عمران کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی اس نے

عمران کو آواز دی تھی۔ جولیا اسے اس طرح لا تعلق دیکھ کر غصے اور

پریشانی سے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔ عمران جیسے ہی آپریشن روم کے

دروازے کی قریب پہنچا اسی لمحے دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب

بگھ گیا اور ساتھ ہی دروازہ کھلا تو ڈاکٹر فاروقی باہر آ گئے۔

"ارے عمران صاحب آپ۔" عمران کو دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی نے

چوٹکتے ہوئے کہا۔ انہیں دیکھ کر جولیا اور سیکرٹ بریس کے

دوسرے ممبر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آئے تھے۔

"صفدر کی حالت اب کیسی ہے۔" عمران نے ڈاکٹر فاروقی سے



ہاں۔ ان کے بھرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی ورنہ عمران صاحب اور کبھی سنجیدہ نظر آجائیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ شاید صفدر کے ایک ہی منٹ نے انہیں سنجیدہ ہونے پر مجبور کیا ہے۔ لہذا انہی نے بھی خاور کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ جو بیا اور دوسرے ممبران کچھ کہتے اچانک آپریشن تھمیر سے تیز میٹروں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک اٹھے۔

”یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ آپ اسے کہاں لے جا رہے ہیں۔ میری بات سنیں عمران صاحب۔ عمران صاحب پلیز۔“ آپریشن تھمیر سے اچانک ڈاکٹر فاروقی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اب تو جو بیا اور دوسرے ممبروں سے نہ رہا جاسکا۔ وہ تیزی سے آپریشن روم کی طرف لپکے۔ اسی لمحے دروازے پر عمران نمودار ہوا۔ اسے دیکھ کر تمام ممبران بری طرح اچھل پڑے کیونکہ عمران کے کاندھوں پر سفید پٹیوں میں لپٹا ہوا صفدر لدا ہوا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سائینسٹرنگ مشین پٹنل تھا۔ اس کا چہرہ پہلے کی طرح سپاٹ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ عمران صفدر کو اٹھاتے تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

”عمران۔ یہ۔ یہ۔ تم صفدر کو اس حالت میں کہاں لے جا رہے ہو۔ جو بیا نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر شدید حیرت جھڑکنے لگے میں کہا۔

”خبردار۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ میں تم سب کو ہلاک

کر دوں گا۔ عمران کے حلق سے غراہٹ نسا آواز نکلی تو تمام ساتھیوں کے بھرے حیرت زدہ ہو گئے۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے کسی نے ان پر بحر بھونک دیا ہو اور زمین نے ان کے زیر پکڑ لئے ہوں۔ اسی لمحے عمران نے جو بیا کو ایک طرف دھکیلا اور پھر علی کی سی تیزی سے صفدر کو لے کر بھاگتا چلا گیا۔ جو ذف بھی اپنی جگہ ساکت کھڑا عمران کی بدلی ہوئی کیفیت کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے آپریشن روم سے انتہائی زخمی حالت میں ڈاکٹر فاروقی نکل کر باہر آ گئے۔

”عمران کو پکڑو۔ وہ زبردستی صفدر کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ صفدر کی حالت انتہائی سیریس ہے۔ اگر عمران اسے اسی طرح اٹھائے دوڑتا رہا تو صفدر کو شدید جھٹکے لگیں گے اور ان جھٹکوں سے اس کی جان بھی جا سکتی ہے۔“ ڈاکٹر فاروقی نے جھپٹے ہوئے کہا تو بت بنے تمام ممبران کو جیسے ہوش آ گیا۔ انہوں نے ڈاکٹر فاروقی کو دیکھا جو یہ سب کہہ کر وحرام سے گر پڑے تھے اور ان کے کپڑے خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی ڈاکٹروں اور نرسیوں پر فائرنگ کر دی ہو اور انہوں نے خون کی زوبلی کھیل کر وہ صفدر کو انتہائی مہلک حالت میں لے لیا تھا۔ انہوں نے بات کو دیکھا تو عمران صفدر کو اٹھاتے رہا اسی میں مزید نظر آیا۔ جو بیا اور بانی صاحب علی کی سی تیزی سے عمران کی پیچھے بھاگے لیکن انہی دن میں عمران مود کاٹ چکا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے

مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ہسپتال سے باہر آ گئے لیکن انہیں عمران کہیں دکھائی نہ دیا۔ البتہ انہوں نے عمران کی سپورٹس کار دیکھی تھی جو ہسپتال کے مین گیٹ سے دائیں طرف مڑنے کی طرف مڑ رہی تھی۔

”وہ صفدر کو لے گیا ہے۔ پکڑو اسے۔“ جو بیان نے چیتے ہوئے کہا تو وہ سب پارکنگ میں موجود اپنی کاروں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے ان کی کاریں گیٹ سے نکل کر اس طرف مڑ گئیں جس طرف انہوں نے عمران کی کار مڑتے دیکھی تھی۔ اسی لمحے ہسپتال سے جوف بھی نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ صرت اور شدید پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا مگر اس وقت تک عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں سے جا چکے تھے۔

”باس۔ وہ پاس نہیں تھا۔ پاس کے روپ میں شالا تاکا کی بدروح یہاں آئی تھی۔ ہاں شالا تاکا کی بدروح تھی جو پاس کا روپ دھار کر صفدر کو یہاں سے لے گئی ہے۔“ جوف کے منہ سے کھوٹے کھوٹے سے لہجے میں نکلا۔ شالا تاکا کی بدروح کا خیال آتے ہی اس کے سارے جسم میں بھگت سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئی تھیں۔ وہ بہت لمبے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتا رہا پھر وہ تیز قدم اٹھاتا پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اپنی کار میں رانا پاس کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو اپنے فلیٹ میں ہی موجود پایا تھا۔ وہ اسی طرح فرش پر گر پڑا تھا۔ ہوش میں آتے ہی سابقہ منظر کسی فلم کی طرح اس کے ذہن میں آ گیا تھا جب شادی اسے خوفناک دھمکیاں دیتی ہوئی وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ پھر تیز بدرو کے بھٹکے نے عمران کو بے ہوشی کی وادیوں میں دھکیل دیا تھا۔

ہوش میں آتے ہی عمران تیزی سے اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور انکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں شادی کے الفاظ اٹھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ شادی نے کہا تھا کہ اس نے قدیم جادو کی کتاب جو شکا جادو کا مستر پڑھ لیا تھا جس کی وجہ سے اس پر سے روشنی کی قوتوں کے سائے ہٹائے گئے تھے۔ اب وہ عقل طور پر شیطانی ہیکروں میں اٹھا لیا گیا تھا۔ شادی اس کے ذہن پر قبضہ کر چکی تھی۔ جو شکا جادو کے منتر کی وجہ سے وہ عمران کو بھاک تو نہیں



کر سکتی تھی لیکن وہ عمران کو واقعی عجیب اور خوفناک عذابوں سے دوچار ضرور کر سکتی تھی۔

وہ عمران کے ذہن پر قبضہ کر کے اسے سروسز ہسپتال لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی جہاں عمران کو سر عبدالرحمان اور ثریا ملے تھے لیکن یہاں حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ سب کچھ شکاری نے ہی اس کے ذہن میں پیدا کیا تھا۔ پھر شکاری اسے پہاڑیوں میں لے گئی تھی جہاں کی کار خود بخود چل کر کھائی میں جا گری تھی۔ اس کے بعد صفدر کا ملنا اور پھر صفدر کی کار کا ایکسیڈنٹ ہونا جس میں عمران کا بیج لگنا اور صفدر کا انتہائی مندرش حالت میں کچھ جانا شامل تھا۔

شکاری نے عمران کو سیاہ کتاب کے حوالے سے جو کچھ بتایا تھا وہ عمران کو ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔ عمران یہ جان کر ہی لرز اٹھا تھا کہ اس نے انجیلے میں ہی یہی لیکن سیاہ کتاب کے شیطانی منتر پڑھ لئے تھے۔ اب وہ کتاب اس کے نام لگ چکی تھی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا اس کے لئے ناممکن تھا۔ اگر عمران اس کتاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ شیطانی کتاب کے آخری پتے پر لکھے آخری منتر کو بھی پڑھے۔ ایسا کرنے سے اسے شیطانی کتاب سے تو چھٹکارا مل سکتا تھا لیکن اس غلط جادو کے اثر کی وجہ سے وہ اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔

عمران کو اپنی جان کی پروا نہیں تھی لیکن اب جبکہ وہ شیطانی

کتاب کی اصلیت جان چکا تھا اس لئے وہ اس کتاب کے شیطانی الفاظ کیسے پڑھ سکتا تھا اس لئے عمران نے شکاری سے صاف صاف انکار کر دیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ شیطانی الفاظ کبھی نہیں پڑھے گا جس پر شکاری اسے خوفناک نتائج کی دھمکیاں دیتی ہوئی وہاں سے غائب ہو گئی تھی اور جاتے جاتے عمران کو بے ہوش کر گئی تھی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ شکاری نے اسے جاتے جاتے بے ہوش کیوں کیا تھا۔ اگر اسے عمران کو کوئی نقصان ہی پہنچانا تھا تو بے ہوشی کے عالم میں وہ اسے کہیں بھی اٹھا کر لے جاسکتی تھی۔ پھر اس کا اس فلیٹ میں ہی بے ہوش کر کے پھوڑ جانے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ وہ جوں جوں سوچتا جاتا رہتا مزید اٹھتا جاتا رہتا تھا۔ پھر وہ زور سے سر جھٹک کر شکاری کی باتیں ذہن سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی لمحے اس کی نظر میز پر پڑی ہوئی سیاہ کتاب پر پڑی۔ کتاب کو دیکھتے ہی اس کے ہرے پر نفرت انگیز کھپکھپاؤ آ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھے بڑھا اور اس نے کتاب اٹھالی۔

”ہو ہو ہو“ یہی کتاب سارے فساد کی جڑ ہے۔ جب تک میں اسے ضائع نہیں کر دیتا بد بخت شکاری کی بدروح میرے لئے واقعی لڑا پ بن رہی ہے۔“ عمران نے ہوسے چہاتے ہوئے کہا۔ وہ کتاب لے کر تیزی سے کمرے سے اٹھا اور پھر کمرے کی طرف بڑھا چلا گیا۔ اس نے کتاب کو چو لہ پڑھ کر دیکھا اور اس کا ہنر آن کر آیا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ ہی کیسے لے آگے پڑی تھی اور وہاں پہل اٹھا تھا۔ عمران نے لڑ

گئیں کھول دی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے کتاب ہنسی طرح سے آگ کی پٹ میں آگئی اور اس کی جلد کے پترے سرخ ہوتے چلے گئے اور پھر عمران نے کتاب کے پتوں میں آگ لگتے دیکھی تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ لاپے کے پترے خود بخود کھل گئے تھے اور ان پتروں میں لگے ہوئے پتے جل کر سیاہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

”ہو نہ۔۔۔ شادی کبھی تھی کہ میں اس کتاب کو کسی طرح بھی خارج نہیں کر سکوں گا۔“ عمران نے آگ میں جلتے ہوئے پتوں کو دیکھ کر نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جھک کی آواز سنائی دی اور کتاب لاپے کے پتروں سمیت جل کر راکھ ہو گئی۔ جب کتاب پوری طرح جل کر راکھ ہو گئی تو عمران نے چوہا بند کر دیا اور پھر ہر پڑ پڑی ہوئی کتاب کی راکھ کو جھٹک کر اس نے چوہے کی ٹرے میں گرایا اور اس ٹرے کو چوہے سے نکال لیا۔ عمران راکھ بھری ٹرے لے کر کچن سے نکل آیا اور واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے راکھ کو کوڑ میں گرایا اور پھر کوڑ میں کھلا پانی چھوڑ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے راکھ کوڑ میں غائب ہو گئی۔ تب عمران واش روم سے باہر آگیا اور واپس کچن میں آکر اس نے خالی ٹرے کو چوہے کے پیچ اپنا جھٹ کر دیا۔

میں نے اس کی نظر سامنے میز پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ

جس شیطانی کتاب کو جلا کر اس کی راکھ کو کوڑ میں بہا کر آیا تھا بالکل ویسی ہی کتاب اس کی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کی جلد لوہے کے پتروں کی اور اس میں گئے خشک براؤن پتے ویسے ہی نظر آ رہے تھے جیسے وہی کتاب کے تھے۔

۱۰۰ - یہ کتاب - مگر میں نے تو ابھی ابھی اس کتاب کو جلا یا تھا پھر یہ کہاں - عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا - وہ تیزی سے کتاب کی طرف تھپکا اور کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا - یہ وہی کتاب تھی جس پر مگر وہ بھی موجود تھی اور عمران اس کتاب کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے کتاب اس کا منہ پر ادھی ہو - عمران کے چہرے پر ایک بار پھر غصہ نظر آنے لگا - اس نے نفرت زدہ انداز میں کتاب کو کھولا اور اس کے ہاتھوں کو توڑنے اور کتاب کو پھاڑنے کی کوشش کرتے دکھائیں کتاب کے معمولی خشک نظر آنے والے پتے اس قدر سخت ہو گئے تھے کہ انہیں توڑنا اور پھاڑنا تو ایک طرف عمران اس کے سرے بھی مولنے میں ناکام رہا تھا - عمران نے غصے سے کتاب بند کی اور کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک کونہ تھی - یہ کونہ کی عمارت کے عقب میں کھینچی تھی جہاں ایک ہاونی بنی ہوئی تھی لیکن آگاہ اس طرف سے آئے ہاتھ کی بجائے اس کو دھکا دیا گیا تھا - اس کو کھانسی ہوئی اور اس نے ہاتھ پٹختے تھے - یہ ایک دو دروازہ تھا - یہ وہاں کا ایک دروازہ تھا - اٹھا کر لے جاتے تھے - عمران نے اس کونہ سے باہر نکلا اور پھر



کتاب کو اس نے دور سے نیچے موجو دنگدگی کے ذمیر پر پھینک دیا اور ساتھ ہی اس نے کھڑکی بند کر دی۔ لیکن وہ کھڑکی بند کر کے پلٹا ہی تھا کہ اس کی آنکھیں جیسے سرخ لائٹس کی طرح گھوم کر رہ گئیں۔ شیطانی کتاب اسی طرح میز پر نظر آ رہی تھی جیسے عمران نے اس کتاب کو وہاں سے اٹھا کر کوڑے کرکٹ پر پھینکنے کی بجائے کسی اور کتاب کو پھینک دیا ہو۔

”ہو نہ ہو۔ یہ شیطانی کتاب تو واقعی میرے لئے مذاب بنتی جا رہی ہے۔“ عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ”جند لکھے وہ پریشانی کے عالم میں کتاب کو گھورتا رہا اور پھر وہ سر جھٹک کر ایک کرسی پر آ بیٹھا۔

”لگتا ہے جب تک مجھے مقدس کلام اور مقدس نام یاد نہیں آئیں گے میں اس شیطانی کتاب سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کچھ سوچ کر آنکھیں بند کیں اور اپنے ذہن کے خیالات کو یکجا کرنے لگا۔ اس نے اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ذہن کو نقطہ پر مرکوز کرتا اچانک کال بیل بج اٹھی اور پھر جیتی ہی چلی گئی کال بیل کی آواز کی وجہ سے عمران کے ذہن میں چھٹاکہ سا ہوا اور پھر اس کے خیالات بکھرتے چلے گئے۔

”کوئی آگیا ہے اس وقت۔“ عمران نے اٹھاتے ہوئے سوچے ہیں کہا۔ کال بیل مسلسل بج رہی تھی جیسے کال بیل بجائے والے کی

انگی بنی سے چپک گئی ہو۔ عمران کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار ابھر آئے تھے۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے وہ کال بیل بجائے والے کو گولی ہی مار دے گا۔ عمران نے ہاتھ پائی گرائی اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر جو لیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ جو لیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کے چہرے غصے سے بگڑے ہوئے تھے اور وہ سب عمران کی جانب نہایت عسلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

”ارے۔“ مسماۃ جو لیا نالائقے سارے ہاراتیوں سمیت۔ عمران نے جو لیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھ کر خود کو منہ بولتے ہوئے جندی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”جو لیا نے اسے اندر دھکیلا اور پھر وہ سب تیزی سے اندر آ گئے۔“

”ارے۔ ارے۔ یہ زبردستی۔ کیا بات ہے۔ کیا تم غصہ کر رہی ہو۔“ عمران نے دوپٹے کو زبردستی اٹھا کر لے آئی ہو۔ ”عمران نے بوکھلائے ہوئے لکچے میں کہا۔

”سٹاپ۔ میں یہاں جہادی بکواس سننے نہیں آئی۔ جو لیا نے غصے سے ہاتھ بٹھکے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم یہاں تنہا کی بکواس سننے آئی ہو۔“ عمران نے جانتے بوجھتے کہا۔

”بکواس مت کر۔“ میرے منہ سے نکلا اور میں نے انہیں گولی مار

دوں گے۔ تنویر نے خرا کر کہا اور پھر اس نے اچانک جیب سے مشین پشیل نکال لیا۔

"عمران۔ صفدر کہاں ہے۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا ہو یا نے عمران کی جانب تیز اور عصبیلی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "میری جیب میں ہے۔" عمران نے ہراساں بنا تے ہوئے کہا۔ "ہو نہ۔ یہ ایسے نہیں بتائے گا۔ تنویر۔ دروازہ بند کر دو اور تم سب فلیٹ میں پھیل جاؤ۔ یہ صفدر کو ہمارے سامنے فلیٹ میں لایا تھا۔ وہ نہیں ہیں ہو گا۔" جو یا نے تھمنا نہ کچے میں کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا جبکہ تنویر نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور دوسرے ساتھی تیزی سے اوپر اوپر پھیل گئے۔

"رک جاؤ۔ خبردار اگر کسی نے اندر جانے کی کوشش کی اور اچانک عمران نے اچھائی سرو کچے میں کہا تو وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے۔ عمران کے چہرے پر ہلکت تناؤ سا آگیا تھا اور وہ ان کی جانب اچھائی عقبناک نظروں سے گھور رہا تھا۔ اسے واقعی جو یا اور دوسرے ساتھیوں کے اس بدلے ہوئے انداز پر غصہ آگیا تھا جیسے کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"تو پھر بتاؤ تم صفدر کو کہاں کیوں لاتے ہو اور وہ کہاں ہے جو یا نے اچھائی غصیلے کچے میں کہا۔

"میں صفدر کو کہاں لایا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ صفدر فاروقی اسپتال میں ہے۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" عمران۔

جلدی سے کہا۔

"نہم بھی جانتے ہیں۔ صفدر کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی۔ ڈاکٹر فاروقی کچھلے دو گھنٹوں سے صفدر کا آپریشن کر رہے تھے اور ہم آپریشن روم کے باہر تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ پھر وہاں جو ف بھی آ گیا۔ اس نے بتایا کہ تم بھی اسی طرف آ رہے ہو اور پھر تم وہاں آ گئے تم نے میری اور اپنے کسی ساتھی کی بات نہ سنی اور سیدھے آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس وقت تمہارا انداز ایسا تھا جیسے ہم سب تمہارے لئے اونچی ہوں۔ تم جیسے ہی آپریشن روم کے قریب پہنچے اسی وقت آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر فاروقی باہر آ گئے۔ تم نے ڈاکٹر فاروقی سے کہا کہ تم ایک نظر صفدر کو دیکھنا چاہتے ہو تو ڈاکٹر فاروقی تمہیں اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ ہم باہر ہی کھڑے تھے کہ اچانک اندر سے تیز شور کی آواز سنائی دی اور پھر تم پلیٹوں میں لپٹے ہوئے صفدر کو اچھائی مخدوش حالت میں کاندھوں پر اٹھائے باہر آ گئے۔ تمہارے ہاتھ میں پشیل بھی تھا۔ تمہاری اس حرکت پر اور زخمی صفدر کو تمہارے کاندھوں پر ملے دیکھ کر ہم سب کت ہو گئے تھے۔ میں نے تمہیں روکنے کی کوشش کی مگر تم نے مجھے ایک طرف دھکیلا اور صفدر کو لے کر بے گئے۔ جب ہمیں ہوش آیا تو ہم تمہارے آگے بھاگ پڑے۔ تم صفدر کو اپنی سپورس کار میں لے کر اسپتال سے نکل رہے تھے۔ ہم نے تمہارا تعاقب کیا۔ تم صفدر کو لے کر اپنے فلیٹ کی طرف آئے تھے۔ جب ہم فلیٹ کے لابی تک پہنچے



تو تم صفدر کو لے کر فلیٹ میں داخل ہو رہے تھے۔ ہم فوری طور پر  
اوپر آ گئے۔ صفدر کو جو حالت تھی اس کا ہنا بھی اس کے لئے موت کا  
باعث تھا اور تم اس حال میں اسے اٹھا لاؤ گے ہم سوچ بھی نہیں سکتے  
تھے۔ بناؤ۔ تم نے یہ سب کیوں کیا۔ اس سارے کھیل کے پیچھے  
قہار کیا مقصد تھا۔ جو یانے اسے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا  
غصے سے اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور اس کی باتیں سن کر  
عمران کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگ گیا تھا۔ اس پر واقعی سکتہ سا  
طاری ہو گیا تھا۔ جو کچھ جو یانے بتا رہی تھی اس کے بارے میں عمران  
کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ تو یہاں فلیٹ میں بے ہوش پڑا تھا اور جو یانے  
کہہ رہی تھی کہ اس نے فاروقی ہسپتال میں ڈاکٹر فاروقی اور دوسرے  
ڈاکٹروں کو گولیاں مار کر ان کی نظروں کے سامنے صفدر کو خمدارش  
حالت میں اغوا کیا تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا۔ وہ بھلا بے ہوشی کے عالم  
میں یہ سب کیسے کر سکتا تھا۔

”دیکھو۔ کہاں ہے صفدر۔ جو یانے اپنے ساتھیوں سے کہا تو  
انہوں نے عمران کی جانب دیکھنا شروع کر دیا جو ایک طرف لالچاق  
سا کھڑا تھا۔

”میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ اپنی اپنی جیب کے حقد کی تفصیل  
کردو۔“ عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے فلیٹ میں پھیل گئے۔  
”آخر تم نے یہ سب کیوں کیا ہے عمران۔ اگر اسے کچھ ہو گیا  
تو۔“ جو یانے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

”میرے پاس قہار سے کسی سوال کا جواب نہیں ہے۔“ عمران  
نے اٹھے ہوئے جے میں کہا تو اس کی بات سن کر جو یانے کا چہرہ غصے  
سے سرخ ہو گیا۔ عمران کے اس انداز نے جیسے اس کی رگ رگ  
میں آگ سی بھردی ہو۔

”تو پھر سن لو عمران۔ اگر صفدر کو کچھ ہو گیا تو میں تمہیں اپنے  
ہاتھوں سے گولی مار دوں گی۔“ جو یانے خراتے ہوئے کہا تو عمران  
نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے منور دوسرے کمرے سے  
نکل کر باہر آ گیا۔

”مس جو یانے۔ مس جو یانے۔ صفدر۔“ منور کے منہ سے ہو کھلا ہٹ  
دود آواز نکلی۔ اس کی بات سن کر نہ صرف جو یانے بلکہ عمران بھی  
چونک پڑا تھا۔

”کیا ہوا۔ کہاں ہے صفدر۔ کیا وہ اندر ہے۔“ جو یانے تیز لپے  
میں کہا۔

”نہیں۔ عمران کے کمرے کی شمالی دیوار کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے  
میں نے اس کھڑکی سے باہر جھانکا تو عمارت کے عقب میں مجھے ایک  
جگہ گولے گر کر کٹ کا اصر نظر آیا۔“ منور نے جلدی سے کہا۔

”گولے کا اصر۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے ٹھیک صفدر تو  
دھونڈ لے کے لے آیا تھا یا گولے کا اصر دیکھنے کے لئے۔“ جو یانے  
دھچکتے ہوئے کہا۔

”صفدر اس گولے کے اصر پر پڑا ہے مس جو یانے۔ شاید عمران

نے اسے کھڑکی سے باہر کولے کے ڈھیر پر پھینک دیا ہے۔ تنویر نے جلدی سے کہا تو جو لیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی اچھل پڑا۔ عمران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیں گئی تھیں۔ تنویر کی بات سننے ہی جو لیا تیزی سے اندر کی طرف بھاگی۔ تنویر بھی اس کے پیچھے تھا۔

صفر کولے کے ڈھیر پر کیا مطلب۔ عمران نے حیرت زدہ انداز میں پڑھتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے اندر کی طرف لپکا لیکن اسی لمحے ایک آواز نے اس کے پیر جکڑ لئے۔

ہیلو مسٹر عمران، یہ آواز شکاری کی تھی۔ عمران تیزی سے پلٹا اور پھر وہ اپنے سامنے شکاری کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔ شکاری اس سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی اس کی طرف دیکھ کر انتہائی زہریلے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

تم۔ عمران نے اس کی طرف خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جو لیا اور اس کے ساتھی چھپتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔ شکاری وہاں موجود تھی اور انہیں کمرے سے باہر نکلنے دیکھ کر عمران حقیقتاً ہی طرح سے بوکھلا گیا تھا جیسے وہ چور ہو اور وہ رنگ ہاتھوں پکڑے جانے کے خوف سے ڈر گیا ہو۔

جو زف آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑاتا ہوا انا ہاؤس پہنچا تھا۔ کار پورچ میں کھڑی کر کے وہ تیزی سے کار سے نکلا اور پھر نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ایکسٹو۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ جو زف بول رہا ہوں۔ جو زف نے جلدی سے کہا۔

اوہ۔ جو زف خیریت۔ عمران صاحب نہیں ملے تھیں۔ دوسری طرف سے بلبل زرو نے جو زف کی آواز سن کر اصل لمحے میں کہا۔

ہاں تو نہیں البتہ میں نے پاس کا بھوت دیکھا ہے۔ صاحب۔ جو زف نے کہا۔



"باس کا بھوت۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" بلیک زبرد  
نے حیرت بھری آواز میں کہا تو جواب میں جوزف نے فاروقی ہسپتال  
میں پیش آنے والے سارے واقعے کی تفصیل بتا دی۔  
"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ عمران صاحب ڈاکٹر فاروقی کو گولیاں مار  
کر زخمی عصفور کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ مگر کیوں۔" بلیک زبرد نے  
حیرت کی شدت سے کہا جیسے اسے جوزف کی بات پر یقین ہی نہ آیا  
ہو۔

"وہ باس نہیں تھا طاہر صاحب۔ وہ خالاکا کی بدروح تھی۔  
کالے جنگلوں کے کالے کھنڈرات میں موجود غلیظ جوہر کی بدروح جو  
ہر انسان کا روپ دھارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ وہ بدروح باس کا  
روپ دھار کر ہسپتال میں آئی تھی اور۔" جوزف نے اپنی بات پر زور  
دیتے ہوئے کہا۔

"ہو نہر۔ گھٹا ہے تم نے پھر سے شراب پینا شروع کر دی ہے جو  
تم ایسی ہلکی ہلکی باتیں کر رہے ہو۔" دوسری طرف سے بلیک زبرد  
نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید جوزف کی فرسودہ اور بے معنی  
باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"میں جانتا تھا آپ میری باتوں پر یقین نہیں کریں گے۔ لیکن  
طاہر صاحب یہ سچ ہے۔ خالاکا کی بدروح جسے ہماری افریقی زبان  
میں جگہرا کہا جاتا ہے باس کے روپ میں تھی اور فاروقی ہسپتال میں  
ایک نہیں بلکہ کئی جگہاں تھے۔ ان میں سے ایک جگہاں باس کے

روپ میں تھا دوسرا عصفور کے روپ میں جسے باس وہاں سے اٹھا کر  
لے گیا تھا اور تیسرا جگہرا ڈاکٹر فاروقی کے روپ میں تھا جو شدید زخمی  
حالت میں تمام ممبران کے سامنے آیا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا تھا کہ  
عمران عصفور کو اٹھا کر لے جا رہا ہے اسے پکڑو۔ اسی طرح آپریشن  
روم میں بھی کئی جگہاں تھے جسے باس کے روپ میں موجود جگہاں  
نے ایک جگہاں کو گولیاں ماری تھیں۔" جوزف نے کہا۔

"جوزف۔ گھٹا ہے تم سچ پاگل ہو گئے ہو۔ کبھی تم کچھ کہہ  
رہے ہو کبھی کچھ۔ اب یہ کئی جگہاں والی بات میری سمجھ میں نہیں  
آتی۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" دوسری طرف سے اٹھائے ہوئے لہجے  
میں کہا گیا۔

"میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باس کی زندگی خطرے میں ہے  
شدید خطرے میں۔" جوزف نے تیل لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کی جان خطرے میں ہے۔ کیا مطلب۔" بلیک  
زبرد نے ہونک کر کہا۔

"اگر آپ باس کی زندگی چاہتے ہیں تو سب کام چھوڑ کر میرے  
پاس آجائیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔" جوزف نے بے  
زاری سے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زبرد کا جواب سننے بچھڑا  
لے رہیہ کر پیل پر قیاد۔

"جوہر۔ جگہاں کے یہاں باس کے روپ میں غلام رہے ہیں اور  
طاہر صاحب کو میری باتیں ہی سمجھ میں نہیں آ رہیں۔" جوزف نے

بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ میں آگئی ہوں۔ باہر آؤ۔ اچانک باہر سے پاملا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو جوزف لگت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہوشیار۔ ایک طرف باس کی جان خطرے میں ہے دوسری طرف یہ بدروح میرے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ انتقام کرنا ہی پڑے گا۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ کچھ سوچ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر صحن میں پہنچ گیا جہاں پاملا کڑی نظر آرہی تھی۔

"میں نے تمہارا دوسرا کام بھی کر دیا ہے جوزف۔" پاملا نے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے پورے ستر ہزار چکر لگائے ہوں گے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اپنی تیسری ضرورت بتاؤں میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔" جوزف نے اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ پوچھو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا سکتی ہوں۔" پاملا نے کہا۔

"میں نے یہاں جنگارے دیکھے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ یہ جنگارے یہاں کیوں اور کیسے آئے ہیں۔" جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جنگارے۔ تمہارا مطلب ہے شمال لٹاکائی بدروحیں۔" پاملا نے

چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔" جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔" پاملا نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کیں اور اپنے جسم کو زور سے دائیں طرف گھمایا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا جسم پھر کی کی طرح گھومنے لگا۔ وہ نہایت تیزی سے گھوم رہی تھی۔ اس کے گھومنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ جوزف کی اس پر نگاہ نہ ٹھہر رہی تھی۔ پاملا چند لمحے اسی طرح تیز رفتاری سے گھومتی رہی اور پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس کا رخ جوزف کی طرف تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ الیٹ وہ دائیں بائیں اس انداز میں بہرا رہی تھی جیسے اس نے شراب کا پورا ڈرم پی لیا ہو اور اس کے نشے سے وہ ڈنگا رہی ہو۔

"پاملا۔" جوزف نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پاملا نے لگت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں پہلے سے ہی سرخ تھیں مگر اب اس کی آنکھوں کی سرخی اس حد تک بڑھ گئی تھی جیسے خون کے لوتھڑے ہوں۔

"جنگاروں کو یہاں تاریکیوں کی بدروح سلائی نے بلایا ہے۔

سلائی بدروح جو تاریکی کی دنیا میں شادی کھلاتی ہے۔" پاملا نے اچانک کہا اور اس کی بات سن کر جوزف پر ہی طوفان برپا ہوا۔

"شادی۔" وہ۔۔۔ تمہارا مطلب ہے سفید بالوں والی بدروح جو

زندہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے جسموں میں گھر گھر کر رہا ہے۔



زندہ کر لیتی ہے۔ جو زف نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔“ پاملٹے اشبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن شکاری یہاں کیا کر رہی ہے اور اس لے جگا دوں کو یہاں کیوں بلایا ہے۔“ جو زف نے پریشانی کے عالم میں ہوسٹ بہاتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر غصوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

”شکاری یہاں قدیم جوشکا جادو کی ایک شیطانی کتاب کو حاصل کرنے آئی ہے جس میں جوشکا جادو کے منتر لکھے ہوئے ہیں۔“ پاملٹے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوشکا جادو۔“ جوشکا جادو کیا ہے۔“ جو زف نے کہا۔

”جوشکا جادو ایک قدیم دور کا جادو ہے جو کالی دیوی کے زیر اثر ہے اس جادو کی مدد سے شیطانی بدروحوں کو ایک جگہ جمع کیا جاسکتا تھا اور یہ بدروحوں اس جادو کی وجہ سے انسانی دماغ پر قبضہ کر سکتی ہیں انسانی جسم میں حلول ہو سکتی ہیں۔ ان شیطانی بدروح رکھنے والے انسانوں کے جسموں میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ ان پر دنیا کا کوئی اختیار اثر نہیں کر سکتا۔ وہ جہاں چاہتے آسانی سے آجاسکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان شیطانی بدروح رکھنے والے انسان کے پاس اس قدر قوتیں آ جاتی تھیں کہ وہ ایک ہزار انسانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا تھا۔ سینکڑوں سال پہلے جب جوشکا جادو کا دور تھا اس دور میں جوشکا جادو کی مدد سے روشنی کی دنیا کے عناصر کو دیکھ

ہاتھ پانے اور انہیں ہلاک کرنے کا کام لیا جاتا تھا۔ اس جادو کے تخلیق کار کو مہار پر بھوکا جاتا تھا جو دیوی کی تمام روشنی کی طاقتوں کا ہاتھ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایک رشی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جوشکا جادو کا سلسلہ اس مہار پر بھوکے شاگردوں نے آگے بڑھایا اور پھر جوشکا جادو جانتور سے طاقتور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک دور کے مہار پر بھونے جس کا نام پنڈت دیال تھا اس جادو کو اور زیادہ طاقتور کرنے اور پوری دنیا کی شیطانی بدروحوں کو زندہ کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن وہ جادوگر بھول جانے کے مرقس میں مبتلا ہو گیا۔ سبب جانچ اس نے جوشکا جادو کی ساری طاقتوں کو نکال کر کے ایک شیطانی جانور کی ایک سیاہ ہڈی میں بند کر دیا اور اس نے اپنے خون سے جوشکا جادو کے منتروں کو غفلت ہٹوں پر بکھ کر لپٹے پاس چھوڑ کر لیا لیکن آخری جادو کے آخری الفاظ تحریر کرتے ہوئے اس سے غفلتوں کی غلطی ہو گئی جس کا اس جادوگر کو اس وقت تو پتہ نہیں چلا تھا لیکن جب اس نے کسی ضرورت کے لئے اس منتر کو پڑھا تو وہ غلط لفظ بھی پڑھ لئے جس کی وجہ سے اس کا جادو اس پر الٹ گیا اور وہ اس جادو کا شکار ہو کر اسی وقت ہل کر جسم ہو گیا۔

چند سال پہلے ایک پنڈت جس کا نام ہری چند ہے اس نے حد پر پہنچنے کا بیڑا بٹھایا۔ پانچ وہ کالی دیوی کے منتر پڑھے جس سے وہ سات یوگ تک رہے۔ ان کے لئے حیرت ہو گیا۔ یہ طرز پنڈت ہری چند نے ان ساتوں یوگوں میں اپنی تمام قوتوں کو

ہوئے کار لا کر نہ صرف شیطانی ذریعات کا مقابلہ کیا بلکہ کالی دیوی کے ہر امتحان میں کامیاب ہوتا چلا گیا اور آخر کار وہ مہار پر بھوکا درجہ پانے میں کامیاب ہو گیا۔ پختہ ہوتے ہی چند مہار پر بھوکے اصل میں جو شکا جادو کو ہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ اس دنیا کے تمام روشنی کی دنیا سے وابستہ انسانوں کو ہلاک کر کے شیطانی طاقتوں کو آگے لانے کا تھا۔ وہ ساری دنیا پر اپنا تسلط قائم کر کے ان پر اپنی حکومت کا خواب دیکھ رہا تھا اور اس کا خواب اس صورت میں پورا ہو سکتا تھا جب جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی اور شیطانی منترؤں والی سیاہ کتاب اسے مل جاتی۔ لیکن۔ یہ کہہ کر پاملا ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئی اور پھر اس نے جوڈ کو جو شکا جادو کی سیاہ ہڈی کے غائب ہونے اور سیاہ کتاب کے عمران کے پاس پہنچنے اور اسے عمران سے واپس لانے کے لئے شکاری کو اس کے پاس بھیجنے کی پوری تفصیل بتائی شروع کر دی جبہ سن کر جوڈ کی آنکھوں میں تحیر کے ساتھ بے پناہ خوف کے اثرات بھی نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اور۔ اس کا مطلب ہے میرا اندازہ صحیح تھا کہ ہاس کی زندگی خطرے میں ہے۔ شیطانی منترؤں کی کتاب پڑھ کر اس نے خود ہی وہ ادب اپنے گٹے میں ڈال لیا ہے۔ جوڈ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب شکاری چونکہ دہرہ سنی عمران سے سیاہ کتاب حاصل نہیں کر سکتی اس لئے وہ عمران کو ڈرائے اور اسے اس بات پر

رہنما ہد کرنے کے لئے کہ سیاہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر وہ کتاب اس کے حوالے کر دے عمران کے ساتھ خوفناک کھیل کھیل رہی ہے۔ عمران جیسے انسان نے شیطانی الفاظ پڑھ کر جو غلطی کی ہے اس کی وجہ سے روشنی کی دنیا کے باشندوں نے اس سے دور رہنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے شکاری عمران کے ذہن پر پوری طرح اپنا تسلط جمانے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ وہ عمران کو زیادہ تر اس کی نظروں کا قریب دیکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یعنی عمران کے سامنے جو کچھ ہوتا ہے وہ محض اس کی نظروں کا قریب ہی ہوتا ہے جسے عمران حقیقت سمجھ لیتا ہے۔ شکاری عمران اور اس کی ذات سے وابستہ انسانوں کو خود ہلاک نہیں کر سکتی مگر وہ انہیں شدید زخمی اور موت کے دہانے تک ضرور پہنچا سکتی ہے اس لئے شکاری نے عمران کے ساتھی صفدر کو انتہائی حد تک زخمی کر دیا تھا۔ شکاری کا مقصد عمران کو بری طرح اٹھانا ہے۔ شکاری عمران کے بارے میں ساری حقیقت جانتی ہے کہ وہ کون ہے اور اس کا تعلق کس سے ہے اور کون کون اس کے زیادہ نزدیک ہے۔ شکاری عمران کو ہر قیمت پر مجبور کر دینا چاہتی ہے کہ عمران شیطانی کتاب کے آخری شیطانی الفاظ پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کر دے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتی لیکن وہ عمران سے غیر متعلق انسانوں کو ہلاک کر سکتی ہے۔ وہ عمران کو اس کے ساتھیوں کی نظروں میں بھرم پھانا چاہتی ہے۔ یہ ایک وقت ایسا آئے گا جب عمران حالات



سے جنگ آکر زندگی سے موت کو ترجیح دینے کے لئے تیار ہو جائے گا وہ شیطانی کتاب کے آخری شیطانی الفاظ پڑھے گا اور کتاب شکاری کے حوالے کرنے پر مجبور ہو جائے گا جس کی وجہ سے عمران اسی وقت جل کر بھسم ہو جائے گا۔ اسے ہلاک ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت بچا سکے گی۔ پاملانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جوزف کا غم و غصے سے ہرا حال ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ اور ہیرے سیاہ ہو کر انتہائی خوفناک ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ جوزف دی گریٹ کے پاس کے خلاف اس قدر گھناؤنی اور مکروہ سازش۔ جوزف دی گریٹ اپنے عظیم پاس کی عظمت پر ایک حرف بھی نہیں آنے دے گا۔ جوزف اپنے گریٹ پاس کو اس شیطانی بدروح شکاری سے بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دے گا مگر پاس کو شیطانی کتاب کے شیطانی الفاظ پڑھ کر موت کے منہ میں نہیں جانے دے گا۔ کبھی نہیں۔ کسی بھی صورت میں نہیں۔" جوزف نے غصے سے زخمی شیر کی طرح دھلاتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات سن کر پاملا بے اختیار ہنس پڑی۔

"شکاری کی قوتوں کا مقابلہ کرنے اور اسے اس کے ارادوں سے روکنے کے لئے ایک جوزف تو کیا ایک ہزار جوزف بھی آجائیں تو انہیں ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔" پاملانے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھٹ اپ۔ یہ کہہ کر تم افریقہ کے جنگلوں کے شہزادے اور عظیم وچ ڈاکٹروں کے چہیتے جوزف دی گریٹ کی توہین کر رہی ہو

پاملا۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری توہین نہیں کر رہی جوزف۔ جو حقیقت ہے اس سے تمہیں آگاہ کر رہی ہوں۔" پاملانے کہا۔

"کیا حقیقت ہے۔ جوزف دی گریٹ کے سامنے ایسی کوئی حقیقت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ تم بھی تم۔" جوزف نے گرج کر کہا۔ "ہونہد۔ جو مرضی کرو۔ مگر تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے جوزف۔

تمہارے پاس عمران کی بھیانک موت اٹل ہے۔" پاملانے کہا۔

"ٹھٹ اپ۔ چلی جاؤ یہاں سے پاملا۔ اگر جوزف دی گریٹ چاہے تو ایک لمحے میں تم جیسی بھیانک بدروح کو بھی بھسم کر کے فنا کر سکتا ہے۔ پھر شکاری کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے۔ جاؤ چلی جاؤ یہاں سے ورنہ میں تم پر عظیم وچ ڈاکٹر یا کاشوٹو کے دیتے ہوئے تین گلیوں والی ناگن کا سرخ انڈاماروں گا۔ اس انڈے سے تم ایک لمحے میں فنا ہو کر افریقہ کی سب سے گہری اور انتہائی زہریلی دلدل کی تہ میں چلی جاؤ گی جہاں سے تمہارا وچ ڈاکٹر فادر پاشولا بھی نہیں نکال سکے گا۔" جوزف نے انتہائی غصہناک لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتے جوزف۔ میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آئی۔ تم نے ہمیں قدیم گیت گا کر یہاں بلایا ہے۔ اب جب تک تم مجھ سے پورے ستر کام نہیں لے لیتے اس وقت تک میں یہاں سے نہیں جاؤں گی اور یہی تم مجھے کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو۔" پاملانے کہا۔

"بہر حال اب بہت ہو گیا۔ مجھے اپنا تیسرا کام بتاؤ۔ پاملا نے جوزف کے بولنے سے پہلے کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف کے ذہن میں جیسے ایک امید کی کرن چمکی اور اس کا ہگڑا ہوا چہرہ ہلکتا نارمل ہوتا چلا گیا اور اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ انتہائی معنی خیز اور پراسرار مسکراہٹ جیسے اسے پاملا سے کام لینے کا ہدف کچھ میں آگیا ہو۔

جولیا عمران کے پاس رک گئی تھی جبکہ اس کے ساتھی تیزی سے باہر جانے والے دروازے کی طرف بھاگ پڑے تھے جہاں شاری ختم حالت میں کھڑی نظر آ رہی تھی لیکن یہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں حیرت ابھرائی تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبر تیزی سے اس کی طرف جا رہے تھے جیسے شاری انہیں دکھائی ہی نہ دے رہی ہو۔ شاری اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ اس نے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ایک انج بھی ہلنے کی زحمت نہیں کی تھی اور پھر عمران نے تنویر اور صدیقی کو شاری سے نکراتے اور آگے بڑھتے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر حیرت دوڑ گئی تھی۔ تنویر اور صدیقی شاری سے نکل کر یوں آگے نکل گئے تھے جیسے شاری کا وہاں کوئی وجود ہی نہ ہو اور وہ دونوں شاری سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ تنویر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر وہ نہایت تیزی سے



قلیت سے باہر نکلے گا۔

”مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی عمران“۔ اچانک جولیا کے ذہریلے الفاظ عمران کی سماعت سے ٹکرائے تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم اپنے ساتھیوں کے لئے اس قدر بے حس اور سنگدل ہو گئے اس بارے میں میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ صدر کو ہسپتال سے اخراج کر کے اور اسے بے دردی سے کھوکی سے کوڑے کے ذریعہ پر پھینک کر تم نے نہ صرف صدر کی بلکہ میری اور اپنے تمام ساتھیوں کی توہین کی ہے جس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔“ جولیا عمران کو خوفناک نظروں سے گھورتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے مڑی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”میری بات سنو جولیا۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے جولیا کے پیچھے جانے کے لئے قدم اٹھانے لکین وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہل سکا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لئے ہوں۔ جولیا نے جیسے اس کی آواز سنی ہی نہیں تھی اور وہ عسلی انداز میں دروازے کی طرف جا رہی تھی اور پھر وہ بھی ڈھاری کے وجود سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔

”اے جانے دو عمران۔“ شاری نے کہا۔ اسی لمحے جولیا دروازے سے باہر لکل گئی لیکن عمران نے دیکھا کہ شاری کی گونہ دار آواز جولیا کی سماعت تک نہ پہنچی تھی ورنہ وہ اس آواز کو سن کر یقیناً رکت

جاتی۔

”یہ۔ یہ۔ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ میرے پیر زمین سے کیوں ہچک کئے ہیں۔“ عمران نے شاری کی جانب عصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تمہارے قدموں کو میں نے روکا ہے تاکہ تم ان کے پیچھے نہ جا سکو۔“ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں۔“ تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔ ”ابھی بتاتی ہوں۔“ شاری نے کہا اور پھر وہ اپنے قدموں پر گھوم گئی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر دروازے کی طرف مڑ کر ہٹکا سا بھٹکا تو اچانک نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ اس کی ہچکچتی بھی خود بخود لگ گئی تھی۔ تب شاری عمران کی طرف مڑی۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین نے ٹکڑے ہوئے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے ہوں۔

”شاری۔ تم میرے ساتھ جو شیطانی کھیل کھیل رہی ہو اس کا تمہیں بھیاں لگ تمناؤں سے بھگتنا پڑے گا۔“ عمران نے غصے کی شدت سے چیخنے ہوئے کہا۔

”شانتی۔ شانتی۔ سو رو کہو تم۔“ تم شاری کی سہانہ باتوں کو نہیں چاہتے۔ اس بار تم شاری کے ہتھکڑیوں میں پھنسے ہو اور شاری کے ہتھکڑیوں میں پھنسے ہو اور شاری کی بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ پھر تم کیا چاہو۔“ شاری نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی ہنس بہت

مکروہ تھی۔

”چیز۔ جب میں تمہیں بتاؤں گا تب تمہیں معلوم ہو گا کہ میں کیا چیز ہوں۔“ عمران نے سر دھجے میں کہا۔  
 ”کیا بتاؤ گے تم مجھے۔ تم میرے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔“  
 شکاری نے کہا۔ اس کا انداز غصہ دلائے والا تھا۔ عمران چند لمحے اس کی جانب غصہ ناک نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر وہ مڑا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ شکاری وہیں کھڑی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد عمران واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستل تھا۔ یہ پستل بالکل نپوں کے کھلونے جیسا نظر آ رہا تھا۔ اس کی نال لمبی اور اس کا سوراخ بال جیسا پارک تھا۔

”یہ کیا کھلونا لے آؤ ہو۔ کیا اس کھلونے سے تم مجھے فنا کرنا چاہتے ہو۔“ شکاری نے عمران کی ہاتھ میں پستل دیکھ کر پہلے حیرت سے اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے شکاری کی بات کا جواب دینے کی بجائے اچانک اس عجیب طرز کے پستل کا بٹن دبا دیا۔ پستل کی نال سے سرخ رنگ کی روشنی کی باریک سی لکیر نکل کر شکاری سے ٹکرائی مگر شکاری نے اس بار بھی اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پستل سے سرخ روشنی کی لکیر نکل کر شکاری کی پیشانی پر پڑی لیکن شکاری پر اس روشنی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کے ہجرے پر فائماں مسکراہٹ تھی۔ روشنی کی یہ لکیر شکاری کی پیشانی سے ٹکرائی اس کے سر کے پچھلے حصے سے نکل کر دروازے پر پڑ رہی تھی اور

دروازہ اچانک سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک دھماکہ سا ہوا۔ پستل تو شکاری کے عقب میں موجود دروازہ لیکھت جل کر راکھ ہو گیا تھا جہاں اب خلا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پستل کو حرکت دی تو سرخ روشنی اچانک شکاری کی دائیں آنکھ پر پڑی۔ اسی لمحے شکاری کو ایک دور دار جھٹکا لگا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کا وجود ایک لمحے کے لئے سرخ اور پھر سیاہ ہو گیا اور پھر اچانک جیسے اس کے جسم سے راکھ اتر کر اس کے قدموں میں گرتی چلی گئی۔ اب وہاں سیاہ فام خوبصورت لڑکی سارقتی کی جگہ ایک سیاہ بد صورت بڑھیا کھڑی نظر آرہی تھی جس کا سارا وجود سفید بالوں میں ڈھکا ہوا تھا اور بڑھیا منہ پھاڑے بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ عمران خوبصورت لڑکی کو اس طرح بد صورت بڑھیا کے روپ میں دیکھ کر بوکھلا گیا تھا اور اس نے جلدی سے پستل کے بٹن سے انگلی ہٹا لی تھی جس کی وجہ سے پستل کی نال سے روشنی کی سرخ لکیر نکلتا بند ہو گئی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تم نے سارقتی کے وجود کو جلا کر راکھ بنا دیا ہے۔ تم۔ تم۔“ بڑھیا نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا اور پھر اچانک وہ غائب ہو گئی۔ اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے خود اچانک بے ہوش ہو گیا ہو۔ وہ کھولے آنکھیں اور دروازے کے بری طرح سے دروازہ کھول کر دیا تھا اور باہر سے ایسی سردست گونج کی آواز آئی جس نے اس کے دماغ پر گہرا اثر کیا۔ وہ دیکھ کر



عمران تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا دروازے کے خلا کی جانب بڑھا۔ اسی لمحے کمرے کی چھت ایک خوفناک دھماکے سے گری لیکن اس سے پہلے ہی عمران نے ایک لمبی چھلانگ لگائی تھی اور وہ اڑتا ہوا دروازہ کراس کر کے باہر آ گیا تھا۔ پوری بلڈنگ ہی بری طرح لرز رہی تھی اور بلڈنگ کے فنیٹوں کے دروازے کھل رہے تھے اور لوگ بوکھلانے ہوئے انداز میں شخصیں مارتے ہوئے باہر نکل رہے تھے۔ یہ دیکھ کر عمران تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس نے سیڑھیاں اترنے کے لئے جیسے ہی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اچانک نیچے ساری سیڑھیاں غائب ہو گئیں اور عمران جو دوسرا پیر اٹھا چکا تھا پیر کے نیچے سے سیڑھی غائب ہونے کی وجہ سے وہ کسی بھی طرح خود کو سنبھال نہ سکا تھا اور وہ بری طرح سے تلبا زیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا اور پھر ایک زور دار دھماکے سے سڑک پر جا گرا۔ اسی لمحے ہولناک گولگرواہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور ساری بلڈنگ دھرام سے گرتی چلی گئی۔ بلڈنگ کے دھماکے سے گرنے کی وجہ سے ہر طرف جیسے گرد و غبار کا بادل سا بن گیا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے بلڈنگ کا سارا املبہ اس پر آگرا۔

ہو۔

بلیک زیرو پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ جوڈف نے فون پر اس سے جو باتیں کی تھیں بلیک زیرو کو واقعی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن جب جوڈف نے کہا کہ اگر اسے عمران کی زندگی کی ذرا بھی پرواہ ہے تو وہ فوراً اس کے پاس رانا ہاؤس پہنچ جائے اور پھر اس نے اچانک فون بند کر دیا تھا جس سے بلیک زیرو پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

”کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟“ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں پوچھتے ہوئے کہا۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ رانا ہاؤس میں جوڈف کو کال کرے اور اس سے فون پر پوچھے کہ اس نے یہ بات کیوں کی تھی کیا وہ واقعی ہوش میں تھا۔ مگر جوڈف کا جواب بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ دوسرا اس نے ایک عرصہ سے شراب پی چکا تھا۔ کبھی شہمی اس سے بلیک زیرو کو یقین تھا کہ جوڈف نشے میں نہیں تھا۔ اس کا تعلق گو

افریقہ کے جنگلوں سے تھا مگر وہ جب سے عمران کے ساتھ منسوب ہوا تھا مہذب دنیا کے ذہب میں رچ بس گیا تھا۔ وہ نہ صرف عمران کی بلکہ اس کی بے حد عہت کرتا تھا اور اس نے کبھی مذاق میں بھی ایسی باتیں نہیں کی تھیں۔ عمران کا سابقہ کئی بار ماورائی اور سفلی طاقتوں سے پڑ چکا تھا اور ان پراسرار معاملات میں عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو پر بھی جو زف کی پراسرار صلاحیتیں آشکار ہو چکی تھیں جن کا وہ بھی محترف تھا اس لئے بلیک زیرو کو یقین ہو گیا تھا کہ جو زف نے اس سے جو کچھ کہا تھا اس کا تعلق یقیناً پراسرار اور سفلی طاقتوں سے ہی ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے بلیک زیرو نے جو زف کے پاس رانا باؤس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

صفدر کے حادثے کی خبر بلیک زیرو نے عمران کو دی تو عمران نے اسی وقت فاروقی ہسپتال جانے کی بات کی تھی۔ اب جو زف اسے بتا رہا تھا کہ عمران فاروقی ہسپتال پہنچا ضرور تھا مگر وہ اصلی عمران نہیں تھا بلکہ کوئی پراسرار مخلوق جگڑا تھی جس نے عمران کا روپ بدل رکھا تھا۔ اس جگڑے نے عمران کا روپ بدل کر ڈاکٹر فاروقی کے ساتھ ساتھ آپریشن روم میں جا کر نہ صرف ڈاکٹر فاروقی بلکہ آپریشن روم میں موجود دوسرے تمام ڈاکٹروں اور نرسوں کو گویاں مار دیں تھیں اور صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں وہاں سے اُپر دستی اٹھا کر لے گیا تھا۔ یہ سب کچھ نہ صرف اس نے بلکہ وہاں موجود سیکرٹ ہروس کے ممبروں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

لیکن ساتھ ہی جو زف کا کہنا تھا کہ جس طرح عمران اصلی نہیں تھا اسی طرح یہ ہی صفدر اصلی تھا جسے عمران اٹھا کر لے گیا تھا اور نہ گویاں کھا کر زخمی اور ہلاک ہونے والے ڈاکٹر اور نرسیں اصلی تھیں نہ یہاں تک کہ ڈاکٹر فاروقی کا بھی روپ کسی جگڑے نے ہی بدل رکھا تھا۔ یہ جگڑے کون تھے کیا تھے اور یہ سب انہوں نے کیوں کیا تھا اس کے بارے میں جو زف نے کچھ نہیں بتایا تھا اور جو زف کی ان عجیب و غریب اور ادھوری باتوں میں بلیک زیرو بری طرح سے لٹھ کر رہا گیا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا مگر پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا اور جلدی سے فاروقی ہسپتال کے منبر پر بس کرنے شروع کر دیے۔

”ہیں۔ فاروقی ہسپتال“۔ راہبہ قائم ہوئے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میں سر۔ حکم سر۔ ایکسٹو کی آواز سن کر دوسری طرف سے لیڈی آپریشنر نے انتہائی بوجھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر فاروقی سے بات کراؤ“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہیں۔ ہیں۔ میں بات کراتی ہوں۔“۔ دوسری طرف سے اسی انداز میں کہا گیا۔

”ہیں۔ میں ڈاکٹر فاروقی ہوں۔“۔ وہ لہجے میں ہلکا سا ہنسٹہ لہجے میں ڈاکٹر فاروقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔



نے انہیں بتا دیا تھا کہ کال کس کی ہے۔

"ڈاکٹر فاروقی۔ آپ نے مجھے صدر کی پوزیشن کے بارے میں ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی۔" بلیک زیرو نے سرو لہجے میں کہا۔  
فاروقی ہسپتال چونکہ ایکسٹو کی ہدایات پر معرض وجود میں لایا گیا تھا اور اس ہسپتال میں سیکرٹ سروس اور صرف ان پیچیدہ پیچیدہ افراد کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا جو ملک کی اہم اور نامور استینا ہوں یا پھر ایسے لوگ جنہیں خاص طور پر ایکسٹو کی ہدایات پر اس ہسپتال میں ریٹر کیا جاتا تھا۔ اس ہسپتال کا ڈاکٹر وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان، عمران اور ایکسٹو کو جواب دہ تھا۔

"جیل میں ابھی چند لمحے پہلے آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔ صدر صاحب کی حالت انتہائی خراب تھی۔ ان کی بے شمار ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں جس کی وجہ سے ان کے آپریشن میں خاصا وقت لگ گیا تھا لیکن بہر حال میں نے صدر صاحب کی تمام ہڈیوں کو جوڑ کر ان کے زخموں کی ہیڈج کر دی ہے۔ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے لیکن چیف ابھی انہیں صحت یاب اور مکمل طور پر فٹ ہونے میں خاصا وقت لگے گا۔" ڈاکٹر فاروقی نے مودبانہ انداز میں صدر کی حالت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران وہاں آیا تھا۔" ایکسٹو نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ نہیں۔ میں نے تو انہیں نہیں دیکھا۔" ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیا۔

"اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبر۔ کیا وہ ابھی ہسپتال میں ہی موجود ہیں۔" ایکسٹو نے کہا۔

"نہیں سر۔ آپریشن تھیٹر میں جانے سے پہلے میں نے ان سب کو ضرور دیکھا تھا۔ وہ صدر کی حالت سے بے حد پریشان تھے لیکن جب میں آپریشن روم سے باہر آیا تو ان میں سے کوئی ایک بھی موجود نہیں تھا۔" ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"آپ نے آپریشن کے دوران یا آپریشن کے بعد وہاں کوئی خاص بات محسوس کی تھی۔" ایکسٹو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"خاص بات۔ نہیں۔ چیف۔ لیکن ہاں۔ جب میں آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تو مجھے بتایا گیا کہ ایک شخص بیڈوں میں لیٹے ہوئے مریض کو جو شدید زخمی حالت میں تھا اٹھائے بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پستل تھا۔ اس کے جانے کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبر بھی یاگوں کی طرح اس کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔ میں حیران تھا کہ وہ کون شخص تھا جو زخمی مریض کو اٹھا کر دوڑ رہا تھا۔ میں نے ہسپتال کا راولڈ کیا لیکن ہسپتال کے تمام مریض بدستور وہاں موجود تھے جس پر میں حیران ہو کر آپ کو اطلاع دینے کے لئے سبج ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔" ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر تاثرات یکفہت بدلتے چلے گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ بڑا لف سے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔

ٹھیک ہے ڈاکٹر فاروقی۔ میں ممبروں سے خود ہی پوچھ لوں گا کہ وہ شخص کون تھا جو زخمی کو لے کر بھاگا تھا اور وہ زخمی کون تھا۔ ایکسٹو نے کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

ہو نہ۔ بات ابھی تک پوری طرح سے میری سمجھ میں نہیں آئی اگر جوزف کے کہنے کے مطابق پراسرار مخلوق جگڑے عمران اور صفدر کے روپ میں تھے تو سیکرٹ سروس کے ممبران کے پیچھے کیوں بھاگے تھے اور انہوں نے اس بات کی کبھی رپورٹ کیوں نہیں دی۔ ہلیک زیرو نے ملٹن اوپریٹائی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے علی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ایکسٹو۔ ہلیک زیرو نے سر دھجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں چیف۔ دوسری طرف سے جو یا کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی اور بدحواسی تھی۔“

”ہیں۔ ہلیک زیرو نے منہم سے انداز میں کہا۔“

”چیف۔ لگتا ہے عمران کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ غدار ہو گیا ہے اور۔ دوسری طرف سے جولیا نے بدحواسی کے عالم میں کہا۔“

”جولیا۔ یہ تم کس سچے میں بات کر رہی ہو۔ تم ہوش میں تو ہو۔ ایکسٹو نے غزائے ہوئے کہا۔“

”اوہ۔ کس۔ سوری چیف۔ ہم۔ میں۔ میں۔“ جولیا نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اپنے ہوش سنبھالو اور پھر مجھ سے بات کرو۔“ ایکسٹو نے سر

لہجے میں کہا تو چند لمحے دوسری طرف سے جو یا کے تیز تیز سانس لینے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”چیف۔ عمران نے فاروقی اسپتال سے صفدر کو انتہائی مخدوش حالت میں اٹھا لیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر فاروقی اور وہاں موجود چند ڈاکٹروں اور نرسوں کو گولیاں مار دی تھیں۔ پھر عمران صفدر کو اٹھا کر وہاں سے بھاگ پڑا تو میں نے اور دوسرے ممبران نے اسے روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ ہماری کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔ جب ہم اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ صفدر کی حالت اس قدر خراب تھی کہ اسے عمران جس انداز میں اٹھا کر لے بھاگا تھا اس سے صفدر کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ عمران صفدر کو کار میں ڈال کر وہاں سے نکل گیا تو ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ عمران صفدر کو اپنے فلیٹ میں لے گیا تھا۔ اسے جب ہم نے صفدر کو لے کر فلیٹ میں جاتے دیکھا تو ہم اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ پھر میں نے عمران کے فلیٹ کی کال دی۔ بجائی تو عمران نے خود ہی دروازہ کھولا تھا۔ وہ چونکہ ہمارے سامنے صفدر کو اٹھا کر لایا تھا اور صفدر کی حالت انتہائی نازک تھی اس لئے ہم زبردستی اس کے فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ صفدر کو نکال کر دیں۔ صفدر فلیٹ میں نہیں تھا۔ پھر حنفیر نے جو ان کے ایک کمرے کی کھلی ہوئی کونوی سے باہر تھا کہ اسے صفدر انتہائی نازک حالت میں فلیٹ کی عقبی طرف کمرے کے اوپر پڑا کر لیا۔ عمران نے صفدر



اور میں موجود صفدر پر بے تحاشہ گولیاں برسائی شروع کر دیں۔ پھر وہ کار میں بیٹھا اور وہاں سے فرار ہو گیا۔

چیف - عمران نے صفدر کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے قتل کر دیا ہے۔ اس کی بے تحاشہ اور خوفناک فائرنگ سے سڑک کے کناروں پر موجود بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔ اگر ہم عمران کی فائرنگ سے بچنے کے لئے پہلے ہی کاروں کے پیچھے نہ دھک گئے ہوتے تو وہ شاید ہم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا اور نہ یہ سب کہتے ہوئے جو لیا کی آواز زندہ گئی تھی اور وہ باقاعدہ سسکیاں لینے لگی تھی جبکہ اس کی باتیں سن کر بلیک ڈیرو کو اپنے ذہن میں زلزلہ سا آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک طرف ڈاکٹر فاروقی ابرہہ رہے تھے کہ صفدر ان کے ہسپتال میں ہے اور وہ خطرے سے باہر ہے۔ دوسری طرف اسے جو لیا جو کچھ بتا رہی تھی وہ اسے ہلا دینے کے لئے کافی تھا۔ عمران کا اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبروں پر فائرنگ کرنا اور سڑک پر موجود لوگوں کو ہلاک اور زخمی کرنا اور پھر صفدر کو کار میں قتل کرنے کا سن کر بلیک ڈیرو کے جسم میں لرزہ طاری ہو گیا تھا۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ حملہ آور عمران ہی تھا۔ بلیک ڈیرو نے کہا کہ سنبھلنا ہوتا ہے کیا۔

نہیں چیف۔ میں نے لاؤ سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں سے دیکھا تھا۔ وہ عمران کے سوا کوئی نہیں تھا۔ بولتا ہے دھتے

کو فلیٹ میں لے جا کر اسے کھڑکی سے نہایت بے دردی سے نیچے کوڑے پر پھینک دیا تھا۔ صفدر کو وہاں دیکھ کر ہم دیوانوں کی طرح عمران کے فلیٹ سے نکلے اور فلیٹ کی عقبی طرف آگئے جہاں صفدر موجود تھا۔ تنویر نے صفدر کو چیک کیا تو اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ صفدر کو زندہ دیکھ کر ہماری جان میں جان آگئی۔ تنویر نے صفدر کو اٹھایا اور اسے کار میں ڈالا اور پھر ہم صفدر کو لے کر دوبارہ فاروقی ہسپتال کی طرف لے کر روانہ ہو گئے۔ اس وقت ہمیں جلد سے جلد صفدر کو فاروقی ہسپتال پہنچانے کے سوا کچھ یاد نہیں تھا۔ لیکن چیف ہم ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ عمران اپنی سپورٹس کار دوڑاتا ہوا میری کار کے سامنے آگیا۔ میں نے کار روکی تو عمران اپنی سپورٹس کار سے نکل آیا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ اس سے پہلے کہ میں اور سیکرٹ سروس کے ممبر کچھ سمجھتے عمران نے اپنا ٹک ہم پر مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی۔ ہم عمران کی اس حرکت پر بوکھلا گئے تھے۔ اس وقت ہمارے پاس اسلحہ نہیں تھا اس لئے ہم عمران پر جوانی کارروائی نہ کر سکے۔ پھر عمران کی مشین گن سے گولیاں شتم ہو گئیں تو اس نے مشین گن سڑک پر پھینک دی اور کار سے دوسری مشین گن نکال لی۔ اس اٹھا، میں ہمیں وہاں سے نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ چنانچہ ہم اپنی کاروں سے نکل کر دوسری کاروں کے پیچھے چھپ گئے تھے۔ عمران نے ہمیں پیچھے دیکھ لیا تھا۔ اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھ کر اس نے میری

ہوئے لچے میں کہا۔

"ہونہر۔ اور تم نے صفدر کو چیک کیا تھا۔" بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں چیف۔ عمران نے صفدر پر اس قدر گویاں برساتی تھیں کہ اس کے جسم کے پرچے اڑ گئے تھے۔" جو یا نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو اور سیکرٹ سروس کے ممبران کہاں ہیں۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں گلیکسی روڈ کے ایک پبلک فون سے کال کر رہی ہوں چیف۔ اس علاقے میں عمران نے صفدر کو قتل کیا ہے۔ یہاں چونکہ بے شمار افراد ہلاک و زخمی ہو گئے تھے اس لئے پولیس موقع پر ہی کچھ گئی تھی جس کی وجہ سے ہم ایک کمرشل پلازہ میں چلے گئے اور پھر اس پلازہ سے ہوتے ہوئے دوسرے بازار میں آ گئے۔" جو یا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان سب کو لے کر اپنے فلیٹ میں چلی جاؤ۔" میں تمہیں وہاں کال کروں گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اے۔ لیکن چیف۔ صفدر۔" جو یا نے انک انک کر کہا۔

"تم سے میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔" بلیک زیرو نے عزائم سے کہا۔

"میں۔ میں چیف۔" جو یا کی ابھی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے فون بند کر دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بے اختیار

سر پکڑ لیا تھا اور چہرہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے یلگت اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اس کا ذہن ابھی تک چکرا رہا تھا۔ اس کی

بجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کی بات کو صحیح تسلیم کرے۔ ڈاکٹر فاروقی یا پھر جو یا نے جو کچھ اسے بتایا تھا وہ سچ تھا۔ لیکن وہ سب سچ

کیسے ہو سکتا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں پر اس طرح کٹے عام فائرنگ کس طرح کر سکتا تھا جن میں بے شمار راہ گیر ہلاک اور زخمی ہو گئے

ہوں اور پھر اس کا صفدر کو اس انداز میں ہلاک کرنا۔ یہ سب کیسے ممکن تھا۔ کیا عمران واقعی پاگل ہو گیا تھا وہ غدار ہو گیا تھا یا پھر

جو زف نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا۔ اس صبح اور غلط نے بلیک زیرو کے ذہن میں طوفان برپا کر رکھا تھا۔ اسی لمحے اسے ہلکے سے کھٹکے کی

آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر وہ بے اختیار اچھلا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن اس بند دروازے سے

ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی یوں گزر کر اندر آ رہی تھی جیسے چالیوں سے ہوا گزر کر آتی ہے۔ لڑکی نوجوان اور انتہائی خوبصورت تھی۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم اور۔" بلیک زیرو نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ساختہ ہی اس نے دروازہ کھول کر ایسا رویہ دکھایا کہ

بلدی سے ہاتھ میٹھے آیا۔ اس دروازے کی طرف سے میرا ہی۔" جتنی جلدی ہوئی بلیک زیرو کے قریب آ گئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک

مطمئن مسکراہٹ تھی۔



خبردار۔ وہیں رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔ بلیک زیرو نے گرجتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تھیر تھا۔ اس نے لڑکی کو جس انداز میں بند دروازے سے گزر کر اندر آتے دیکھا تھا اس کا ذہن سسٹا اٹھا تھا اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں جیسے وہ لڑکی نہ ہو بلکہ اس کا سایہ یا بھوت ہو۔ لڑکی کے ہال سبزے اور کاندھوں تک تراشیدہ تھے اور اس نے سیاہ پینٹ اور سرخ شرٹ پہن رکھی تھی۔

عمران مجرم اور خدا ہو گیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ اس نے بے گناہ انسانوں کو آنکھوں اور پھروں کی طرح ہلاک کر دیا ہے۔ کیا تم ایسے بے رحم مجرم کو اپنے ملک میں برداشت کر سکتے ہو۔ خوبصورت لڑکی نے بلیک زیرو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں بے پناہ کشش تھی جس کی وجہ سے بلیک زیرو کی آنکھیں لڑکی کی آنکھوں سے یوں چپک گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ اسی لمحے بلیک زیرو کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جسم زور سے لڑا اٹھا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں کی روشنی بدام پڑ گئی۔

نہیں۔ میں بے رحم مجرموں کو کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ بلیک زیرو کے منہ سے ایکسٹو جیسی بھرائی ہوئی نکت اور انتہائی سرد آواز نکلی۔

ایسے خطرناک مجرموں کا تم کیا کرتے ہو مسٹر ایکسٹو۔ خوبصورت لڑکی نے پلکیں جھپکاتے بغیر مسلسل بلیک زیرو کی

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ایسے مجرموں کو میں زمین میں زندہ گاڑ دیتا ہوں۔ بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

تو پھر عمران اس طرح سرعام کیوں زندہ ناتا پھر رہا ہے۔ اس کا تم کچھ انتظام نہیں کرو گے۔ لڑکی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔ عمران کا وقت پورا ہو گیا ہے۔ اب بہت جلد اس کی گردن میرے ہتھکنے میں ہوگی۔ میں اس کی بوئیاں اڑا دوں گا۔ بلیک زیرو نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

تو پھر فون اٹھاؤ اور اپنے کارکنوں سے کہو کہ وہ عمران کو تلاش کریں اور عمران انہیں جہاں بھی نظر آئے وہ اس کے ٹکڑے کر دیں۔ لڑکی نے کہا تو بلیک زیرو مشتعل انداز میں حرکت میں آیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جو بیا کے نمبر پر مرس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے جو بیا کے نمبر پر مرس کرتے دیکھ کر خوبصورت لڑکی انتہائی زہریلے انداز میں مسکرائی اور پھر وہ ٹکھٹ وہاں سے غائب ہو گئی۔

عمارت کے اس طرح گرنے سے عمران کا ذہن جیسے مکمل طور پر سن ہو کر رہ گیا تھا۔ خوفناک دھماکے کی بازگشت ابھی تک اس کے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی بکھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا گیا تھا۔ اس نے تو بس غصے میں آکر ایکٹرا ریڈ ریز گن سے شکاری پر ریز فائر کی تھی۔ اس ریز سے فولادی پٹانیں بھی ایک لمحے میں جلا کر بھسم کی جا سکتی تھیں۔ عمران نے اس گن کو خصوصی طور پر لپٹنے لے بیٹا کیا تھا۔ اسے اچانک ہی اس گن کا خیال آ گیا تھا جب شکاری نے اسے ہر طرح سے بے بس اور حد سے زیادہ تنگ کرنا شروع کیا تو وہ کمرے سے ریز گن اٹھا لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ فولاد تک کو راکھ بنا دینے والی ریز شکاری پر ضرور اثر کرے گی اور وہ ایک لمحے میں جل کر راکھ بن جائے گی۔ عمران نے جب شکاری پر ریز پھینکی تو اس کا شکاری پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا لیکن جب اس نے ریز ریز کو شکاری کی آنکھوں میں ڈالا تو اچانک شکاری دردناک انداز میں چیخ اٹھی تھی۔ اس کا رنگ بالکھت سرخ اور پھر سیاہ ہو گیا تھا اور اچانک اس کے جسم سے راکھ یوں گر پڑی تھی جیسے شکاری نے دوہرا جسم اپنا رکھا ہو اور ریز کی وجہ سے اس کا پہلا جسم جل کر روکھ ہو گیا ہو اور پھر شکاری کا اصلی اور بچیا لنگ روپ عمران کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ ایک انتہائی بد صورت اور خبیث شکل والی بڑھیا تھی جس کا رنگ سیاہ اور جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔

عمران کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا جیسے عمارت کا سارا ملبہ اس پر آن گرا ہو اور وہ ہزاروں من ملبے تلے دفن ہو گیا ہو۔ لیکن یہ صرف اس کا احساس تھا۔ گرد و غبار میں اس کا سارا وجود چھپ ضرور گیا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر عمارت کی ایک معمولی کنکری بھی اس پر نہ گری تھی۔ چند لمحے عمران یوں ہی پڑا رہا پھر جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ پوری طرح سے محفوظ ہے تو وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے گرد بدستور گرد کی دھند چھائی ہوئی تھی اور اسے چاروں طرف سے تیز اور انتہائی دردناک انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گرد و غبار کی دھند میں اسے کچھ واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ البتہ چیخ و پکار کے ساتھ اسے ہر طرف سے دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی



اپنے دوہرے وجود کو راکھ بنتے دیکھ کر شکاری ہولناک انداز میں  
 چیختی ہوئی غائب ہو گئی تھی اور اس کے غائب ہوتے ہی اچانک ارد  
 دار گونج کی آواز کے ساتھ ہی عمران کا فیت یوں لرزے لگا تھا جیسے  
 خوفناک دلاڑ آ رہا ہو۔ عمران انتہائی عجلت سے اپنے فلیٹ سے نکل  
 کر باہر آ گیا تھا۔ اس کے فلیٹ سے نکلے ہی اس کمرے کی چھت  
 دھماکے سے گر پڑی تھی جس میں عمران جھٹکے قبل موجود تھا لیکن  
 جب عمران نے ساری بلڈنگ کو دلاڑ لے کی لپیٹ میں دیکھا اور  
 لوگوں کو فلیٹوں سے نکل کر چھینے ہوئے سیڑھیوں کی طرف جاتے  
 دیکھا تو وہ بھی بھاگ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا مگر اس نے ابھی  
 ایک دو سیڑھیاں ہی اتری ہوں گی کہ نیچے کی ساری سیڑھیاں یکک  
 غائب ہو گئی تھیں اور عمران کسی بھی طرح اپنا توازن برقرار نہ رکھ  
 سکا تھا اور وہ بری طرح الٹا پلٹا ہوا نیچے آگرا تھا۔ اس وقت  
 ٹکڑ ٹکڑ کی خوفناک آواز کے ساتھ ہی ساری بلڈنگ نیچے آگری تھی  
 اس بلڈنگ میں تین سو کے لگ بھگ فلیٹ تھے اور سب کے سب  
 آباد تھے۔ بلڈنگ کے گرنے سے ان لوگوں کا کیا ہوا ہو گا اس خیال  
 سے ہی عمران کی روح کانپ اٹھی تھی۔

اس عجیب و غریب معاملے میں عمران جس قدر خود کو مارا دیکھنے  
 کی کوشش کر رہا تھا معاملہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ سنگین  
 نکلیں تو وہ تباہ رہا تھا۔ عمران نے قطعی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ  
 نادار لنگھی میں شیطانی کتاب کا مستر پڑھنے کی وہ جو غلطی کر چکا تھا،

غلطی اب جان بوجھ کر نہیں دوہرائے گا۔ اس شیطانی طاقت شکاری  
 نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا تھا اگر وہ اس سے زیادہ بھی کرتی تو کم از  
 کم وہ شیطانی کتاب کے شیطانی الفاظ کسی بھی صورت میں نہیں پڑے  
 گا۔

اب عمران اور زیادہ سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ اسے شکاری  
 جیسی شیطانی بدروح کا کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی پڑے گا ورنہ وہ نہ  
 جانے اس کی راہ میں کون کون سے کاشے بکھر دے۔ لیکن وہ اس  
 بدروح سے چھٹکارا کیسے پاسکتا تھا۔ اس کے ذہن سے شیطانی الفاظ  
 پڑھ لینے کی وجہ سے مقدس کلام اور مقدس نام پوری طرح سے محو ہو  
 چکے تھے۔ اس کے علاوہ عمران کو یہ بھی یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ پہلے  
 جن مغلی معاملات میں ٹیک بزرگ ویدہ استیوں کی مدد لیتا آ رہا تھا وہ  
 کون تھے اور کہاں رہتے تھے اور یہ کہ وہ اس پکونیشن میں ان ٹیک  
 کیسے رسائی حاصل کر سکتا تھا۔

کیا سوچ رہے ہو عمران۔ اچانک عمران کی سماعت سے  
 شکاری کی مکرہ ہنسی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔  
 اس نے چاروں طرف دیکھا لیکن اس بار شکاری اسے نہیں دیکھا  
 نہیں دے رہی تھی۔

تم۔ عمران نے اس کی آواز سن کر غصے سے عزت سے  
 اس کا چہرہ دیکھنے غصے سے سرخ ہو گیا تھا اور انھیں لگا کہ یہ  
 کلی تھیں۔

"ہاں۔ میں شادی۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں عمران۔" ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

"لیکن تم ہو کہاں۔ تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہی۔" عمران نے ہلٹ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ سے ساری کاشمیری چھین لیا ہے اس لئے اب میں بھلا تمہیں کیسے نظر آسکتی ہوں۔" شادی نے اسی انداز میں کہا۔

"شادی۔ تم اب میری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہو۔ میں تمہیں بچ بچ فنا کر دوں گا۔" عمران نے خوفناک لہجے میں کہا تو شادی بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

"تم نے وقتی طور پر میرے شریر کو ضرور نقصان پہنچایا ہے مگر یہ مدت بھولو کہ میں ایک آتما ہوں۔ ایک ایسی آتما جو کسی کے بھی جسم میں داخل ہو کر پھر سے زندہ ہو سکتی ہے۔ نیا شریر حاصل کرنے میں مجھے چند لمحوں سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ اس وقت میں تمہیں ایک نئی مصیبت کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے آئی ہوں۔ تم اس مصیبت سے نمٹو تب تک میں نیا شریر حاصل کر کے پھر تمہارے سامنے آجاؤں گی۔" شادی نے کہا۔

"کیسی مصیبت۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تمہاری اماں بی اور تمہاری بہن ثریا میری وجہ سے شدید مصیبت میں آگئی ہیں۔ وہ مدد کے لئے تمہیں پکار رہی ہیں۔ چلو جا کر ان کی مدد کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مر جاتی ہیں اور وہ۔" یہ کہتے

ہوئے شادی نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادا ہو کر چھوڑ دیا اور اماں بی اور ثریا کا سن کر عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا۔

"شادی۔ اگر میری ماں اور بہن کو کچھ ہوا تو اس کا تمہیں بے حد بھیاں تک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ۔" عمران نے خلق کے بل جھنجھٹے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔ خود جا کر دیکھ لو۔" شادی نے لاپرواہی سے کہا تو عمران کا دماغ کھٹکتے ہوئے لاوے کی طرح پختے لگا۔

"دیکھو شادی۔ تمہاری دشمنی میرے ساتھ ہے۔ تم مجھ سے سیاہ کتاب حاصل کرنا چاہتی ہو۔ میں وہ کتاب تمہارے حوالے کر دوں گا لیکن اس معاملے میں میری ماں اور بہن کو مت گھسیٹو۔" عمران نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ وہ سپر ایجنٹ تھا اور اس کے نام سے سپر ممالک کی سپر ایجنسیاں اور بڑے بڑے مجرم تھر تھراتے تھے۔ اس نے اب تک نہ جانے کتنے خطرناک اور انتہائی زبردست ایجنٹوں اور مجرموں اور طاقتور ایجنسیوں کو ختم کیا تھا۔ بڑے سے بڑے معاملے اور خوفناک صورت حال میں بھی وہ ہنسنا مسکراتا رہتا تھا اور اس کے اپنی پیشانی پر تل تلکے بڑے سیاہ تھامے تھے۔ اس کا عجیب و غریب دشمن ایک بد روں تھی۔ یہ تھا اسطیٰ کہ اس کی ماہر تھی اور اس نے عمران کے ساتھ جو بار بار سواکے آپس میں عمران کی سوچ سے بھی بالاتر تھا۔ ایک ایسا دشمن جس پر دنیا کا کوئی



اختیار اثر ہی نہیں کرتا تھا۔ جو لمحے میں غائب ہو جاتی تھی اور دوسرے انسانوں کے جسموں پر قبضہ کر لینا جس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ عمران کے سامنے ہوتے ہوئے بھی وہ اس خبیث بدروح کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا اس لئے عمران سوچ رہا تھا کہ اس دشمن کے ساتھ اسے غصے میں آکر مقابلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس دشمن کو زیر کرنے کے لئے اسے اپنے دماغ کو ٹھنڈا اور پرسکون رکھنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ایسی حکمت عملی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا کہ وہ کسی طرح زیر ہو جائے۔

"یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ پہلے تم جا کر اپنی ماں اور بہن کی مدد کرو۔" شکاری نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے شکاری اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر چالاک تھی۔ وہ اس کی باتوں میں جیسے نہ آنے کا گرجا جاتی تھی۔

"ہو نہ۔" عمران غرایا پھر وہ کچھ سوچ کر مڑا اور تیز قدم اٹھانے لگا اور پھر جیسے ہی وہ گرد کی دھند سے باہر آیا تو وہ یکھٹ چو تک پڑا کیونکہ اس وقت وہ ایسے علاقے میں تھا جس کے اگلے موڑ پر سر عبدالرحمان کی کوٹھی تھی۔ خود کو اس جگہ پا کر عمران سمجھ گیا کہ اس کے گرد جو گرد کا غبار پھیلا ہوا تھا وہ بھی شکاری کا ہی مہیون منت تھا۔

"کو نہیں عمران۔ چلتے رہو۔ زیر ہو گئی تو سوائے پٹھانوں کے تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔" شکاری کی آواز سنائی دی تو عمران

ایک بار پھر سرگھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن شکاری ہنوز غائب تھی۔ سڑک پر خاصا رش تھا۔ سڑک کے دائیں بائیں فٹ پاتھوں پر بھی لوگ موجود تھے جو عمران کے قریب سے گزرتے جا رہے تھے لیکن وہ سب اپنی دھن میں مست تھے۔ کسی نے بھی چونک کر عمران کی طرف نہیں دیکھا تھا حالانکہ شکاری جس طرح چھپتے ہوئے انداز میں عمران سے مخاطب ہو رہی تھی وہ چلتے لوگوں کو رک جانا چاہئے تھا۔ لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب کے سب بہرے ہوں یا سوائے عمران کے شکاری کی آواز کسی کو سنائی ہی نہ دیتی ہو۔ عمران ہونٹ بھینچتا ہوا فٹ پاتھ کے کنارے پر آگیا۔ اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے روکا تو ٹیکسی اس کے قریب آکر رک گئی۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ گرد کے غبار سے نکلنے کے باوجود اس کا لباس صاف تھا حالانکہ عمران جس بری طرح غائب ہونے والی سیڑھیوں سے گرا تھا اس کا لباس رنگین کھا کر جگہ جگہ سے پھٹ جانا چاہئے تھا مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ دوسرے سر عبدالرحمان کی کوٹھی اس جگہ سے جہاں عمران موجود تھا تقریباً چار گلو میٹر دور تھی اس لئے عمران نے ٹیکسی کو امی تھی تاکہ وہ جلد سے جلد کوٹھی پہنچ سکے۔ عمران نے ٹیکسی کا پتلا دروازہ کھولا اور جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ اس نے دروازہ کو کوٹھی کا پتلا دروازہ کی درمیان سے بند کر دیا۔

"مسٹر عمران۔" آکر کو تو اس جیسی کو اٹھا کر آسمان کی

بلندیوں پر لے جا کر نیچے پھینک دوں۔ اپنا تک عمران کو پھر شادی کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر ڈرائیور کی طرف دیکھا لیکن ڈرائیور کے سر پر جوں تک نہ رنگی تھی۔ اسے بھی شاید دوسرے لوگوں کی طرح شادی کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔

”اس طرح کیا تم مجھ سے کتاب حاصل کر لو گی؟“ عمران نے منہ ہناتے ہوئے کہا۔

”کتاب۔ کون سی کتاب صاحب؟“ ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ وہ شادی کی آواز تو نہیں سن سکتا تھا کیونکہ وہ ایک بدروح تھی لیکن عمران جیتا جاگتا انسان تھا۔ اس کی آواز ڈرائیور نے آسانی سے سن لی تھی۔

”نہیں کچھ نہیں۔“ عمران نے سر جھٹک کر ڈرائیور سے کہا۔ ”کتاب تو میں تم سے حاصل کر ہی لوں گی۔ اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے تم جیسے چالاک، شاطر اور ذہین انسان سے ملے ہو ہے کا کھیل کھیلنے میں بے حد لطف آ رہا ہے۔ میں نے تمہارے ذہن میں جھانک کر دیکھا ہے تم اس دنیا کے خطرناک ترین انسان ہو۔ یہ تو میری قسمت اچھی ہے کہ تم نے خود ہی شیطانی افلاک پر چڑھ کر خود پر سے روشنی کی قوتوں کو دور کر لیا ہے ورنہ شاید میں بھی تمہارے قریب پہنچ نہ سکتی تھی۔ تم جیسے انسان کے مقابل آ کر سٹل کر دینا کی بے شمار قوتیں دم توڑ چکی ہیں۔ تم نے بے شمار شیطانی طاقتوں کو اپنے ہاتھوں سے فنا کیا ہے مگر اس بار تم ایسا کچھ

نہیں کر سکو گے۔ جب میرا دل تم سے ہزار ہو گیا تو میں تمہیں اس حال میں پہنچا دوں گی کہ تم خود ہی سیاہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر کتاب مجھے دینے پر تیار ہو جاؤ گے اور وہ تمہاری زندگی کا آخری لمحہ دو گا۔ قطعی آخری لمحہ۔“ شادی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ۔ تم کس کتاب کی بات کر رہی ہو۔ تم نے وہ ہلانگ خود ہی تیار کر دی ہے جس کے فلیٹ میں وہ کتاب تھی۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ طے کے نیچے کتاب ابھی تک محفوظ ہو گی؟“ عمران نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا تاکہ اس کی آواز ڈرائیور نہ سن سکے۔

”اس کتاب کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کو کسی بھی طرح فنا نہیں کیا جاسکتا۔ تم سمجھ رہے ہو کہ کتاب اس عمارت کے طے تلے ہے تو یہ تمہاری بھول ہے۔“ شادی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو پھر کہاں ہے وہ کتاب؟“ عمران نے چونک کر کہا۔ ”تمہارے لباس کی جیب میں۔“ شادی نے کہا تو عمران نے چونک کر لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ واقعی کتاب اس کی جیب میں موجود تھی۔ اسی لمحے ڈرائیور نے جیسے ہی کوٹھی کی طرف مڑنے والی سڑک پر موڑ لیا اس نے بے اختیار لالہ کے بریک لگا دیے۔ کار کے ٹائر اور سے چرچر آئے اور کار دھک پر گھسٹتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ دروازہ کھٹکے کی وجہ سے عمران کا سر اعلیٰ سیٹ سے ٹکرائے نظر آئے چلتا تھا۔ اسی نے بے اختیار دونوں ہاتھ آگے کر لیے تھے ورنہ لینڈ اس کے ہاتھوں



روشن ہو جاتے۔

”یہ کیا ہے ہو دگی ہے۔“ عمران نے سیدھے ہو کر چیخے ہوئے ڈرائیور سے کہا لیکن اسی لمحے اس کی نظر وند سکرین سے سڑک پر کمرے ایک دیو ہیکل سیاہ فام پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ڈرائیور بھی غصہ ناک نظروں سے اس سیاہ فام وحشی کو دیکھ رہا تھا جو سڑک کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ موڑ مڑتے ہی وہ سیاہ فام اس کی کار کے سامنے آگیا تھا۔ اگر ڈرائیور بریک لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر کر دیتا تو کار یقینی طور پر اس سیاہ فام سے جا ٹکراتی لیکن بروقت بریک لگنے کی وجہ سے کار سڑک پر گھسکتی ہوئی اس دیو قامت سیاہ فام سے ایک اچھے چپلے جا رہی تھی۔ وہ سیاہ فام کوئی اور نہیں جو زف تھا۔ جو زف کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں ہلکت ہے پناہ چمک آگئی تھی۔

”اوہ۔۔۔ یہ منگلو قبیلے کا شہزادہ یہاں کیا کر رہا ہے۔“ اچانک عمران کو شکاری کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاس۔ جلدی سے ٹیکسی سے باہر نکلو۔ میں تمہیں آگے نہیں جانے دوں گا۔“ اچانک جو زف نے چیخے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران۔ اس کی بات مت سننا۔ یہ تمہارا دشمن ہے۔“ اچانک شکاری نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔

”دشمن۔۔۔ عمران کے منہ سے نکلا۔

”ہاں۔ ہاں۔ یہ منگلو قبیلے کا وحشی تمہارا دشمن ہے۔ اس سے

دور رہو ورنہ یہ تمہارے نگڑے اڑا دے گا۔“ شکاری نے اسی انداز میں کہا۔

”ہاس۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیکسی سے باہر آؤ۔ جلدی۔“ جو زف نے دور سے چیخے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر میں چاروں طرف سے نوکیلے کیل گولے گولے ہو جن کی نوکیں اس کے دماغ میں اترتی جا رہی ہوں۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔

”خوڑ سے سنو عمران۔ منگلو قبیلے کا وحشی تمہارا دشمن ہے۔ ایسا دشمن جس کی زندگی تمہاری موت ہو سکتی ہے۔ اس سے چپلے کہ دو تمہیں کوئی نقصان پہنچائے اس کا خاتمہ کر دو۔ فوراً۔“ شکاری کی چیخنی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں گھٹلے ہوئے سسپے کی طرح اندلی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران کا جسم یکبارگی اس دور سے کاہن جیسے اسے شدید سروی لگ رہی ہو۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے روشنی بحال ہو گئی۔ وند سکرین سے اسے چپلے سڑک پر جو زف کھڑا دکھائی دے رہا تھا اب اسے یوں لگ رہا تھا جیسے سڑک پر ایک خوفناک شیطانی عفریت کھڑی ہو جس کا چہرہ انتہائی بھیا ناک تھا۔ اس کے سر پر لمبے لمبے سینگ تھے اور منہ کھلا ہوا تھا جہاں سے اس کے بچے اور آدمی کے وارنوں کی طرح نوکیلے دانت کھال دے رہے تھے۔ اس کے گلن غرگوٹوں کے کانوں کی طرح لمبے اور نوکیلے تھے اور اس کے ہاتھ ہر حد سے زیادہ برائے ہوتے نظر آ رہے تھے۔ اس کی انگلیوں کے

ناخن بھی لیے تھے اور چھریوں کی طرح تیز نظر آرہے تھے۔ عمران کو اپنے دماغ میں تیز چھین کا احساس ہوا تو اس کے منہ سے بے اختیار سکاری نکل گئی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جلدی سے لیکسی کا دروازہ کھولا اور باہر آگیا۔

”گڈ گاڈ۔ جلدی کرو باس۔ میرے پاس آ جاؤ۔“ عمران کو جوزف کی مسرت بھری آواز سنائی دی مگر اسی لمحے ایک بار پھر اس کے دماغ میں چھین سی محسوس ہوئی اور جوزف کے الفاظ اور اس کا لہجہ اسے یوں سنائی دینے لگا جیسے وہ خوفناک انداز میں کہہ رہا ہو آؤ میرے دشمن میں آج تمہارا خون پینے کے لئے آیا ہوں۔

”تم میرا کیا خون پوئو گے نصیٹ درندے میں تمہاری بولیاں اڑا دوں گا۔“ عمران نے جواباً دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف کی جانب انتہائی خوفناک انداز میں بڑھتا چلا گیا۔

جوزف کو چونکہ ساری حقیقت کا علم ہو چکا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ عمران اس وقت کس مصیبت میں پھنسا ہوا ہے اور یہ کہ اس پر اسرار اور جادوئی معاملے میں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے اس لئے اس نے پاملا کی مدد سے عمران کو شکاری اور اس کے جادوئی واروں سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شکاری جیسی خوفناک بدروح آسانی سے کسی کے قابو میں آنے والی نہیں ہے اور نہ ہی اسے کسی طرح سے اس کے ارادوں سے باز رکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کا تپا ہے اسی طرح ایک بدروح کا دوسری بدروح سے صرف مقابلہ کر سکتی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کو فنا بھی کرنے کی قوتیں رکھتی ہیں۔ جوزف نے پاملا سے کام لینے کا صحیح مصرف تلاش کر لیا تھا اس لئے وہ بے حد خوش تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس دنیا میں کوئی کام بے مقصد اور معطلت سے خالی نہیں ہوتا۔



"اب تک تم نے میرے لئے صرف دو کام کئے ہیں۔ ابھی بہت سے کام باقی ہیں جنہیں پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔" جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے سب کام کروں گی۔" پاملا نے کہا۔  
 "تمہیں وہی کرنا ہو گا جس کا میں تمہیں حکم دوں گا۔ یعنی تم ہر حال میں میرے احکام کی پابندی کرو گی۔" جوزف نے کہا۔  
 "ہاں۔ میں تمہارے ہر حکم کی پابندی کروں گی اور تمہارا ہر حکم بجالاؤں گی۔" پاملا نے جواب دیا۔

"میں تم سے اگر کوئی بات پوچھوں گا تو کیا اس کا جواب بھی تم ان ستر کاموں کے ذمے میں ہی مجھے بتاؤ گی۔" جوزف نے کہا۔  
 "ہاں۔ تمہارے ہر سوال کا جواب تمہاری خواہش کے مطابق ہی ہو گا۔" پاملا نے اطمینان میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم میری کنیز اور میں تمہارا آقا ہوں۔ ہے ناں۔" جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ ستر کام پورے کرنے تک تم میرے آقا ہو۔" پاملا نے جوزف کی توقع کے مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میرے کسی حکم کی تعمیل نہ کر سکو گی یا میرا حکم ماننے سے انکار کر دو گی تو تم اسی کے لٹا ہو جاؤ گی۔ یہ بھی درست ہے ناں۔" جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ درست ہے۔ بالکل درست ہے۔" پاملا نے جلدی جھٹ

ایک معمولی اور بے مقصد نغمہ لاپٹے سے پاملا کی بدروح اس کے سامنے آگئی تھی جسے وہ اپنے لئے سرور دیکھنے لگا تھا اور یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوا جا رہا تھا کہ وہ اس بدروح سے اپنا بیچیا کس طرح بچرائے۔ اب وہی بدروح اس کے لئے کارآمد اور اس کے پاس عمران کے لئے زندگی کا پیغام بن گئی تھی۔ اگر پاملا نہ بتاتی تو اسے واقعی کسی طور اس بات کا علم نہ ہو سکتا تھا کہ عمران ان دنوں کس مصیبت میں دوچار ہے اور شادی جیسی خوفناک بدروح کے مقابلے میں جوزف جیسے انسان کی بھی صلاحیتیں کم پڑ سکتی تھیں۔ لیکن اب پاملا کی مدد سے نہ صرف وہ عمران کو ان پریشانیوں اور مصیبتوں سے نکال سکتا تھا بلکہ اسے شادی جیسی بھینٹک اور پراسرار قوتوں کی مالک بدروح سے نجات بھی دلا سکتا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو جوزف۔ اپنا اگلا کام بتاؤ۔" پاملا نے جو اس کے سامنے کھڑی اسے غور سے دیکھ رہی تھی ایک بار پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف اپنے خیالوں سے نکل آیا۔

"دیکھو پاملا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے تمہیں جان بوجھ کر نہیں بلایا۔ تم اور تمہارا بچہ ڈاکٹر فادر پاشو لاس سے پاس آئے تھے۔ تم کہتی ہو کہ تم اس وقت تک جہاں سے واپس نہیں جانا سکتی جب تک تم میرے ستر کام پورے نہ کر دو۔ یہی بات ہے ناں۔" جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ یہی بات ہے۔" پاملا نے اطمینان میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو سنو۔ اب تم مجھے صرف جوزف نہیں آقا جوزف کہہ کر بلاؤ گی۔“ جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پاملا تمہیں آقا جوزف کہہ کر بلائے گی۔ آقا جوزف۔“ پاملا نے بغیر کسی تعامل کے کہا۔

”تم کنیز ہو اور ہر کنیز کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا کے ہر حکم کی تعمیل کرے اور اس سے جو پوچھے اس کا صحیح صحیح اور مکمل جواب بھی دے۔“ جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔“ پاملا نے زور زور سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سنو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اب تم ہر وقت یہ پوچھنے کے لئے میرے سر پر سوار نہیں کرو گی کہ میرا اگلا حکم کیا ہے۔“ فادر پاشولا نے تمہیں سات دنوں کا وقت دیا ہے۔ ان سات دنوں میں تمہیں میرے کام پورے کرنے ہیں۔ میں تمہیں جب بھی کہوں گا تب ہی تم میرے لئے کام کرو گی۔ ہو لو کیا تم میرے اس حکم کی تعمیل کرو گی۔“ جوزف نے اس کی طرف مسلسل گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں آقا جوزف کے اس حکم کی تعمیل کروں گی۔“ پاملا نے کہا تو جوزف کے چہرے پر اطمینان کے آثار پیدا ہو گئے جیسے وہ پاملا کو اپنے ذہب میں لانے پر کامیاب ہو گیا ہو۔

گڈ۔ اب مجھے تم شکاری اور اس شیطانی کتاب کے بارے میں مزید بتاؤ۔“ جوزف نے تھکاتے لہجے میں کہا۔

”تم جو مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دے سکتی ہوں آقا جوزف۔ خود سے کسی بات کا جواب دینا میرے بس میں نہیں ہے۔“ پاملا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ۔ میں اپنے پاس کو شیطانی کتاب اور شکاری کے سحر سے کیسے نجات دلا سکتا ہوں۔“ جوزف نے کہا۔

”شکاری نے تمہارے پاس عمران کو اپنے سحر میں بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ عمران نے چونکہ خود ہی شیطانی الفاظ پڑھے تھے اس لئے روشنی کے بنائیدہ فوری طور پر اس کی مدد کو نہیں آ رہے ہیں۔“

شاید وہ کسی خاص وقت کے انتظار میں ہیں اور نہ عمران ان سے مدد حاصل کرنے کہیں جاسکتا ہے۔ شیطانی الفاظ پڑھنے کی وجہ سے عمران کے ذہن سے مقدس نام اور مقدس کلام بھی مٹ گیا ہے۔ اس کا

دل و دماغ ان شیطانی الفاظ کی گہری شلاکت میں ڈوب چکے ہیں اس لئے سب سے پہلے اس کے دل اور دماغ کو پاک کرنا ہو گا۔ جیسے ہی عمران کا دل اور دماغ پاک ہو گا اسے روشنی کلام اور مقدس نام یاد آ جائیں گے اور وہ شکاری کے ہر قسم کے سحر سے بچا سکے گا۔ عمران کے

دل اور دماغ کو پاک کرنے کے لئے سب سے پہلے تمہیں اس کے جسم پر سات زخم لگانے پڑیں گے۔ ایسے زخم جن سے خون پانی کی طرح بہہ نکلے۔ پھر اس حالت میں جب عمران پر موت کی غلامی



ٹھاری ہو جائے تو تمہیں اس حالت میں اسے آب سرخ پلانا ہو گا۔  
 آب سرخ کے پیٹے ہی نہ صرف عمران کا دل اور دماغ پاک ہو جائے گا  
 بلکہ اس کے دھم بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ پھر شادی تو کیا کوئی بھی  
 شیطانی طاقت عمران کے نزدیک بھی نہ پھٹک سکے گی۔ شادی نے  
 عمران کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے نظروں کا قریب دے رکھا ہے  
 عمران کے ذہن سے تاریک پردے ہٹ جائیں گے اور اسے ساری  
 حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ پھر شادی جیسے ہی کسی لڑکی کا جسم  
 حاصل کر کے عمران کے قریب آنے کی کوشش کرے تو عمران اس  
 پر آب سرخ پھینک دے۔ آب سرخ کی وجہ سے شادی کا نہ صرف وہ  
 جسم جل کر راکھ ہو جائے گا جو اس نے اپنا رکھا ہو گا بلکہ اس کی  
 بدروح بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریکیوں میں غائب ہو جائے گی۔  
 پاملا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آب سرخ سے تمہاری کیا مراد ہے۔“ جوزف نے ساری بات  
 کچھ کر جلدی سے پوچھا۔

”تم شاید بھول رہے ہو آقا جوزف۔ گندی اور شیطانی بدروحوں  
 کو فنا کرنے کے لئے افریقہ کے درج ذیل جگہوں کے ایک سرخ پھل  
 کا رس بنو کر اپنے پاس رکھتے تھے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے  
 جسے وہ آب سرخ کہتے تھے۔ یہاں وہ پھل تو نہیں ہے لیکن ایک پھل  
 یہاں ایسا ضرور ہے جسے اگر بنو دیا جائے تو اس سے سرخ رنگ کا رس  
 حاصل کیا جاسکتا ہے اور وہ پھل اس ملک میں وافر تعداد میں پایا جاتا

ہے جسے اس دنیا کے لوگ انار کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔“ پاملا  
 نے کہا تو جوزف نے اطمینان کا ایک گہرا سانس لے کر اہلیات میں  
 سر ہلا دیا۔ جیسے انار کے بارے میں بتا کر پاملا نے اس کی بہت بڑی  
 مشکل آسان کر دی ہو۔

”اس شیطانی کتاب کا کیا ہو سکتا ہے جس کے بارے میں تم نے  
 کہا تھا کہ باس جب تک اس کتاب کے آخری شیطانی الفاظ نہیں  
 پڑھے گا وہ کتاب سے کسی صورت چھڑکارا حاصل نہیں کر سکے گا۔ تم  
 نے یہ بھی کہا تھا کہ کتاب کے آخری الفاظ پڑھنے سے باس بھی اسی  
 لئے ہلاک ہو جائے گا۔ کیا شیطانی لفظوں والی کتاب کو ضائع کرنے  
 یا اس سے بچھا چھڑانے کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔“ جوزف نے کہا۔

”بچھا چھڑانے کے لئے عمران کو کتاب کے آخری الفاظ پڑھ کر  
 اسے لامحالہ کسی دوسرے کے حوالے ہی کرنا ہو گا جس کے نیچے میں  
 عمران کی موت یقینی ہے۔ اگر عمران اس کتاب کو فنا کر دے تو اس  
 سے نہ صرف عمران کی جان بچ جائے گی بلکہ جوشکا جادو بھی ہمیشہ  
 ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔“ پاملا نے کہا۔

”اوہ۔“ یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کو کیسے فنا کیا  
 جاسکتا ہے۔“ جوزف نے جلدی سے کہا۔ پاملا کی بات سن کر اس کی  
 آنکھوں میں ہلک سی آنکھیں تھیں۔

”آقا جوزف۔“ یہ فلا جادو کی کتاب کو فنا کرنے کے لئے تمہارا  
 باس کو اس جگہ جانا ہو گا جہاں بدروح ٹھاری کا آقا مہاراجہ موجود

ہے۔ عمران کو کسی بھی طریقہ سے مہار پر بھوہری چند کو ہلاک کرنا ہو گا۔ مہار پر بھوہری چند کو ہلاک کر کے اگر عمران جو شکا جادو کی کتاب کو اس کے خون سے بھگو لے گا تو اس سے کتاب پر لکھے الفاظ مٹ جائیں گے اور پھر عمران اس کتاب کو اسی وقت جلا کر راکھ بنا سکتا ہے۔ پاملا نے کہا۔

”اوہ۔ کیا یہ کام ہاس کے سوا کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے اگر میں یا تم اس کتاب کو لے جا کر اس مہار پر بھوہری چند کے خون سے بھگو کر اسے جلانے کی کوشش کریں تو۔ جو زف نے کہا۔

”نہیں۔ جو شکا جادو کی کتاب عمران کے نام لگ چکی ہے۔ اس کو فنا کرنے کے لئے عمران کو اکیلے ہی یہ سب کچھ کرنا ہو گا۔ کوئی اور نہ اس علاقے میں جا سکتا ہے جہاں مہار پر بھوہری چند موجود ہے اور نہ ہی اس کتاب کو جلا سکتا ہے۔ پاملا نے کہا تو جو زف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اس کا مطلب ہے مجھے یہ سب باتیں ہاس کو بتانا ہوں گی۔ لیکن میں ہاس کے پاس جاؤں کیسے۔ اس پر تو شکاری سوار ہے۔ بھلا میری باتیں کون سنے گا۔ جو زف نے پریشان سے بچے میں کہا۔

”عمران جہاری بات حسب سنے گا اور مانے گا جب تم اس کے دل و دماغ کو پاک کر دو گے آقا جو زف اور اس کے لئے تمہیں وہی کرنا ہو گا جو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ پاملا نے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ ہاس کو سات زخم لگانے کے لئے مجھے اس پر حملہ کرنا ہو گا۔ جو زف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ پاملا نے کہا۔

”لیکن میں اپنے ہاس کی گھٹ پر حملہ کیسے کر سکتا ہوں اور وہ بھی ہاس کو شدید زخمی کرنے کے لئے۔ جو زف نے کہا۔

”یہ میں نہیں جانتی۔ پاملا نے سپاٹ لیجے میں جواب دیا تو جو زف بے اختیار اپنی پیشانی مسکنے لگا۔ عمران جو اس کا دوست اس کا ساتھی اور اس کا آقا تھا اس پر ہاتھ اٹھانے کا جو زف نے بھی خوب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اب پاملا کے کہنے پر اسے نہ صرف عمران کا مقابلہ کرنا تھا بلکہ اسے سات زخم بھی لگانے تھے جس کے بارے میں جو زف سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ خود میں اس قدر حوصلہ کہاں سے لائے کہ وہ اپنے گھٹ ہاس کے جسم پر سات زخم لگانے کی جرأت کر سکے۔

”ہوشیار۔ پاملا یہ بتاؤ ہاس اس وقت کہاں ہے اور وہ کونسی شکاری کیا کرتی پھر رہی ہے۔ جو زف نے سر جھٹک کر پاملا سے مطالبہ ہو کر پوچھا۔

”شکاری نے عمران کی ہمت توڑنے اور اسے جو شکا جادو کی کتاب کے آخری الفاظ پڑھنے پر مجبور کرنے کے لئے اس کے گرد گھومتا رہا۔ حصار قائم کر دیا ہے جس میں عمران ہی طرح سے بیٹھا جا رہا ہے۔



اسی طرح شکاری نے بذات خود عمران کے ساتھی طاہر کے پاس جا کر اس کے ذہن میں بھی یہ بات بٹھادی ہے کہ عمران ایک خطرناک قاتل ہے جس کا ذلہ رہنا انسانوں اور انسانیت کے لئے سخت خطرہ ہے۔ طاہر یعنی ایکسٹرو نے خود کو مکمل طور پر ایکسٹرو بنالیا ہے اور اس نے اپنے ساتھیوں کو عمران کی تلاش اور اس کی ہلاکت کا حکم دے دیا ہے۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی عمران کو ایک ہفاک، بے رحم اور خوفناک قاتل کے روپ میں دیکھ چکے ہیں اس لئے وہ بھی عمران کو ہر صورت میں تلاش کر کے اسے پکڑنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی عمران کی تلاش میں سرگرداں ہو چکے ہیں۔ ادھر عمران کے ذریعے شکاری عمران کی والدہ اور بہن تک پہنچنا چاہتی ہے۔ عمران کی والدہ چونکہ ایک تنگ اور پرگزیدہ خاتون ہیں اس لئے شکاری خود کو ٹھسی میں جا کر ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر پا رہی اس لئے اس نے عمران کا ہمارا لیا ہے تاکہ عمران کو ٹھسی میں جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ آسانی سے کو ٹھسی میں داخل ہو جائے۔ وہ عمران کے سامنے اس کی والدہ اور اس کی بہن کو شدید اذیتوں سے دوچار کرنا چاہتی ہے تاکہ عمران کو یقین ہو جائے کہ شکاری اپنی طاقتوں سے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ یہ سب عمران کی نظروں کا دھوکا ہو گا مگر شکاری کو یقین ہے کہ عمران اپنی والدہ اور بہن کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر یقیناً اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا اور وہ آسانی سے ہوشیار ہو کر کتاب کے آخری الفاظ پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کرنے پر تیار ہو

جائے گا اور یہی شکاری چاہتی ہے۔ پامال نے کہا تو جوزف نے ایک بار پھر جھڑپے مچائے۔ شکاری نے واقعی عمران کے گرد پری طرح سے گھٹنے کسنا شروع کر دیئے تھے۔

لیکن شکاری ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ شکاری عمران اور اس کے قریبی ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ پھر عمران کے ساتھی اسے تلاش کیوں کر رہے ہیں۔ جوزف نے ایک خیال کے تحت چونک کر پامال سے پوچھا۔

”میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا تھا کہ شکاری عمران اور اس کے قریبی ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرے گی مگر وہ انہیں شدید ترین دغی ضرور کر سکتی ہے۔ اگر عمران کا اپنے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہوا تو شکاری عمران کے ذہن میں اپنے بچے گاڑ دے گی جس سے عمران کو اپنے ساتھی اپنے دشمن نظر آنے لگیں گے اور اس کے ساتھیوں کی نظروں میں عمران ان کا سب سے بڑا دشمن ہو گا۔“ پامال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ“ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ واقعی عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کا نمراؤ ہو گیا تو ایسی صورت میں جبکہ وہ شکاری کے بحر میں گرفتار ہوں گے تو وہ ایک دوسرے کے لئے قدر خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

”کیا تم شکاری کا کوئی بد دوست کر سکتی ہو۔“ جوزف نے پوچھا۔  
”میں تو قاتل کے بعد پامال سے پوچھا۔“

”کیسا بندوبست“۔ پامالنے پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم جنگروں کو اٹھا کر افریقہ کے ویرانوں میں موجود ہزاروں سال پرانے سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلدل میں لے جا کر پھینک دو تاکہ وہ وہاں سے کبھی باہر نہ آسکیں۔“ جوزف نے کہا۔

”کیا یہ تمہارا حکم ہے اٹا جوزف۔“ پامالنے غور سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔“ پامالنے کہا۔

”تو جاؤ۔“ بخاری نے کہاں جتنے جنگارے بلارکھے ہیں ان سب کو لے جا کر سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلدل میں پھینک دو۔“ جوزف نے اس بار تھکنا نہ سمجھے میں کہا تو پامالنے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اسی وقت وہاں سے غائب ہو گئی۔ پامال کے غائب ہوتے ہی جوزف تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بھاگا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کی جیکٹ کی جیب میں کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے موجود تھے۔ وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ آندھی اور طوفان کی طرح کار میں بیٹھا سر عبدالرحمان کی کونٹھی کی جانب الٹا جا رہا تھا۔

پامالنے اسے بتا دیا تھا کہ عمران اپنی اماں بی اور ثریا کی وجہ سے کونٹھی کی جانب جا رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نادانستگی میں عمران کونٹھی جا کر اماں بی اور ثریا کو مصیبتوں میں مبتلا کرے۔ جوزف

عمران کو ہر صورت میں کونٹھی میں جانے سے روکنا چاہتا تھا اس نے وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ سر عبدالرحمان کی کونٹھی کے قریب سے گزرتا چلا گیا اور پھر اس نے کار سڑک کی سائیڈ پر روکی اور کار سے اتر کر سڑک پر آ گیا۔ کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اسے سڑک کے موڑ سے ایک ٹیکسی مڑتی دکھائی دی ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر جوزف کو عمران بیٹھا صاف نظر آ گیا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی جوزف اچھل کر سڑک پر آ گیا۔ اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور نے کار کو بریک لگا دیئے۔ کار کے ٹائروں کی آوازوں سے ماحول بری طرح سے بیخ اٹھا اور کار سڑک پر بری طرح سے گسکتی ہوئی عین جوزف کے قریب آ کر رک گئی۔ ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے عمران نے بھی جوزف کو دیکھ لیا تھا جبکہ ٹیکسی ڈرائیور جوزف کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ شاید جوزف کا قد کاٹھ دیکھ کر ٹیکسی میں بیٹھا رہ گیا تھا اور یہ ٹیکسی سے باہر آ کر شاید وہ جوزف کی اس حرکت پر شدید رد عمل کا اظہار کرتا۔

”باس۔“ جلدی سے ٹیکسی سے باہر نکلے۔ میں تمہیں آگے نہیں جانے دوں گا۔“ جوزف نے پیچھے ہونے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران غور سے جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”باس۔“ میں کہہ رہا ہوں ٹیکسی سے باہر نہ جلدی۔“ جوزف نے عمران کو خاموشی سے ٹیکسی میں بیٹھا دیکھ کر اور زیادہ تر پیچھے ہٹا۔ کہا۔ اسی لمحے جوزف نے عمران کے چہرے پر شدید تلافی کے آثار



پھیلنے دیکھے۔ عمران کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا ہو اور اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

"باس باس۔ کیا ہوا باس۔" جوزف نے باس کا ہڈوتا ہوا چہرہ دیکھ کر بوکھلا کر کہا۔ اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھول کر جوزف کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر جوزف بری طرح چونک اٹھا کہ اس بار عمران کی آنکھیں کبوتر کے پنوں کی طرح سرخ ہو گئی تھیں اور اس کا چہرہ غصے اور نفرت سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اچھل کر باہر آ گیا۔

"گڈ گاڈ۔ باس جلدی کرو باس۔ میرے پاس آ جاؤ۔" عمران کو ٹیکسی سے نکلنے دیکھ کر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کی نظریں بدستور جوزف پر گڑی ہوئی تھیں۔ وہ جوزف کو خوشخوار نظروں سے گھورتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔ اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور کو نہ جانے کیا سوچی کہ اس نے جلدی سے ٹیکسی موڑ کر نہایت تیزی سے واپس اس سڑک پر دوڑا دی جس طرف سے وہ آیا تھا۔

"تو تم میرا خون پینے کے لئے آئے ہو۔" منگالو قبیلے کے عرفیت۔ عمران نے جوزف کے سامنے آ کر اسے سرخ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جوزف عمران کا لہجہ سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس

نے غور سے عمران کی طرف دیکھا تو اسے عمران کے سر پر ایک بڑھیا کا سایہ لہراتا دکھائی دیا جس نے دونوں ہاتھوں کے ناشن عمران کے سر میں گاڑ رکھے تھے۔

"اوہ۔ تو تمہارے دامخ پر اس بد بخت بھاری نے پتھر گاڑ رکھے ہیں۔" جوزف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میرے دشمن ہو اور میں اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں تمہاری بوئیاں اڑا دوں گا۔" عمران نے جوزف کی بات ان سنی کرتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ بچتا عمران اس پر ہلکت بری طرح سے جھپٹ پڑا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر نیچے جھکتے ہوئے جوزف کی ٹانگوں پر اس زور سے ٹانگیں ماریں کہ جوزف کسی بھی طرح اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔

یہ آفسیر کالونی تھی اور اس طرف چونکہ عام گاڑیوں کا داخلہ ممنوع تھا اس لئے سڑک دور دور تک ویران نظر آ رہی تھی۔ تیس بجیں لڑ لڑانگ کے قابیل پر پرائیویٹ گاڑیوں کو روکنے کے لئے آئی راڈ لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے پرائیویٹ گاڑیاں آگے نہیں بڑھ سکتی تھیں اس راڈ کے دائیں بائیں سڑک محاذ موجود تھے جو طالع اس وقت اپنے کہنوں میں تھے۔ وہ بھی اس طرف نہیں دیکھ رہے تھے وہ وہ ایک دیو ہیکل سیاہ فام اور ایک عام سے نظر آنے والے انسان کو

اس طرح بیچ سڑک پر لڑتے دیکھ کر بھاگ کر اس طرف آجاتے۔  
 یوسف جیسے ہی نیچے گرا عمران نے پوری قوت سے اس پر  
 چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن اسی لمحے یوسف نے بجلی کی سی تیزی سے  
 دائیں طرف کروٹ بدل لی جس کے نیچے میں عمران منہ کے بل  
 سڑک پر گرا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ بروقت آگے نہ کر دیئے ہوتے  
 تو ٹخوں سڑک پر یقیناً اس کے بھرے کا بھر بن گیا ہوتا۔ زمین پر  
 گرتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن اس سے  
 پہلے یوسف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"رگ جاؤ باس۔ فار گاڈ سیک۔ میری بات سنو"۔ یوسف نے  
 عمران کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن عمران کے ذہن پر جیسے  
 خون سوار ہو چکا تھا جو یوسف کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔ غصے سے  
 اس کا چہرہ یکے ہوئے ٹائٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا یوسف پر  
 جا پڑا لیکن اس بار یوسف ہوشیار تھا۔ جیسے ہی عمران اڑتا ہوا اس کے  
 قریب آیا یوسف نے دونوں ہاتھ پھیلا کر یوں عمران کو دبوچ لیا جیسے  
 باز کو تڑ کو فضا میں دبوچ لیتا ہے۔ یوسف نے بجلی کی سی تیزی سے  
 ہاروں کو گردش دے کر عمران کو گراٹا چا پائین اسی لمحے عمران نے  
 اس کی پنڈلیوں پر ٹانگیں ماریں اور فضا میں اچھلا۔ دوسرے ہی لمحے  
 عمران کے ہاتھ یوسف کے کندھوں پر پڑے اور عمران کا جسم قلعہ  
 میں اٹھنا چلا گیا۔ یوسف پنڈلیوں پر ضرب کھا کر ایک لمحے کے

لڑکھڑاسا گیا تھا اور اس کی گرفت عمران پر ڈھیلی پڑ گئی تھی جس کا  
 فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران نے اپنے جسم کو اچھالا اور پھر وہ یوسف  
 کے اوپر سے ہو کر قلعہ بازی کھاتا ہوا یوسف کے سین عقب میں آ گیا۔  
 اس سے پہلے کہ یوسف مڑتا عمران نے پلٹ کر سر کی دور دار ٹکر  
 یوسف کی کمر پر ماری۔ یوسف کو ایک دور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر  
 ایک بار پھر زمین پر جا پڑا۔ اس نے بھی دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنا  
 چہرہ زخمی ہونے سے بچا لیا تھا۔ جیسے ہی یوسف گرا اسی لمحے عمران نے  
 اس کی کمر پر چھلانگ لگا دی۔ وہ پیروں کے بل یوسف کی کمر پر آ کھڑا  
 ہوا تھا اور دور دار جھٹکا لگنے سے یوسف کا سینہ اس بری طرح سے  
 زمین سے ٹکرایا کہ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ مٹی ٹھل گئی۔ شدید  
 تکلیف کی وجہ سے وہ جڑھا تو عمران اس کی کمر سے اچھل کر دوسری  
 طرف جا کر اگر پھر ان دونوں نے اٹھنے میں ایک ہی لمحے کی بھی دیر  
 نہیں لگائی تھی۔ یوسف جیسے ہی اٹھا عمران نے بھی کی سی تیزی سے  
 اٹھ کر قلعہ بازی کھائی اور اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر پوری قوت سے  
 یوسف کے سینے پر مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے یوسف نے بجلی  
 کی سی تیزی سے عمران کی ٹانگیں پکڑ کر اچانک عمران کے سینے پر اس  
 دور سے ٹانگ ماری کہ عمران کا جسم اوپری طرف اٹھنا چلا گیا۔ اس  
 سے پہلے کہ عمران کا جسم نیچے آتا یوسف نے بجلی سے چاروں طرف  
 گردش دی تو عمران کا جسم دل ہوتا ہوا ایک دھماکے سے ٹخوں  
 سڑک پر جا گرا اور دور دار ٹکر پانچواں کھانا چلا گیا۔



"جو زلف مجبور ہے ہاں۔ تمہارے ذہن پر بد بخت بدروح سے قبضہ ہمارا کیا ہے ورنہ جو زلف دی گہرے تمہارے لئے جان تو دے سکتا ہے مگر تم پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جو زلف نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران نے لیٹے لیٹے جھٹ لگائی اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جو زلف کی طرف آیا۔ جو زلف نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کے اس حملے سے بچنے کے لئے دائیں طرف پھلانگ لگائی مگر عمران بھی عمران تھا۔ اس نے اسی لمحے فضا میں قلابازی کھائی اور اس کا جسم تیزی سے اس طرف مڑ گیا جس طرف جو زلف نے پھلانگ لگائی تھی۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے جو زلف کی گردن کے عقبی حصے پر زور دار مکہ جڑ دیا اور قلابازی کھا کر پیروں کے بل زمین پر اکھڑا ہوا۔ گردن پر ضرب کھانے کی وجہ سے جو زلف کا جسم کمان کی طرح جھک گیا تھا۔ اس نے ہڈی مشعل سے خود کو گرنے سے سنبھالا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اسی لمحے عمران کی گھومتی ہوئی ٹانگ جو زلف کے پہلو پر پڑی اور جو زلف کسی پھر کی کی طرح گھوم گیا۔ عمران نے دوسری ٹانگ چلائی تو جو زلف فضا میں اچھلا اور اڑتا ہوا دور جا گیا۔ اس بار اس کے حلق سے تیز اور آہستہ دو دناک چیخ نکل گئی۔ عمران کی لڑاؤ دار ٹانگ اور سڑک پر گرنے کی وجہ سے اس کی جیسے باہاں کوئی اٹھی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین سے اٹھا عمران خود زمین سے اٹھنے کی طرح غراتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ عمران کی ٹانگ

ایک بار پھر حرکت میں آئی اور جو زلف کو اپنے سر پر قیامت سی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عمران نے ایک بار پھر جو زلف کے سر پر ضرب لگانے کی کوشش کی مگر جو زلف نے بھی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر اپنا جسم گھمایا اور اس بار اس کی ٹانگ عمران کی ٹانگ سے اس دور سے ٹکرائی کہ عمران بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گر گیا۔ اس بار بھی وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ عمران کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا مگر جو زلف کے چہرے پر اطمینان تھا۔ وہ عمران پر حملے کم اور اپنا دفاع زیادہ کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ عمران کے ذہن پر ایک ناپاک بدروح نے قبضہ کر رکھا ہے جس کی وجہ سے عمران کو دوست اور دشمن کی پہچان نہیں ہو رہی۔ وہ عمران کا وفادار تھا اس لئے وہ عمران کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن عمران پر تو جیسے جنون سوار تھا۔ وہ جو زلف کو اپنا بدترین دشمن سمجھ رہا تھا لیکن جو زلف بھی چونکہ عمران کے جسم پر سات زخم لگانا چاہتا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اسے بھی عمران پر جوابی کارروائی کرنی ہوگی ورنہ عمران جیسے انسان سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

اچانک عمران کا جسم تیزی سے حرکت میں آیا۔ جو زلف نے عمران کے وار سے بچنے کے لئے تیزی سے سائیڈ میں بدل لی لیکن عمران جو زلف کے قریب آ کر کسی لمحے کی طرح گھٹا لڑاؤ کا ہاتھ بڑھائی حرکت سے زلف کی ٹھیکوں سے ملنے لگا۔ لڑاؤ میں گھرایا۔ عمران سے بھی

جڑپ کر پٹک بچھینے کے وقفے میں عمران پر بالکل ایسی ہی ضرب لگائی جس کے نتیجے میں دونوں بری طرح سے لڑکھڑاکر کئی قدم پیچھے ہٹ چلے گئے۔ دونوں نے ہی ایک وقت خود کو گرنے سے سنبھال لیا تھا۔

عمران نے سنبھلتے سنبھلتے اچانک کسی پھلاوے کی طرح چھلانگ لگائی اور اس نے خوفناک فلائنگ کلک جوؤف کے سین سپٹا پر ماری تو جوؤف اور زیادہ بری طرح لڑکھڑا گیا۔ اس کا چہرہ شدید تکلیف کے تاثرات سے بگڑ گیا تھا۔ فلائنگ کلک مار کر عمران نے ایک کھلتا بازو کھائی اور جوؤف کو دائیں پہلو پر ایک بار پھر عمران کی فلائنگ کلک کھانا پڑی جس کے نتیجے میں وہ جھجھتا ہوا نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ جوؤف اٹھتا عمران نے زمین پر قدم جماتے ہی سڑک پر دو تین کروٹیں لیں اور جوؤف کے قریب آگیا اور پھر جوؤف کی چیخوں سے یکبارگی فضا تھرا اٹھی۔ عمران نے جوؤف کے قریب آتے ہی اس پر زور دار ٹھوکریں برسانا شروع کر دی تھیں۔ اس کی ٹانگوں کی ضربیں جوؤف کی پسلیوں پر یوں پڑ رہی تھیں جیسے کوئی تیز رفتار مشین حرکت میں آگئی ہو۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس نے قلابازی کھائی اور پھر وہ ایک دھماکے سے جوؤف کے سینے پر آگرا۔ جوؤف کے حلق سے دھماکا صراخ نکلی تھی اور وہ یوں تڑپنا شروع ہو گیا جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

عمران نے زمین پر آکر اس کے سر پر دو تین ٹھوکریں ماریں تو

جوؤف کے دماغ میں جیسے کچھ سوج روشن ہو گیا۔ اسے اپنا سر ناریل کی طرح ٹوٹا ہوا معلوم ہو رہا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور اسے اپنا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ عمران کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ جوؤف کی طرف ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اگر جوؤف کے جسم میں ہلکی سی بھی حرکت کے آثار نظر آئے تو وہ ٹھوکریں مار کر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دے گا۔ اسی لمحے سڑک کے موڑ پر انتہائی تیز رفتاری سے دو کاریں آکر رکیں۔ کاروں کے دروازے کھلے اور ان میں سے جو یا سمیت سیکرٹ سروس کے ممبر تیزی سے باہر آگئے اور پھر وہ دوڑتے ہوئے عمران کے قریب آگئے۔ ان کے چہرے حیرت اور غصے سے بگڑے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر عمران کا چہرہ اور زیادہ بھیاں لک اور خوفناک ہو گیا تھا جیسے وہ سب اس کے جوؤف سے بھی بڑے اور بدترین دشمن ہوں۔ عمران کے چہرے پر درد نگاہی اور اس کا خوفناک پن دیکھ کر وہ سب ہنسنے لگے تھے۔



سیکریٹ سروس کے ممبر ایکسٹرنل حکم سے عمران کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ انہوں نے عمران کے فلیٹ، رانا پاؤس اور ان تمام جگہوں کی چھان بین کر لی تھی جہاں ان کے خیال کے مطابق عمران مل سکتا تھا۔ سڑکیں کھنگالنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے تمام ہوٹل بھی چھان مارے تھے مگر عمران کا انہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

اس وقت سیکریٹ سروس کے ارکان دو کاروں میں ایک ساتھ ہی عمران کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ان میں سے ایک کار میں جو لیا، تنویر اور خاور تھے جبکہ دوسری کار میں صدیقی، چوہان اور نعمانی تھے۔ جو لیا کی کار آگے تھی جس کی ڈرائیونگ خاور کر رہا تھا جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی تھا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اگر عمران صاحب کو پکڑت ہو کیا گیا ہے۔“ خاور نے کہا۔

”اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور وہ پاگل ہو چکا ہے اور اسے کیا ہو سکتا ہے۔“ تنویر نے غصے سے لہجے میں کہا۔ وہ خاور کی سائیڈ والی سیٹ پر تھا جبکہ جو لیا پچھلی سیٹ پر بیٹھی گہرے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ سا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ غم اور کرب کے سٹے جلے آثار نظر آرہے تھے۔ خاور اور تنویر کے جملوں پر اس نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔

”نہیں۔ میرا دل نہیں مانتا کہ عمران صاحب پاگل ہو گئے ہوں گے۔“ خاور نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوشیہ۔ اگر وہ پاگل نہیں ہوا تو یہ سب کیا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو تنویر۔“ اچانک جو لیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا انداز بے حد سپاٹ اور ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ جو لیا کی آواز سن کر خاور اور تنویر چونک کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے کیونکہ جب سے جو لیا نے عمران کو صفدر پر گویاں بوساتے اور اسے ہلاک کرتے دیکھا تھا جو لیا کو جیسے چپ سی لگ گئی تھی۔ وہ ایکسٹرنل حکمران مجبور ہو کر ان کے ساتھ تو تھی لیکن خاموش اور ہر وقت کھوئی کھوئی سی لگتی تھی۔

”مس جو لیا۔ کیا یہ ضروری ہے کہ یہ سب کارروائیاں عمران صاحب ہی کر رہے ہوں۔“ خاور نے ہلکے مزے سے جو لیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف جو لیا بلکہ تنویر بھی

چونک پڑا۔

”کیا مطلب؟“ جو یانے چونکتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہاں کوئی دشمن سمیٹ کام کر رہے ہوں۔ ان میں سے کسی نے عمران صاحب کا میک اپ کر لیا ہو۔“  
خاور نے کہا۔

”میک اپ؟“ جو یانے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”جی ہاں۔ آپ خود سوچیں۔ اگر عمران صاحب نے ایسی کارروائیاں کرنی ہوتیں تو انہیں اس طرح کھلے عام اور وہ بھی میک اپ کے بغیر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صاف لگ رہا ہے جیسے کوئی عمران صاحب کو جان بوجھ کر ہماری نظروں میں بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔“ خاور نے کہا۔

”لیکن کسی کو کیا پڑی ہے کہ وہ عمران کا ہی میک اپ کر کے ایسی کارروائیاں کرتا پھرے؟“ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ تو میں نہیں جانتا۔ ہاں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے اس میں عمران صاحب کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔“ خاور نے ٹھوس لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کہیے کہہ سکتے ہو۔ صفدر کو عمران نے ہماری آنکھوں کے سامنے اٹوا کیا تھا۔ پھر وہ صفدر کو اٹوا کر کے اپنے ٹیٹ میں لے گیا اور ہم اس کے تعاقب میں تھے۔ اگر وہ عمران نہیں تھا تو کون تھا جو نہ صرف عمران کے انداز میں چل پھر رہا تھا بلکہ اس کی آواز اور لہجے

سے بھی واقف تھا اور پھر وہ عمران کے ٹیٹ میں پہنچ گیا تھا۔ پھر صفدر بھی ہمیں عمران کے ٹیٹ کے پچھلے حصے میں موجود کوڑے کے ڈھیر پر ملا تھا۔ ظاہر ہے اسے عمران نے ہی کھڑکی سے پھینکا ہو گا اس کے بعد جب ہم صفدر کو لے کر فاروقی ہسپتال کی طرف جا رہے تھے تب عمران اپنی سپورٹس کار میں ہمارے سامنے آیا تھا اور اس نے اندھا دھند ہم پر فائرنگ کر دی تھی۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہم بچ گئے ورنہ عمران نے ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور پھر اس عمران نے مس جو یانے کی کار میں موجود ہمارے سامنے صفدر کو زبردست فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا تھا۔“ تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”جہاڑی تمام باتیں اپنی جگہ بالکل صحیح اور درست ہیں تنویر۔ لیکن“ خاور کہتے کہتے رک گیا۔

”لیکن۔ لیکن کیا؟“ جو یانے فوراً ہی کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

”مس جو یانے معلوم نہیں کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ سب جان بوجھ کر ہمیں اٹھانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ عمران صاحب کو ہمارے سامنے لا کر ہمیں ذہنی ٹینشن دی جا رہی ہے تاکہ ہم صرف اور صرف عمران صاحب کے بارے میں ہی سوچتے رہ جائیں۔“ خاور نے اسی انداز میں کہا۔

”جیلا۔ اگر جہاڑی بات مان بھی لی جائے کہ کوئی ہمیں اپنی کار



پر لکھا رہا ہے اور عمران کے میک اپ میں یہ سب کرتا پھر رہا ہے لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود عمران کہاں ہے۔ کیا وہ ان سب واقعات سے لاعلم ہے۔ تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے اس کارروائی سے پہلے کسی نے عمران صاحب کو منظر سے ہٹا دیا ہو۔ وہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوں کہ انہیں اصل صورت حال کا علم ہی نہ ہو۔“ خاور نے کہا۔

”خاور۔ تمہاری یہ باتیں دل کو بہلانے کے لئے اچھی ہیں مگر مدلل نہیں ہیں۔ صرف اندازوں کی بنیاد پر عمران کو اور اس کی کارروائیوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور پھر تم کیوں بھول رہے ہو کہ چیف نے بھی ان تمام وارداتوں کا ذمہ دار عمران کو ہی ٹھہرایا ہے۔ اس کے حکم سے ہم عمران کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔“ انہی جوہیا نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ اسی لمحے اچانک سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار تیزی سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

”عمران۔“ جوہیا نے سپورٹس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ تنویر اور خاور کے ساتھ ان کے پیچھے موجود صدیقی، نعمانی اور چوہان نے بھی غائب عمران کو دیکھ لیا تھا۔ عمران کی کار نہایت تیزی سے سیدھی سڑک پر اڑی جا رہی تھی۔

”جلدی کرو خاور یہ عمران یا جو کوئی بھی ہے ہمیں ہر حال میں اس تک پہنچنا ہے۔“ جوہیا نے چیختے ہوئے کہا تو خاور نے کار کی رفتار

تیز کر کے عمران کی کار کے پیچھے ڈال دی۔ عمران کی کار آگے جا کر نہایت تیزی سے ایک دوسری سڑک پر مڑ گئی تھی۔ خاور کی کار کی رفتار تیز ہوتے دیکھ کر صدیقی نے بھی کار کی رفتار تیز کر دی تھی۔ وہ اندھی اور طوفان کی طرح کاریں دوڑاتے ہوئے اس دوسری سڑک پر پہنچے جس طرف عمران کی کار مڑی تھی مگر اب وہاں دور دور تک عمران کی کار نظر نہیں آرہی تھی حالانکہ وہ بھی سیدھی سڑک تھی اور کئی کلومیٹر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سڑک کے اطراف میں کوئی ذیلی سڑک بھی نہیں تھی جس طرف عمران کی کار کے مڑنے کا احتمال ہو سکتا تھا۔ وہ کاریں دوڑاتے رہے مگر عمران کی کار انہیں نہ ملنی تھی اور نہ ملی۔

”حیرت ہے۔“ یہ عمران صاحب کی کار آخر غائب کہاں ہو گئی ہے۔“ خاور نے حیرت سے پڑباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران کی کار سر عبدالرحمان صاحب کی کونٹری کی طرف گئی ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس سڑک کا اختتام واقعی اس سڑک پر ہوتا ہے جس طرف سر عبدالرحمان صاحب کی کونٹری ہے۔“ خاور نے کہا۔

”تو پھر جلدی کرو۔“ کار کی رفتار اور بڑھاؤ۔ عمران میں طوفانی رفتار سے کار کو اس طرف لے گیا ہے تجھے اس کے ارد گرد سے غائب نہیں آتے۔“ جوہیا نے پریشانی کے عالم میں بولنا شروع کیا تھا جبکہ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کار کی سپیڈ بڑھا دی۔ پھر سڑک کے منہ

کے قریب پہنچتے ہی انہوں نے بریک لگا دیئے کیونکہ انہیں عمران موز کی دوسری طرف سڑک کے نیچوں بچ کر وا دکھائی دے گیا تھا۔ اس کے سامنے سڑک پر جوزف بے حس و حرکت گرا پڑا تھا۔ عمران کے چہرے پر وحشت اور درندگی دیکھ کر انہیں یہ سمجھے میں ایک لمحے کی بھی در نہیں لگی تھی کہ جوزف کی حالت عمران کی ہی مرہون منت تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ سب تیزی سے کاروں سے نکل آئے تھے کاروں کے رکنے کی آوازیں سن کر عمران بھی پلٹ کر ان کی جانب دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر درندگی اور سفاکی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے وہ سب ہنٹھک سے گئے تھے۔

”ع۔ ع۔ ع۔ عمران۔ یہ تم۔ تم۔“ جو یانے عمران کے چہرے پر وحشت دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

”آؤ۔ آؤ۔ رک کیوں گئے ہو۔ تم سب کا بھی یہی حال کروں گا جو میں نے اس کالے دیو کا کیا ہے۔“ عمران نے ان کی جانب قہر بار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر ان سب کے چہرے حیرت اور پریشانی سے بگڑتے چلے گئے۔ عمران کا بدلا ہوا انداز ان کے لئے واقعی حیران کن تھا۔

”عمران صاحب۔ ہمیں چیف نے آپ کو لینے کے لئے بھیجا ہے۔“ صدیقی نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کون چیف۔ میں کسی چیف کو نہیں جانتا۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ تم ہوش میں تو ہو۔ اس کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر جو یانے درشتی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو ہوش میں ہوں لیکن میں تم سب کے ہوش ابھی گم کر دوں گا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ نہایت خطرناک انداز میں ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تو تم ہمارا مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔“ جو یانے اس کا خطرناک انداز دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تم سب کو ہلاک کر دوں گا۔ میرا نام عمران ہے عمران۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہٹ جاؤ تم سب۔ اگر یہ مقابلے پر اتر ہی آیا ہے تو آج میں اسے بتا دوں گا کہ تنویر کے بازوؤں میں اس قدر طاقت ہے جو اسے گھٹنے لیکنے پر مجبور کر دے گا۔“ تنویر نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے ان سب کو جیسے روکتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اچانک اور نہایت چھپتی سے عمران کی طرف پھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا جیسے ہی عمران کی طرف آیا عمران ناگفت گھوما اور اس نے لیفٹ ہک اس قدر تیزی اور زور وار انداز میں تنویر کے سینے پر مارا کہ تنویر اسی انداز میں اڑتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں پر جا پڑا۔ وہ پورے زور سے زور اور صدیقی سے ٹکرایا تھا اور ان دونوں کو لئے ہوئے دوسری طرف الٹ کر گر پڑا تھا۔

”عمران۔“ جو یانے حلق کے بل چیختی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے



درمیان انتہائی اعصاب شکن اور خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔  
 عمران کا چہرہ کیوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے چلے  
 اس قدر شدید، تیز اور خوفناک تھے کہ وہ کسی بھی طرح اپنا دفاع  
 نہیں کر پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سب عمران کے ہاتھوں شدید  
 زخمی ہو کر سڑک پر گر گئے۔ ان میں نعمانی، خادور، تنویر اور چوہان بے  
 ہوش ہو چکے تھے۔ صرف صدیقی اور جو لیا ہوش میں تھے مگر ان کے  
 بھرے بھی زخمی تھے۔ ان کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور  
 ان کی حالت ایسی تھی جیسے ان میں اٹھنے کی ذرا بھی سکت باقی نہ  
 رہی ہو۔ عمران جارحانہ انداز میں صدیقی کی طرف بڑھا کہ اچانک  
 اس کے دائیں کندھے پر ایک خنجر آگیا۔ عمران کے حلق سے خونخوار  
 بھیر پینے جیسی غراہٹ نکلی۔ وہ بجلی کی تیزی سے پلٹا لیکن اسی لمحے  
 ایک اور خنجر اڑتا ہوا آیا اور اس کے دائیں بازو میں بیوست ہو گیا۔

عمران کی طرف پلٹی لیکن اسی لمحے عمران کا ہاتھ گھومتا اور جو لیا کی کمر پر  
 پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ بری طرح چبھتی ہوئی نیچے جا گری۔ یہ دیکھ کر  
 نعمانی اور چوہان کے بھرے غصے سے بگڑ گئے۔ وہ جیسے ہی عمران کی  
 طرف بڑھے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ان پر چھلانگ لگا دی۔  
 عمران کی چھلانگ سے وہ بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے تھے اور عمران  
 ان دونوں کو لیتا ہوا بلیک وقت سڑک پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی  
 عمران جھپ کر اٹھا اور دوسرے ہی لمحے اس کی لات انتہائی تیزی سے  
 گھومتی ہوئی تنویر کے جھڑے پر پڑی جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔  
 ساتھ ہی عمران نے جسم کو گھما کر سر کی ٹکر نعمانی کے سینے پر مار دی  
 جو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ان دونوں کے حلق سے قہقہیں نکل  
 گئیں۔ عمران نے تیزی سے ہاتھ پیر چلاتے ہوئے دوسرے ساتھیوں  
 کو بھی بے دردی سے مارنا شروع کر دیا۔ پھر عمران نے اچھل کر تنویر  
 پر لات چلانا چاہی لیکن اسی لمحے خادور نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر زور  
 سے جھٹک دی جس کے نیچے میں عمران دھب سے منہ کے بل سڑک  
 پر گر پڑا۔ اسی لمحے تنویر نے چھلانگ لگائی اور عمران پر آگرا۔ عمران  
 نے اپنے جسم کو زور دار جھٹکا دیا تو تنویر الٹ کر ہوتا اور چوہان پر آ  
 گرا اور پھر وہاں جیسے طوفان بدلتیزی برپا ہو گیا۔ عمران کسی  
 چھلاوے کی طرح اپنے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ہٹے پہل تو سوائے  
 تنویر کے سب عمران کے حملوں سے اپنا بچاؤ کرتے رہے مگر پھر  
 عمران کا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ بھی غصے میں آ گئے اور ان کے

عمران کے داہنے کانڈھے میں دبوست ہو گیا۔ عمران کے حلق سے  
خونخوار بھیر پڑے جیسے آواز نکلی اور وہ بھلی کی سی تیزی سے پٹا۔ اسی لمحے  
جوزف نے اس پر ایک اور خنجر کھینچ مارا جو عمران کے دائیں بازو میں  
جانکا تھا۔

”تو تم ابھی زندہ ہو کالے دیو“۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے جوزف کے ہاتھ سے تیسرا اور پھر چوتھا خنجر نکل کر عمران کی  
طرف بڑھا لیکن عمران تیزی سے پھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا اور  
جوزف کا پھینکا ہوا خنجر سڑک پر جا گرا۔ عمران غراتا ہوا تیزی سے  
جوزف کی طرف آنے لگا مگر جوزف اب جیسے عمران کو کوئی موقع  
نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے عمران پر ایک اور خنجر صحیح مارا تھا۔  
عمران نے جیسے ہی اس خنجر سے بچنے کی لئے دائیں طرف پھلانگ  
لگائی اسی لمحے جوزف نے برق رفتاری سے یکے بعد دیگر دو مزید خنجر  
اس کی طرف پھینک دیئے۔ دونوں خنجر عمران کے بائیں بازو اور  
دائیں ٹانگ پر لگے۔ عمران ٹھٹھک سا گیا تھا۔ اس نے ٹانگ  
میں لگے ہوئے خنجر کو دیکھا۔ اسی وقت ایک اور خنجر اڑتا ہوا آیا اور  
اس کے دائیں پہلو میں جا لگا۔ اس بار عمران کے منہ سے سسکاری  
نہا آواز نکلی گئی تھی۔ عمران کے جسم میں پانچ خنجر گڑھے تھے اور وہ  
جوزف کی جانب خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ جوزف نے ایک اور  
خنجر بائیں ہاتھ میں لے کر عمران کی طرف پھینکا مگر اسی لمحے عمران  
بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ دوسرے ہی لمحے جوزف کا پھینکا

جوزف نے ایک زوردار جھرتی لی اور دوسرے ہی لمحے اس کے  
ذہن پر چھایا ہوا غبار نکلت نکلت دور ہوتا چلا گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر  
سڑک پر سیکرٹ سروس کے ممبران کو بے حس و حرکت پڑے دیکھ  
کر اس کے دماغ میں جیسے حیونٹیاں سی رینگنے لگی تھیں۔ عمران اس  
وقت صدیقی کی طرف جا رہا تھا۔

عمران جس کے دماغ پر خبیث بدروح نے قبضہ کر رکھا تھا اپنے  
بی ساتھیوں کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا جسے روکنا جوزف کے لئے بے  
حد ضروری ہو گیا تھا۔ جوزف نے جدی سے اپنی جیکبٹ کی سیسہ میں  
ہاتھ ڈال کر چھوٹے سائز کے کئی خنجر نکال لئے۔ پھر اس نے ایک خنجر  
کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں نوک کے سرے سے پکڑ لیا۔ اسی لمحے  
عمران صدیقی کے قریب پہنچا تھا جوزف کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے  
حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے خنجر نکل کر برق رفتاری سے



ہوا خنجر اس کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ عمران نے کہاں پھرتی کا ملاحظہ کرتے ہوئے خنجر کو فضا میں ہی دوچ لیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف عمران پر مزید خنجر پھینکا عمران نے خنجر اس پر کھینچ مارا۔ ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے جوزف پر چھلانگ لگا دی۔ جوزف نے نہ صرف خود کو خنجر کی زد سے بچا لیا بلکہ اس نے عمران کو چھلانگ لگاتے دیکھ کر اونچی چھلانگ لگائی اور پھر وہ عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا قلابازی کھا کر اس کے عقب میں آ گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی طرف مڑتا جوزف نے ایک اور خنجر عمران کی داہنی پٹلی میں اتار دیا تھا۔ چھٹے خنجر کے لگتے ہی عمران بکھٹ لڑکھڑا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا جوزف نے انتہائی تیزی سے ساتواں خنجر بھی پوری قوت سے عمران پر کھینچ مارا۔ عمران نے تیزی سے پٹنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور جوزف کا پھینکا ہوا خنجر اس کے سینے میں جڑوست ہوتا چلا گیا۔ عمران کے حلق سے دردناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے سڑک پر جا گرا اس کا جسم خون سے بھر گیا تھا۔ سات کے سات خنجر اس کے جسم کے مختلف حصوں میں جڑوست تھے جہاں سے خون بہا رہا تھا۔ عمران چند لمحوں کے سڑک پر گرا ہوا ہی ہے اب کی طرح تنہا رہا پھر وہ ساکت ہو گیا۔

عمران: "جو یاک دہشت زدہ چیخ سنائی دی جو زمین پر گری جوزف کو عمران پر خنجر برساتے دیکھ رہی تھی۔ عمران کو اس طرح

گرتے اور ساکت ہوتے دیکھ کر وہ حلق کے بل چیخ اٹھی تھی جبکہ عمران کو خنجر مار کر جوزف کھڑکیوں باپ رہا تھا جیسے وہ کئی کھو سیز کی دولا لگا کر آ رہا ہو۔ جو یاک کی چیخ سن کر وہ تیزی سے جو یاک کی طرف بڑھا۔

"اوہ۔ مس جو یاک آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔" جوزف نے جو یاک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھ۔ تم نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ تھ۔ تم تم۔" جو یاک نے جوزف کی طرف ہتھرائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور پھر شدت غم سے اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

"اوہ گاڑ۔ یہ تو سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اب میں ان کا کیا کروں۔ میرا تو پاس کو جہاں سے لے جانا ہے حد ضروری ہے مگر ان کو بھی میں اس حال میں جہاں نہیں چھوڑ سکتا۔" جو یاک بے ہوش ہوتے دیکھ کر جوزف نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس نے خاور کی کراہ سنی تو وہ چونک پڑا۔ خاور کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ شاید وہ پوری طرح سے بے ہوش نہیں ہوا تھا۔

"گاڑ گاڑ۔ خاور صاحب ہوش میں آئیں۔" جوزف نے کہا اور تیزی سے خاور کی طرف ایک چوٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر وہ ساتھیوں کو اور عمران کو خون میں مبتلا دیکھ کر اس کے ہجرے

پر بوکھلاہٹ ناپختہ لگی۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ عمران صاحب۔" خاور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کے جسم میں اسے خنجر گونے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا سارا جسم خون سے لپٹا ہوا تھا اور وہ یوں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جیسے اس کی رونا قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہو۔

"تم باس کی فکر مت کرو۔ ان سب کو اٹھاؤ اور جلدی = ہسپتال لے جاؤ۔ باس کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں اسے لے جا رہا ہوں۔" جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا تو خاور بوکھلا کر جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دوسروں کے مقابلے میں کم زخمی ہوا تھا اس لئے وہ آسانی سے اٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ عمران صاحب کے جسم میں خنجر۔ کیا تم نے عمران صاحب کو خنجر مارے ہیں۔" خاور نے بدستور عمران کی حالت دیکھتے ہوئے متوجس لہجے میں کہا۔

"یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ اپنے ساتھیوں کی فکر کرو۔ جلدی کرو انہیں ہسپتال پہنچاؤ۔" جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ خاور کا جواب سنے بغیر تیزی سے عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جلدی سے عمران کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر بھاگتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف۔ میری بات تو سنو۔" جوزف۔ تم عمران صاحب کو اس

حالت میں کہاں لے جا رہے ہو۔" جوزف۔ "خاور نے جوزف کو اس طرح عمران کو لے جاتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن جوزف بھلا اس کی آواز کہاں سننے والا تھا۔ اس نے کار کے قریب پہنچ کر تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر عمران کو پچھلی سیٹوں پر ڈالا اور دروازہ بند کر کے نہایت تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ دوسرے ہی لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور کار کے ٹائر زور سے چرچرائے اور پھر کار ایک جھٹکے سے توپ سے لگے ہوئے گولے کی طرح سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ جوزف نے کار کو فل سپیڈ پر چھوڑ دیا تھا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ ہلٹ ہلٹ کر پچھلی سیٹوں پر پڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جس کے زخموں سے بدستور خون بہہ رہا تھا اور عمران کا چہرہ جلدی کی طرح زرد پڑتا جا رہا تھا۔ پاملا کی ہدایات کے مطابق جوزف کو عمران کے جسم پر سات ڈھم لگانے تھے جہاں سے اس کے خون کا اخراج ہو سکے۔ عمران نے چونکہ نادانستہ طور پر ایک شیطانی کتاب کا منتر پڑھ لیا تھا جس کی وجہ سے اس کا دل اور دماغ ناپاک ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ روشنی کے خاص نمائندے جو ایسی صورت حال میں عمران کی مدد کرتے تھے پیچھے ہٹ گئے تھے جس کی وجہ سے عمران کے ذہن پر شکاری جیسی طاقتور اور سفلی بدروح نے پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ بدستور زندہ رہے گا۔ چنانچہ تھی کہ عمران اپنا مرضی سے اس کتاب سے آخری فیصلہ پڑھ کر کتاب اس کے حوالے کر دے جس نے اسے عمران جیو نہ



رہا تھا۔

پاملا نے جوزف کو بتایا تھا کہ جب جوزف عمران کے جسم پر سات زخم لگائے گا تو بدروح شکاری کا اس پر سے قبضہ ختم ہو جائے گا اور عمران کے جسم سے ناپاک خون خارج ہو جائے گا۔ عمران کو نئی زندگی دینے کے لئے اور اس کو پاک کرنا بے حد ضروری تھا اس لئے جوزف رانا ہاؤس سے نکلے ہوئے خنجر اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ دست بدست عمران سے لڑ کر اس کے جسم پر زخم لگانے کی کوشش کرے گا تو عمران جیسے انسان سے اول تو اس کا لڑنا ناممکن ہو گا بلکہ وہ کسی بھی طریقے سے عمران کو زخمی نہ کر سکے گا اس لئے اسے دھوکے یا پھر اس کی غفلت میں ہی اسے خنجر مار کر زخمی کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ جوزف نے ایسا ہی کیا تھا۔

دست بدست لڑائی میں وہ واقعی عمران کا مقابلہ نہیں کر سکا تھا اور عمران اسے زخمی کر کے بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر جوزف نے ہوش میں آتے ہی عمران کو ہونیا اور دوسرے ممبروں کی طرف متوجہ دیکھا تو اس نے عمران کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر اس پر خنجر کھینچ مارا۔ ساتواں خنجر گتے ہی عمران بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔ اب جوزف اسے جلد رانا ہاؤس میں لے جانا چاہتا تھا۔

جوزف نے عمران کو خنجر تو مار دیئے تھے مگر عمران کو خون میں لت پت دیکھ کر خود اس کے ہاتھ پیر پھولنے جا رہے تھے۔ وہ اس بات سے خوفزدہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ خون بہہ جانے کی

وجہ سے عمران راستے میں ہی ہلاک ہو جائے اس لئے وہ کار کو آندھی اور طوفان کی طرح اڑائے لئے جا رہا تھا۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے جوزف کا رنگ اور زیادہ سیاہ ہو رہا تھا اور اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور تھا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا ہاں۔ جوزف وہی گریٹ تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔" جوزف نے بہک مرر سے عمران کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر ہنست بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک چپکا سا ہوا اور جوزف کی سائڈ سیٹ پر اچانک پاملا نمودار ہوئی۔

"تم۔" پاملا کو سیٹ پر اچانک نمودار ہونے دیکھ کر جوزف کے منہ سے نکلا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ہاتھ اسلینرنگ پر بہک سے گئے تھے جس کی وجہ سے کار بری طرح ڈگڈگ گئی تھی مگر اس نے جلدی سے کار کو سنبھال لیا۔

"ہاں۔" مینا نے اچانک کام ختم کر لیا ہے۔ میں نے تمام بگاڑوں کو پکڑ کر افریقہ کے پرانے سیاہ کنوئیں کی سیاہ دلال میں دھکیل دیا ہے۔ اب وہ وہاں سے کسی صورت بھی باہر نہیں آسکیں گے۔" پاملا نے کہا۔

"گڈ۔ گڈ۔" جوزف نے کہا۔

"یہ تم نے اچھا کیا جوزف کہ تم نے عمران کے جسم سے خنجر نہیں نکالے۔ اگر تم جس کے جسم سے خنجر نکال دیتے تو شکاری عمران کو اسی حالت میں لے کر غائب ہو جاتی اور پھر اس کی سگایں میں

تمہیں دردِ بد بھٹنا پڑتا۔ پاملا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "اوہ۔ میں نے تو جلدی میں پاس کے جسم سے خنجر نہیں نکالے  
 تھے۔ ورنہ جو زلف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 "بہر حال۔ میں نے کہا ہے ناں کہ یہ اچھا ہو گیا ہے۔" پاملا نے  
 کہا۔

"شادی کہاں ہے۔ میں نے اس کے سائے کو دیکھا تھا جس نے  
 پاس کے سر پر اپنے پنجے گاڑے ہوئے تھے جس کی وجہ سے پاس ایک  
 خوشنوار درندہ بن گیا تھا اعد مجھے اپنا دشمن سمجھ رہا تھا۔" جو زلف نے  
 کہا۔

"شادی ہمارے پیچھے آرہی ہے۔ تم پر عظیم وجہ ڈاکٹروں کا سایہ  
 ہے اور پھر میں تمہارے ساتھ ہوں اس سے وہ چاہنے کے باوجود بھی  
 تمہارے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ پہلے اس نے عمران کے  
 دماغ میں اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے جس کی وجہ سے عمران کو تم ایک  
 خوفناک عفریت دکھائی دینے لگے تھے۔ شادی نے عمران کو حکم دیا  
 تھا کہ وہ ہر صورت میں تمہیں ہلاک کر دے۔ عمران تم کو ہلاک  
 کرنے ہی والا تھا کہ عین وقت پر اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے جس کی  
 وجہ سے شادی اور عمران کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔  
 شادی نے عمران کو حکم دیا تھا کہ وہ ان سب کو بھی ہلاک کر دے  
 جس کی وجہ سے عمران ان پر لوٹ پڑا تھا۔ ان دونوں کی غفلت کی  
 وجہ سے تمہیں عمران پر خنجر مارنے کا موقع مل گیا تھا ورنہ شاید عمران

اس قدر آسانی سے تمہارے قابو میں نہ آتا۔ بہر حال جیسے ہی تم نے  
 عمران کو ساتواں خنجر مارا اور عمران بے ہوش ہو کر گر پڑا تو شادی  
 نے اسے چھوڑ دیا تھا اور تم سے اور عمران سے وہ دور جا کر کھڑی ہو  
 گئی تھی۔ وہ اس انتظار میں تھی کہ تم جیسے ہی عمران کے جسم میں  
 دوسرے خنجر لگاؤ گے وہ عمران کو لے کر وہاں سے غائب ہو جائے گی  
 مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور عمران کو اسی حالت میں اٹھا کر کار میں  
 ڈال لیا جس کی وجہ سے شادی تمہارے پیچھے آنے پر مجبور ہو گئی۔  
 پاملا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے جیسے ہی میں پاس کے جسم سے خنجر  
 نکالوں گا وہ پاس کو لے کر غائب ہو جائے گی۔" جو زلف نے پریشانی  
 کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔" پاملا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو جو زلف کی فراخ  
 پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں۔ اسی لمحے اچانک جو زلف نے دور  
 سامنے سڑک کے عین درمیان میں بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے دیکھے  
 پتھر اس انداز میں سڑک پر پڑے تھے کہ پوری سڑک ہلاک ہو گئی  
 تھی اور آگے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پتھروں کو دیکھ کر جو زلف  
 نے کاری رفتار کم کر دی۔

"اوہ۔ یہ پتھر۔" جو زلف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یہ پتھر شادی نے سڑک پر رکھے ہیں۔ وہ کہاں سے آئے ہیں  
 دکانیں لانا چاہتی ہے کہ تم عمران کی بڑاقتی دکان سے بچو۔"



کر اس کے جسم سے فخر نکال دو۔" پاملانے کہا۔

"اوہ۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ میں اس بد بخت بد روح کو باس کو لے جانے نہیں دوں گا۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ کاری رفتار بد روح کم کرتا جا رہا تھا۔

"کار مت رو کو آقا جوزف۔ اگر کو تو میں ان ہتھوروں کو راستے سے ہٹا دوں۔" پاملانے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ جلدی کرو۔" ہٹاؤ دو ان ہتھوروں کو راستے سے بلکہ میری طرف سے اجازت ہے شکاری میرے راستے میں جو بھی رکاوٹ لانے کی کوشش کرے اسے شتم کرو۔ مجھے باس کو ہر صورت میں اس شیطانی بد روح سے بچانا ہے۔" جوزف نے حق کے بل بھیستے ہوئے کہا۔

"آقا جوزف کے حکم کی تعمیل پاملانے کا فرض ہے۔" پاملانے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے اچانک اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر سامنے کی طرف کر کے ہٹکا سا جھٹکا دیا تو اچانک سڑک پر پڑے ہوئے ہتھریکھت غائب ہو گئے۔ ہتھوروں کو غائب ہوتے دیکھ کر جوزف کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھرتی۔ اس نے کاری رفتار یکدم بڑھا دی تھی۔

"گڈ شو۔" جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اسی لمحے اچانک سڑک پر ایک دور دار دھماکہ ہوا اور جوزف نے سڑک کے درمیانی حصے کو غائب ہوتے دیکھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سڑک کا درمیانی حصہ ٹوٹ کر نیچے جا گر ہو اور وہاں ایک بڑی اور گہری کھائی بن گئی

۱۰۰۔

"کار مت رو کھانا جوزف۔ کار کو سڑک کے درمیانی حصے میں رکھو۔" پاملانے چیخ کر کہا تو جوزف نے جو اس کھائی کو نمودار ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر بوکھلا گیا تھا کار کو سڑک کے عین درمیان میں لے آیا۔ اسی لمحے پاملانے ایک بار پھر ہاتھ جھٹکا تو اچانک اس کھائی پر سیاہ رنگ کا ایک پل سا بنتا چلا گیا جو اس کنارے سے ہوتا ہوا سڑک کے دوسرے کنارے سے جا کر مل گیا تھا۔ یہ پل اتنا چوڑا تھا کہ اس پر سے ایک کار آسانی سے گزر سکتی تھی۔ جوزف تیزی سے کار کو چلاتا ہوا اس پل پر آگیا اور پھر کار انتہائی برق رفتاری سے اس پل کو کر اس کر کے دوسری طرف آگئی۔

"گڈ گاڈ۔" شکاری نے بڑا خوفناک وار کیا تھا۔ اگر تم پل نہ بناتیں تو یقیناً کار اس کھائی میں گر جاتی۔" جوزف نے سینے میں رکھا ہوا سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"شکاری تمہیں اور عمران کو ہلاک نہیں کرنا چاہتی آقا جوزف۔ وہ تمہیں صرف خوفزدہ کر رہی ہے تاکہ تم کار روک لو اور کسی طرح عمران کے جسم سے اپنے فخر نکال لو۔" پاملانے جوزف کو ہاتھ دے کر کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔" جوزف نے اس طرح میرے پیچھے ہٹ کر کہا جیسا کہ وہ کر سکتی ہے۔ کیا تم کسی طرح اسے اس وقت تک روک نہیں سکتیں جب تک کہ میں باس کو لے کر نکالوں اس میں۔" پاملانے

اور اسے آپ سرخ پلا کر پوری طرح سے سمورست نہ کر دوں۔  
یوسف نے پاملا سے مخاطب ہو کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

اس کے لئے مجھے شکاری سے باقاعدہ مقابلہ کرنا پڑے گا آقا  
یوسف۔ اس مقابلے میں میری جیت بھی ہو سکتی ہے اور ہار بھی۔  
اگر میں جیت گئی تو شکاری کو صرف کچے درے کے لئے مفلوج کر سکتی  
ہوں جبکہ شکاری کے پاس ایسی طاقتیں ہیں کہ وہ مجھے فنا بھی کر سکتی  
ہے۔ اگر میں شکاری کو مفلوج کرنے میں کامیاب ہو بھی گئی تو  
شکاری ایسا منتر پڑھ لے گا جس سے اس کا نہ صرف مفلوج پن ختم ہو  
جائے گا بلکہ اس کی طاقتیں کئی گنا بڑھ جائیں گی اور پھر وہ مجھے فنا  
کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔ ہاں اگر تم میری مدد  
کرنے کا وعدہ کرو تو میں شکاری کو ہمیشہ کے لئے مفلوج بنا سکتی  
ہوں۔ پھر وہ کسی بھی طرح میرے خلاف کچھ نہیں کر سکے گی۔ پاملا  
نے کہا۔

”اوہ۔ مجھے کیا کرنا ہو گا۔“ یوسف نے جلدی سے پوچھا تو پاملا  
اسے تفصیل بتانے لگی۔

”ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کروں گا۔ تم شکاری کو مفلوج حالت  
میں رانا ہاؤس میں لے آؤ۔ پھر میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا۔“  
یوسف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم یہاں سے نکل جاؤ۔ پاملا نے کہا اور اسی  
لمحے وہ غائب ہو گئی اور یوسف نے کار کی رفتار یکجہت مزید بڑھا دی۔

یوسف عمران کو لے کر نہایت تیزی سے رانا ہاؤس پہنچا تھا۔  
راستے میں اس نے عمران پر مسلسل نظر رکھی تھی جس کی حالت بے  
حد بگڑی ہوئی نظر آرہی تھی۔ رانا ہاؤس میں آتے ہی یوسف نے کار  
پورچ میں روکی اور جلدی سے عمران کو کار سے نکال کر کاندھوں پر ڈالا  
اور دوڑتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ مختلف کمروں  
سے گزر کر وہ ایک کمرے میں آگیا۔ اس نے ایک الماری کھول کر  
اس میں لگے ایک خفیہ ہٹن کو دیکھا تو شمالی دیوار پھٹ کر وہ  
جھلوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی اور وہاں دروازہ نما خلا سامنے گیا جس  
میں سیرمیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ یوسف تیزی  
سے سیرمیاں اڑتا چلا گیا۔ سیرمیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا  
یوسف نے دروازے کی سائیڈ پر لگے ہٹن کو دیکھا تو دروازہ خود کار  
طریقے سے کھل گیا اور یوسف ایک بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔



کمرہ ہال ملا تھا اور کسی بڑے آپریشن روم کی طرز کا معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں بہت سڑنچر پڑے تھے۔ جو ذف نے عمران کو ایک سڑنچر پر لٹا دیا اور پھر وہ عمران کی نبضیں دھیکہ کرنے لگا۔ عمران کی نبضیں چل رہی تھیں جیسے محسوس کرتے ہی جو ذف کی آنکھوں میں چمک نہی آگئی۔ پھر وہ تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے چند انجکشن اور خالی سرنگیں نکالیں اور انہیں لئے ہوئے تیزی سے عمران کے قریب آ گیا۔ اس نے خالی سرنگیں اور انجکشنز ایک میز پر رکھے اور اس میز کو عمران کے سڑنچر کے قریب کر دیا۔

فارغ اوقات میں جو ذف عموماً عمران سے بہت کچھ سیکھتا رہتا تھا عمران نے اسے انجکشن لگانا اور چھوٹے موٹے زخموں کا علاج کرنے کے تمام جدید طریقے بتا دیئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے جو ذف کو ادویات کا استعمال اور انجکشنوں کے بارے میں بھی پوری طرح سے بریپ کر رکھا تھا کہ کسی مرض یا تکلیف میں اسے کون سی ادویات اور انجکشنز استعمال کرنے ہیں۔ جو ذف نے الماری سے خون روکنے اور طاقت کے انجکشنز نکالے تھے اور پھر اس نے انجکشن سرنگوں میں بھر کر عمران کو لگائے شروع کر دیئے۔ انجکشن لگتے ہی عمران کے خون کا اصرار رک گیا تھا اور اس کے چہرے کی لاری بھی قدرے کم ہو گئی تھی۔ جو ذف نے ایک بار پھر عمران کی نبضیں دھیکہ کی۔

گڈ گاڈ۔ ہاں بس کچھ دیر اور پھر تم پوری طرح ٹھیک ہو جاؤ گی۔ جو ذف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ابھی بخاری کے ڈر سے عمران کے جسم سے فگنر نہیں نکالتے تھے کہ سہارا بخاری پاملا کے ہاتھوں بچ کر وہاں آجائے اور وہ عمران کو لے کر وہاں سے غائب ہو جائے۔ البتہ اس نے عمران کو ایک ایسا انجکشن ضرور لگا دیا تھا تاکہ فگنر زیادہ دیر عمران کے جسم میں رہنے کی وجہ سے اس کے جسم میں زہر پیدا نہ کر سکیں۔ سہند کے جو ذف عمران کو غور سے دیکھتا رہا پھر وہ مطمئن ہو کر عمران کو وہیں چھوڑ کر اس کمرے سے نکل آیا اور سیدھی پاں چڑھتا ہوا اوپر کمرے میں آیا اور پھر باہر آ گیا۔ وہ بازار جا کر آب سرخ یعنی قند حامی انار لانا چاہتا تھا۔ عمران کی جان کو فی الحال کوئی خطرہ نہیں تھا اس لئے جو ذف کار لے کر بازار نکل گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آ گیا۔ بازار میں اسے قند حامی سرخ انار تلاش کرنے میں وقت ضرور ہونی تھی مگر بہر حال اسے اچھے خاصے انار مل گئے تھے جن کا وہ باہر سے ہی دس لکھوا کر ایک کین میں بھر کر لے آیا تھا۔ جیسے ہی اس نے کار پورج میں روکی اور کار سے باہر نکلا اس نے ایک سیدھا دس بلا دیئے والی جگہ کو ٹکی اور پھر گن میں ایک دور مار دھماکے سے منیہ رنگ کی گولی ڈال کر پھر آگری۔ جو ذف نے ہر رنگ کر دیکھا تو وہ ایک جیسا رنگ نکل والی دھواں تھی جس کا جسم سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ بے ہوشانہ جس و حرکت تھی۔ وہ جیسے اپنا قلب آسمان سے چپے آ رہی تھی۔

جوزف تیز تیز چلتا ہوا اس بڑھیا کے قریب آگیا اور حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ بڑھیا کے وجود سے عجیب اور انتہائی ناگوار سرائڈ پھوٹ رہی تھی جس کی وجہ سے جوزف نے بے اختیار ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ اسی لمحے جوزف کے قریب پاملا نمودار ہوئی۔

”آقا جوزف۔ یہ شکاری ہے۔“ پاملا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی بات سن کر جوزف نے اختیار اچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”شکاری۔ تاریکیوں میں غلیظ بدروح۔“ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”ہاں۔ میں اسے تمہارے حکم سے مفلوج کر کے لے آئی ہوں۔ اب جلدی سے اس کے گرد اپنے خون کا دائرہ بنا دو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا مفلوج پن ختم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ میرے اور تمہارے لئے عذاب بن جائے گی۔“ پاملا نے کہا۔

”اوہ۔“ جوزف کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر جلدی سے اپنی جیکٹ کی جیب سے اس نے ایک خنجر نکال لیا۔ یہ آفری خنجر تھا جو اس کی جیب میں رہ گیا تھا۔

”جلدی کرو جوزف آقا۔ شکاری کے وجود میں حرکت شروع ہو گئی ہے۔“ پاملا نے چیخے ہوئے کہا تو جوزف فرش پر پڑی ہوئی بڑھیا کی جانب دیکھنے لگی جس کا وجود واقعی یوں لرز رہا تھا جیسے وہ جان کنی کے عالم میں ذبح کیا ہوا جانور لڑتا ہے۔ جوزف تیزی سے بڑھیا کے

قریب آیا اور اس نے خنجر سے اپنے دائیں بازو کی کلائی پر زخم لگا لیا۔ کلائی سے خون فوارے کی طرح بھوٹ نکلا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تکلیف سے جوزف کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا مگر اس نے تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ نیچے کیا اور جلدی سے بڑھیا کے گرد خون کا دائرہ بنانے لگا۔ جیسے ہی اس نے خون کا دائرہ مکمل کیا اسی لمحے بڑھیا کو ایک دور وار جھٹکا لگا اور اس کے حلق سے خوفناک پھنکاروں کی آوازیں نکلیں اور وہ یکھٹ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنے گرد خون کا حصار دیکھا تو وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر بری طرح سے چھٹنے لگی اور دائرے میں زخمی ناگن کی طرح اوپر اوپر اچھٹنے لگی۔ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر جوزف بوکھلا کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کی کلائی سے خون بدستور دھاروں کی طرح بہہ رہا تھا اور اس کی پیشانی تیزی سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

”بس آقا جوزف۔ شکاری اب قید ہو چکی ہے۔ اب یہ یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی۔ تم جا کر جلدی سے اپنے زخم کا علاج کرو۔ خون زیادہ بہہ گیا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔“ پاملا نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف کو جیسے اپنے زخم کا خیال آگیا۔ اس نے خنجر ایک طرف پھینکا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی زخمی کلائی پکڑی اور ایک بار پھر ہمارت کے اندر دھکی جسے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ نیچے جہ خائے میں اس نے الماری سے پینڈیٹنگ کا سامان نکالا اور ڈریسنگ کرنا شروع کر دی۔ احتیاط کے طور پر اس نے پین بھر خون روکنے اور طاقت بڑھانے



والے تین انجشن بھی خود ہی لگائے تھے۔ ڈریسنگ مکمل کر کے اس نے عمران کی طرف دیکھا جو بدستور ہے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جو ذف نے آگے بڑھ کر عمران کو اٹھایا اور اسے لئے ہوئے کمرے سے لٹکھا چلا گیا اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان تھا کیونکہ ایک تو پالما کی بد سے اس نے شیطانی بدروح کو اپنے خون کے حصار میں قید کر لیا تھا دوسرے اس نے عمران کی زندگی بھی بچائی تھی۔ اب اب سرخ سے اس کو نہلاتا اور اسے اب سرخ پلانا باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد عمران پوری طرح سے تندرست ہو کر ہوش میں آسکتا تھا اور یہ سب جو ذف کی کاوشوں سے ہوا تھا ورنہ شاید اس پوزیشن میں عمران کا زندہ رہنا ناممکن ہی تھا۔

مہار پر بھو کو ایک زور وار جھٹکا لگا اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں یکفخت آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح دھک رہی تھیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ مجھے اس قدر شدید جھٹکا کیوں لگا ہے اس جھٹکے کا تو یہی مطلب ہے کہ میری کوئی بہت بڑی شکتی فنا ہو گئی ہے۔“ مہار پر بھو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”پر تو میری کون سی شکتی فنا ہو سکتی ہے اور اس یوگ میں میری لکھتیوں کو کون فنا کر سکتا ہے۔“ مہار پر بھو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
 ”اچھا لکھے پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا پھر اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور آنکھیں بند کر لیں اور دو منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے لگا پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔

”ساروگی حاضر ہو۔ ساروگی۔“ اس نے چیخے ہوئے کہا۔ اسی لمحے

غار میں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک سربراہ رنگ کی بندریا بھاگتی ہوئی اندر آئی۔ یہ بندریا عام بندریوں سے قدرے بڑی تھی اور اس کے جسم پر گھنے سرخ بال تھے اور اس کا چہرہ سیاہ تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر انسانی لڑکی کی شبیہ تھی۔ اس بندریا نے جھٹک کر نہایت مؤدبانہ انداز میں مہار پر بھو کو پر نام کیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے گرد سرخ دھواں سا چھا گیا اور چند لمحوں بعد دھواں چھٹا تو وہاں بندریا کی بجائے ایک بد صورت اور انتہائی سیاہ رنگ کی لڑکی موجود تھی جس کا جسم البتہ اسی طرح گھنے سرخ بالوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دھلک رہی تھیں۔

"ساروگی حاضر ہے مہار پر بھو۔ اس خوفناک عورت نے شہاں سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ساروگی۔ ہم یہاں بیٹھے کالی دیوی کی پوجا کر رہے تھے۔ اچانک ہمارے جسم کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ہماری آفتاب کو تیز دھار آلے سے گھمائل کر رہا ہو۔ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کسی مہمان گیلی کی مہمان شکستیوں میں سے کوئی شکستی فضا ہو گئی ہو یا کر دی گئی ہو۔ تم ہمارے مہمان شکستیوں کی خبر رکھتی ہو۔ ہمیں بتاؤ ہمارے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے۔ ہماری کون سی شکستی فضا ہوئی ہے۔" مہار پر بھو نے خوفناک سرخ بالوں والی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں مہار پر بھو۔ ساروگی نے کہا اور اس نے پر نام کرنے والے انداز میں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر لیں اور پھر اس نے وہیں کھڑی رہ کر چاروں طرف گھومتا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر یقیناً ہے پناہ گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات نظر آنے لگے تھے۔

"غضب ہو گیا مہار پر بھو۔ ساروگی نے خوف سے بری طرح لرزتے ہوئے کہا۔

"ایک۔ کیا ہوا۔" اس کی گھبراہٹ دیکھ کر مہار پر بھو نے کہا۔ "شکاری کو فنا کر دیا گیا ہے مہار پر بھو۔" ساروگی نے اسی انداز میں کہا اور اس کی بات سن کر مہار پر بھو ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ حیرت اور خوف کی شدت سے بگڑنا چلا گیا تھا۔

"شکاری کو فنا کر دیا گیا ہے۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ساروگی۔ تم ہوش میں ہو تو۔" مہار پر بھو نے حلق کے بل مانجھتے ہوئے کہا۔

"ساروگی نے سچ کہا ہے مہار پر بھو۔ ساروگی نے جو دیکھا ہے وہی مہار پر بھو کو بتا رہی ہے۔" ساروگی نے کہا۔

"اوہ۔ پر اتنے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ شکاری کو فنا کیسے کیا جاتا ہے۔" مہار پر بھو نے اسی انداز میں کہا۔

"ساروگی نے دیکھا ہے مہار پر بھو۔ شکاری کو وچ ڈالوں سے چھیننے جیسے جوڑ لے کر دیوتا کے پر اسرار جنگلوں کے منہ میں قید کر دیتی ہے اپنے خون کے جھار میں قید کر دیتا تھا۔ پھر ایک دوسرے



ملش نے شکاری پر خون کے چھینٹے مار کر خوفناک عذاب دیا اور پھر اس پر آب سرخ ڈال کر اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے فنا کر دیا ہے۔ ساروگی نے کہا۔

”وہج ڈاکڑوں کا چھینٹا بیٹا جو ذف۔ کون ہے جو ذف اور وہ شکاری جیسی مہمان طاقت کو اپنے خون کے حصار میں کیسے قید کر سکتا ہے اور وہ کون ملش ہے جس نے شکاری کو خون کے چھینٹے مار کر عذاب دیا تھا اور اسے آب سرخ سے فنا کیا ہے۔“ مہار پر بھو نے غضبناک لہجے میں کہا تو ساروگی اسے شکاری کے عمران کے پاس جانے، اسے ذہنی طور پر اپنے قابو میں کرنے اور اس کے ساتھ خوفناک برتاؤ کرنے کے ساتھ ساتھ جو ذف اور جو ذف کے ساتھ پاملا کے بارے میں ساری تفصیل بتاتی چلی گئی جسے سن کر مہار پر بھو کا ہجر و حیرت اور غصے سے سیاہ پڑ گیا اور اس کی آنکھوں سے غصے سے چنگاریاں ہی پھوٹنے لگی تھیں۔

”اوہ لیکن شکاری نے اپنی مدد کے لئے وہاں جگروں کو بھی بلایا ہوا تھا۔“ مہار پر بھو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مہار پر بھو۔ وہ سب شکاری عمران کو ڈرانے اور دھمکانے کے لئے کر رہی تھی۔ شکاری عمران کے دل و دماغ پر اپنی روشنت بٹھانا چاہتی تھی۔ وہ چونکہ زہر و سستی عمران کو جو شکار جادو کے منتروں کی کتاب کا آخری منتر نہیں پڑھا سکتی تھی اس لئے وہ چاہتی تھی کہ عمران اپنی آنکھوں سے جہاڑی اور بہاؤ دیکھے اور جب شکاری اس کے ذہن

کو آزاد کرے تو اسے یہی معلوم ہو کہ ان ساری طاقتوں اور جہاڑی کے پیچھے عمران کا ہاتھ ہی ہے اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اس نے خود ہی اپنے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے اور ایسا اس شیطانی منتر کی وجہ سے ہوا ہے جو اس نے نادانستہ طور پر پڑھ لیا تھا تو وہ یقیناً دل برداشتہ ہو جاتا۔ شکاری اسے بار بار اور لگاتار ایسے جھٹکے دینا چاہتی تھی تاکہ عمران کو اپنی زندگی بوجھ اور دوسروں کی ہلاکتوں کا سبب لگنے لگے۔ وہ لامحالہ ایسی سخت اور خوفناک زندگی سے تنگ آ جاتا اور پھر شکاری اس کا کھانا پینا حرام کر دیتی۔ عمران کھانے کی جس چیز کو ہاتھ لگاتا وہ اس کے ہاتھ لگتے ہی جل کر راکھ ہو جاتی۔ پانی بھی پینے کی کوشش کرتا تو پانی بھی بھاپ بن کر اڑ جاتا جس سے عمران ذہنی طور پر اس قدر پریشان ہو جاتا کہ وہ خود کشی پر آمادہ ہو جاتا۔ سب سے تک کہ وہ اس عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے کتاب کا آخری منتر پڑھنے کو تیار ہو جاتا۔ شکاری نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ عمران کا ایک ساتھی ہے جو المریضہ کے جنگوں کا باسی اور عظیم وچ ڈاکڑوں کا چھینٹا ہے۔ خاص طور پر اسے ایک بہت بڑے وچ ڈاکڑ نے اپنا بیٹا بنا کر کھا ہے۔ ان تمام وچ ڈاکڑوں نے جو ذف پر اپنے سائے کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے اسے خاص طور پر شیطانی بدروہوں اور سفلی اور شیطانی طاقتوں کی مدد کا اور اعظم مدد ملتا ہے۔ وہ ہر وقت پناہ دے دے کے ان لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان اشو لوں کو لقمے کی صورت میں کاتا اور نگہا رہتا ہے۔ ان مرض

ایک خاص اشلوک کے گفتگو کی وجہ سے جو وجہ ڈاکٹر پاشولا اور اس کی بھانجی پاملا کو بلانے اور اس سے مدد مانگنے کے لئے ایک اشلوک پڑھا جاتا ہے جس کی وجہ سے وجہ ڈاکٹر پاشولا کا سایہ اور پاملا اس کے سامنے ظاہر ہو گئے۔ جوزف کو اس بھانجی پاملا نے ہی شکاری کے بارے میں بتایا تھا جس کی وجہ سے جوزف نے جو عمران کو اپنا پاس کہتا ہے کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر جوزف نے ہی پاملا کو حکم دیا تھا کہ وہ شکاری کو مفلوج کر کے اس کے قدموں میں لا پھینکے۔ پاملا اور شکاری کا آپس میں پھیلاؤ ہو گیا تھا۔ شکاری پاملا کو فنا کرنا چاہتی تھی جبکہ پاملا شکاری کو زندہ اور مفلوج حالت میں اپنے آقا جوزف کے پاس لے جانا چاہتی تھی۔ پاملا نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے شکاری کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ لیا تھا اور پھر اس نے شکاری کو دور دور سے زمین پر مار کر اس کی تمام طاقتوں کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد پاملا نے شکاری کو اس کی ٹانگ سے پکڑ کر الٹا لٹکا دیا اور ہزار سال پرانے کنوئیں میں لے گئی۔ اتفاقاً شکاری کی وجہ سے شکاری پاملا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ پاملا نے شکاری کو ہزار سال پرانے کنوئیں کے پانی میں ڈبو دیا جس سے شکاری مکمل طور پر بے بس اور مفلوج ہو گئی۔ تب پاملا نے اسے لے جا کر جوزف کے سامنے پیش کیا اور جوزف نے شکاری کے گرد اپنے خون کا حصار بنا دیا جس سے ٹھنکے کا شکاری کے پاس کوئی راستہ نہ تھا۔ ساروگی نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ بہت غلط ہوا ہے۔ بہت غلط۔ شکاری میری مہمان شیطانی طاقتوں میں سے تھی۔ اس کے فنا ہونے سے میری ہزاروں طاقتیں ختم ہو گئی ہیں۔“ مہار پر بھو نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں مہار پر بھو۔ شکاری کے فنا ہونے کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ ساروگی نے کہا۔

”ہونہ۔ سارو تم نے یہ بھی کہا ہے کہ عمران جس نے جو شکا جادو کا منتر پڑھ کر کتاب کو اپنی ملکیت بنایا تھا اس کے دل و دماغ کو بھی وضو کر پاک کر دیا ہے۔ اب جو شکا جادو کے منتروں وان کتاب پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔“ مہار پر بھو نے ایک خیال کے تحت چوسکتے ہوئے کہا۔

”پاملا نے ہی جوزف کو یہ راستہ دکھایا تھا مہار پر بھو۔ پاملا نے کہا تھا کہ اگر عمران کے جسم پر سات گہرے دھم لگا کر اس کا بہت سا خون ناسع کر دیا جائے تو عمران پر سے جو شکا جادو کے منتر کا اثر ختم ہو جائے گا اور پھر عمران کے جسم پر آب سرخ ڈالا جائے اور وہی آب سرخ اسے پلا دیا جائے تو اس سے عمران کا دل و دماغ دھل جائے گا یعنی جو شکا جادو کے منتر کا اس پر سے اثر مکمل طور پر ختم ہو جائے گا اور عمران جس کے سر پر روشنی کی دنیا کے عظیم نائنوڈوں کے ہاتھ ہیں وہ دوبارہ ان کے سامنے میں آجائے گا تو جو شکا جادو کے منتر پر جسے کی وجہ سے عمران سے اور اٹھ گئے تھے اور عمران سے ذہن سے لگی مقدس کلام اور نام مٹ گئے تھے۔ اس وجہ سے شکاری عمران پر



انسان پر حاوی ہو گئی تھی اور اس کے ذہن پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی ورنہ شاید وہ عمران کے قریب بھی نہ پھٹک سکتی تھی۔ اب عمران بچنے والا عمران بن گیا ہے جس کے قریب جانے سے بچنے شیطانی طاقتوں کو ہزاروں بار سوچنا پڑے گا۔ دہری بات جو شک جادو کے منتروں والی کتاب کی تو عمران پر سے اس کتاب کے منتروں کا اثر ختم ہو گیا ہے لیکن کتاب ابھی تک اس کی ملکیت میں ہے۔ وہ جب تک اس کتاب کے آخری منتر کو نہیں پڑھے گا کتاب سے بچھا چھوڑنا اس کے لئے ناممکن ہے۔ ساروگی نے کہا۔

پر تو۔ شاری نے جو طریقہ اختیار کیا تھا اس کا اثر تو عمران پر سے ختم ہو گیا ہے اور اسے ساری حقیقت کا بھی علم ہو گیا ہے پھر وہ اس کتاب کا آخری منتر پڑھنے پر کیوں مجبور ہو گا جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس منتر کے پڑھتے ہی اس کی مرضی ہو جائے گی۔ مہار پر بھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”عمران جیسے انسان کو توڑنے کے لئے شاری کا منصوبہ درست تھا مہار پر بھو۔ عمران انسانوں اور انسانیت کی فلاح کے لئے کام کرتا ہے۔ بے گناہ اور معصوم لوگوں کی ہلاکت کو وہ بالکل پسند نہیں کرتا۔ آپ نوگاردوں کی فوج کو اس شہر میں بھیج دیں جہاں عمران رہتا ہے۔ نوگارد وہاں عمران کے روپ میں جا ہی اور بربادی پھیلانیں گے اور جب بے پناہ بے گناہ انسانوں کی ہلاکت کریں گے تو عمران بری طرح بوکھلا جائے گا اور اسے جب معلوم ہو گا کہ تمام

جہاںیاں اور ہلاکتیں اس کی وجہ سے ہو رہی ہیں تو وہ ان جہاںیوں اور ہلاکتوں کو یقیناً روکنے کی کوشش کرے گا اور ان جہاںیوں اور بربادیوں سے شہر اور شہر کے لوگوں کو بچانے کے لئے اسے لامحالہ کتاب کا آخری منتر پڑھ کر اپنی مرضی کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔ ساروگی نے مہار پر بھو کو تجویز دیتے ہوئے کہا۔

”نوگاردے۔ او۔ نوگاردے تو پانال کی بھو کی بد رو میں ہیں جو بھڑکیوں اور خوشخوار دردوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کو آٹا فانا ختم کر دیں گے۔ مہار پر بھو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں مہار پر بھو۔ نوگاردوں کے سوا آپ کسی بھی شیطانی طاقت کو وہاں نہیں بھیج سکتے۔ وہاں جو زف اور اس کی کنیز پاملا ہے جو تمام شیطانی طاقتوں کو فنا کرنے کے راہ جانتے ہیں لیکن نوگاردے ایسی طاقتیں ہیں جن کو نہ کسی طرح سے روکا جاسکتا ہے نہ قید کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انہیں فنا کیا جاسکتا ہے بلکہ نوگاردے جو زف اور پاملا کو بھی نکل جائیں گے اور جو زف اور پاملا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ساروگی نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو ساروگی۔ مجھے وہاں نوگاردے ہی سمجھیں ہوں گے۔ پر تو۔ نوگاردوں کو پانال سے بلانے اور انہیں شہر کرنے میں میرا بڑا سے بڑا ہوا جائے گا اور پھر وہ پانال سے اہر کر بھیجتے بھی تو ناکلیں گے۔ وہ کیا ہیئت چاہیں گے۔ تو میں بھی

نہیں جانتا۔ مہار پر بھو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”بہر حال مہار پر بھو۔ ان نوگادوں کے سوا آپ کے پاس اب ایسی کوئی طاقت نہیں ہے جو کہ جوزف اور پاملا کی موجودگی میں اس علاقے میں جاسکے۔“ ساروگی نے کہا تو مہار پر بھو گہری سوج میں ڈوب گیا۔

”ہو نہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو ایسے ہی ہی ہیں۔ میں نوگادوں کو ہی پاتاں سے بلانے کا انتظام کرتا ہوں۔“ چند لمحے سوچنے کے بعد مہار پر بھو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے غار میں ایک تیز اور انتہائی کربہہ چیخ بلند ہوئی اور اچانک مہار پر بھو کے سامنے ایک عجیب اور بھیاں تک شکل والی عورت نمودار ہوئی۔ اس عورت کا چہرہ شکاری اور ساروگی سے کہیں زیادہ بھیاں تک اور ہیبت ناک تھا اس کے جسم پر سفید رنگ کا لباس تھا جو اس کی گردن سے لے کر پیروں تک جا رہا تھا۔ اس سیاہ بدروح کے سر پر بیلوں کی طرح دو مڑے ہوئے اور نوکیلے سینک بھی تھے۔

”مہاگنی۔“ سینکوں والی بدروح کو دیکھ کر مہار پر بھو نے بری طرح سے چوٹتے ہوئے کہا۔

”مہاگنی مہار پر بھو کو پر نام کرتی ہے۔“ سینکوں والی بدروح نے تیز اور چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”تم یہاں کیوں آئی ہو مہاگنی۔ کیا کام ہے مجھ سے۔“ مہار پر بھو نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”مہار پر بھو کی ہے ہو۔“ عظیم مہار پر بھو۔ ایک منٹ آیا ہے۔ وہ اپنا نام عمران بتاتا ہے اور اس کے پاس جو شکا جادو کی مہان کتاب بھی ہے اور وہ آپ سے ملنے کی اجازت چاہتا ہے۔“ مہاگنی نے اسی طرح جھپٹتے ہوئے مگر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران کا نام سن کر مہار پر بھو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کی حیرت جیسے بخند سی ہو کر رہ گئی تھی اور وہ مہاگنی کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے مہاگنی کی صحیح الدماغی پر شک ہو رہا ہو۔



عمران کے ذہن میں سنسناہٹ سی ہوئی اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے اور اندھے کنویں میں ڈوب کر ابھر رہا ہو۔ اس کے ذہن میں چھاتی ہوئی تاریکی چھٹی جا رہی تھی۔ پھر کچھ ہی دور بعد اس کے ذہن سے تاریکی یوں چھٹ گئی جیسے رات کے گھپ اندھیرے کے بعد دن نکل آتا ہے۔

پہلے تو عمران خالی الذہنی کی کیفیت میں زمین پر لیٹا کھلے آسمان کو گھورتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کے شعور کی دھندلی پرچھائیاں اس کے لاشعور پر چھاتی چلی گئیں۔ اس نے چونک کر اپنے قریب کھڑے جوزف کی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے قریب کھڑا مسرت بھرے جذبات سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر عمران جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”ابے شب دیجور کے آخری ستارے۔ اس کھلی قبر میں منکر نکیر کی

جگہ تم کیوں کھڑے ہو۔“ عمران نے جوزف کی طرف دیکھ کر اپنے مخصوص موڈ میں کہا تو جوزف کے چہرے پر جیسے کچھ عجائباں سی بکھرتی چلی گئیں۔

”اوہ۔“ تھینک گاڈ۔ باس آپ کو ہوش آگیا۔ نہ صرف ہوش آگیا بلکہ آپ پہلے جیسی پوزیشن میں بھی آگئے ہیں۔“ جوزف نے فرط مسرت سے چپختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے ذہن میں جھمکا سا ہوا۔ اسے اچانک یاد آگیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کیا ہوتا رہا تھا۔ ایک خبیث بدروح نے کس طرح اسے پریشان کر رکھا تھا۔ سارے منظر عمران کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھوم گئے تھے۔ پھر عمران کو آخری منظر یاد آیا جب شادی کے کہنے پر وہ اماں بی اور ثریا سے ملنے کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ کوٹھی کی طرف مڑتے ہی اچانک ایسی ڈرائیو نے بریک لگا دیئے تھے کیونکہ سڑک پر جوزف کسی کالے دیو کی طرح ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ اس نے سنا تھا کہ جوزف اسے ٹیکسی سے باہر آنے کے لئے کہہ رہا تھا مگر پھر اچانک اس کے دماغ میں تیز جھن کا احساس ہوا جس کی وجہ سے عمران کو اس وقت یہی محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی تاریک ہو گیا ہو۔ اس دوران کیا ہوا تھا اور وہ کیا کرتا رہا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اتنی دیر گہری نیند سو رہا ہو اور اس کے بعد اب اس نیند سے جاگا ہو۔ اسے لڑنا سارا جسم مہرغ طوں میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ خون کے ساتھ ساتھ اس کا لباس اور جسم

عجیب سے چچا ہاٹ آمیز مادے سے تھرا ہوا تھا۔

”یہ سب کیا ہے جو زف۔“ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے جو زف سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں نکلتے بے پناہ سنجیدگی گئی تھی۔

”میں نے آپ کے دل و دماغ کو پاک کیا ہے اور کچھ نہیں کیا۔“ جو زف نے جلدی سے کہا۔

”دل و دماغ کو پاک کیا ہے۔ کیا مطلب۔“ عمران نے چونک کر کہا تو جو زف جلدی جلدی اسے ساری حقیقت بتاتا چلا گیا جسے سن کر عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

”ہاں۔ میں نے پاملا کے کہنے پر آپ کو کھلے آسمان تلے لٹا دیا تھا پھر میں نے آپ کے جسم سے غنجر نکالے اور آپ پر آب سرخ ڈال دیا اس کے بعد میں نے آپ سرخ آپ کو پالا بھی دیا تھا۔ پاملا نے آپ سرخ میں عظیم درجہ ڈاکٹر یا گورا کے تالاب سے مقدس پانی بھی لا کر ملا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ کے جسم پر موجود تمام زخم بھی غائب ہو گئے۔“ جو زف نے کہا۔

”حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں اس قدر عجیب و غریب اور پراسرار حالات سے گزرنا نہا ہوں اور مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ اس بلد تو میں سفلی طاقتوں کے شکنجے میں پری طرح جکڑا گیا تھا۔ اگر اور پاملا یہ سب کچھ نہ کرتے تو میں شاید واقعی اس مرجھوہ اس شہید طاقتوں سے مار کھا گیا تھا۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں۔ اس بار تو واقعی آپ کی قسمت نے ہی آپ کا ساتھ دیا ہے ورنہ آپ کے سر پر جس طرح سے شکاری جیسی ہیبت ناک بدروح سوار ہو گئی تھی وہ آپ کو یقیناً اس حالت میں لے آتی کہ آپ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے۔“ جو زف نے کہا۔

”مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہوا ہے جو زف۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ہے جو میں اس قدر خوفناک مرحلوں سے گزرنے کے باوجود زندہ سلامت کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ واقعی مسبب الاسباب ہے اور ایک شیطانی بدروح کا مجھ پر حاوی ہونا اور اور قہار سے ڈر لینے پاملا جیسی بدروح کا مدد کرنا۔“ عمران نے عجز و انکساری سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب آپ غسل کر لیں تاکہ آپ کا جسم بھی آپ کے دل و دماغ کی طرح پاک ہو جائے۔ اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔“ جو زف نے کہا۔

”ضرور۔ لیکن پاملا اور شکاری کہاں ہیں۔ کیا وہ مجھے نظر نہیں آتیں۔“ عمران نے اور اور دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اسے یہاں سے ملاؤ کھائی دست پری تھی اور یہی شکاری جو کہ جو زف کے کہنے سے مطابق دلیں موجود تھیں۔ البتہ عمران کو عجیب جگہ غون کا نہ رہا اور ضرور دیکھائی دے رہا تھا جو یقیناً جو زف کا ہی غون تھا اور اس غون کے حصار میں اس نے شکاری جیسی شیطانی بدروح کو قید کر رکھا تھا۔



"شاری تو مجھے دکھائی دے رہی ہے لیکن پاملا کہاں ہے۔"  
عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے ابھی آپ کے سامنے آنے کا حکم دیتا ہوں نہ جوڑف نے کہا اور پھر اس نے دائیں طرف دیکھ کر عجیب سی زبان میں کچھ کہا تو اچانک عمران کو وہاں ایک سیاہ فام دہلی ہتھی لڑکی دکھائی دینے لگی جس کے جسم پر رنگ برنگے پرندوں کے پر تھے۔ اس کے سر پر بھی رنگ برنگے پرندوں کا تاج تھا اور وہ واقعی جوڑف کے ہی قبیلے کی معلوم ہو رہی تھی۔

"گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں بلیک بیوٹی۔ بالکل جہاری جوڑی دار معلوم ہو رہی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوڑف دانستہ گلے لگا۔

"ارے۔ یہ ابھی تم نے اسے ظاہر ہونے کے لئے کون سی زبان بولی تھی۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"یہ قدیم زمانے کی بدروحوں کی زبان ہے۔ اسے گاڈما کہتے ہیں۔ گاڈما زبان مجھے خاص طور پر میرے عظیم درجہ ڈاکٹر نے بدروح سے باتیں کرنے کے لئے سکھائی تھی۔ جوڑف نے فخرانہ سچے ہیں۔"

"کیا اس کی زبان میں نہیں کچھ سکنا۔" عمران نے کہا۔  
"نہیں ہاں۔ فوری طور پر تو میں آپ کو یہ زبان نہیں سکھاتا۔"

"اس لئے تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ غسل کر لیں۔" آپ کو شاری بھی دکھائی دے گی اور پاملا بھی۔" جوڑف نے کہا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ غسل کرنے اور لباس وغیرہ تبدیل کرنے کے لئے اندرونی کمرے کی طرف چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران واپس آیا تو وہ کافی فریض تھا۔ جوڑف بدستور صحنہ میں موجود کھڑا تھا اور کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران کی نظریں اسے خون کے دائرے پر پڑیں تو وہ بے اختیار ہونک چڑا کیونکہ اسے اسے دائرے میں سفید بالوں والی بڑھیا صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہی بڑھیا تھی جو عمران کے سامنے کسی سارقی کے روپ میں آئی تھی اور عمران نے اس پر الیکٹریٹریز فائر کی تو سارقی کا روپ بدل کر راکھ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ ہیبت ناک اور سفید بالوں والی بڑھیا عمران کے سامنے ظاہر ہو گئی تھی۔ شاری خون کے دائرے میں برقی طرح ناچتی اور چیخیں چلاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے شیشے کے بڑے ستون میں قید کر دیا گیا ہو اور وہ اس ستون سے نکلنے کے لئے بری طرح سے ہاتھ پیر مار رہی ہو۔ اس کا ہاتھ پہلے سے زیادہ بھیا ناک اور بگڑا ہوا تھا۔

"ہوشیار۔ تو یہ ہے وہ بد بخت شیطانی بدروح۔" عمران نے بڑھیا کی جانب غصیلی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ یہ بے حد طاقتور اور خوفناک بدروح تھی۔ اگر میری مدد نہ کرتی تو میں بھی شاید اس سے آپ کو نہ بچا سکتا۔ جوڑف

ہاں بعد میں آپ کو یہ زبان ضرور سکھا دوں گا۔ جو زلف نے کہا۔  
 "خوب۔ اس کا مطلب ہے بدروحوں کی زبان سیکھنے کے لئے  
 تجھے تم جیسی بدروح سے باقاعدہ یوشن لینا پڑے گی۔" عمران نے  
 ہنستے ہوئے کہا تو جو زلف بھی ہنس دیا۔ اسی لمحے پاملا نے اپنی زبان  
 میں جو زلف سے کچھ کہا تو جو زلف چونک کر اس کی بات سننے لگا۔  
 "کیا کہہ رہی ہے یہ۔" عمران نے پاملا کے خاموش ہونے پر  
 جو زلف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پاملا کہہ رہی ہے کہ شکاری کو جلد سے جلد فٹا کر دیا جائے۔ اگر  
 اس کے آقا مہاراجہ کو اس کے قید ہونے کا علم ہو گیا تو وہ اس کی  
 آزادی کے لئے کسی اور شیطانی ذریعہ کو یہاں بھیج سکتا ہے۔"  
 جو زلف نے کہا۔

"اوہ۔ پاملا سے پوچھو کہ اس نصیحت بدروح کو فٹا کرنے کے لئے  
 ہمیں کیا کرنا ہو گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 "کچھ نہیں باں۔ آپ اب سرخ جس میں عظیم وچ ڈاکڑ یا گورہ  
 کے مقدس تالاب کا پانی ملا ہوا ہے اسے آپ اس شکاری پر ڈال دیں  
 تو یہ ابھی فٹا ہو جائے گی۔" جو زلف نے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے اس قدر آسانی سے فٹا نہیں کرنا چاہتا۔ اس  
 نے تجھے جس قدر ذہنی عذاب سے گزارا ہے میں بھی اسے اسی قدر  
 اذیت ناک انداز میں تڑپا تڑپا کر فٹا کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے  
 نفرت بھری نظروں سے شکاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو زلف

نے ایک لمحے کے لئے عمران کی طرف دیکھا اور پھر وہ مڑ کر پاملا سے  
 اس کی زبان میں باتیں کرنے لگا۔  
 "باس۔ اگر تم اس بدروح کو تڑپانا اور اذیت دینا چاہتے ہو تو  
 اس پر خون کے کوڑے مارو۔ تمہارے خون کے کوڑے اس کے لئے  
 کسی بھی طرح خوفناک عذاب سے کم نہ ہوں گے۔" جو زلف نے پاملا  
 سے بات کرنے کے بعد عمران سے کہا۔  
 "خون کے کوڑے۔ یہ خون کے کوڑے کیا ہوتے ہیں۔" عمران  
 نے حیران ہو کر کہا۔

"تم اپنی انگلی پر ڈٹم لگاؤ اور خون کے چھینٹے اس بدروح پر پھینکو  
 تمہارے خون کے چھینٹے اس پر کوڑوں کی طرح برسیں گے اور یہ  
 انتہائی شدید اور خوفناک عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔" جو زلف نے  
 کہا۔

"لاؤ خنجر۔ میں اس رذیل بدروح کو اس خوفناک عذاب سے  
 ضرور دوچار کروں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو جو زلف نے  
 آگے بڑھ کر گرا ہوا وہ خنجر اٹھا لیا جس سے اس نے اپنی کلائی رخی کر  
 کے شکاری کے گرد خون کا حصار باندھا تھا اور اس خنجر کو وہیں  
 پھینک دیا تھا۔ عمران کو اس نصیحت بدروح پر واقعی شدید غصہ آیا  
 تھا جس نے اس کے ہاتھوں اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے سے  
 اسباب پیدا کر دیئے تھے اور انہیں یقینی ہلاکت کے قیدبند کر دیا تھا۔  
 عمران نے جو زلف سے خنجر لیا اور پھر اس نے اپنی شہادت کی انگلی پر



ایک کٹ لگایا جس سے اس کی انگلی پر خون کے قطرے اُبھرتے تھے پھر وہ خون کے حصار کے قریب آگیا۔ شکاری اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر ٹھٹھک گئی اور اس کی جانب خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔ نہیں۔ میرے قریب مت آؤ۔ رک جاؤ۔ وہیں رک جاؤ۔" شکاری نے عمران کی جانب خوف اور دہشت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بری طرح چیخ کر کہا۔

"کیوں۔ اب مجھ سے تم اس قدر کیوں ڈر رہی ہو۔ پہلے تو تم میرے سر پر سوار تھی اور اب چیخ رہی ہو۔" عمران نے دائرے کے قریب جا کر اس کی طرف نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"م۔ میں خود نہیں آئی تھی عمران۔ مجھے میرے آقا نے بھیجا تھا۔

میں اس کے حکم پر مجبور تھی۔ مجھے شہا کر دو۔ جانے دو مجھے یہاں سے

میں یہاں سے ہمیشہ کے لئے تارکیوں میں غائب ہو جاؤں گی اور پھر

کبھی بھول کر بھی یہاں نہیں آؤں گی۔ شہا کر دو مہاراج عمران۔

شہا کر دو۔" شکاری نے بری طرح سے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں رذیل بدروح۔ میں تمہیں محاف نہیں کر سکتا۔ میں تم

جیسی غیث بدروح کو تڑپا تو پا کر اور سسکا سسکا کر فنا کرنا چاہتا

ہوں۔" عمران نے غصہ ناک لہجے میں کہا تو شکاری بری طرح چھٹنے لگی

وہ عمران کو طرح طرح سے لالچ دے رہی تھی۔ اسے ڈانسنے کی

کوشش کر رہی تھی لیکن اب عمران پوری طرح نارمل ہو چکا تھا۔ وہ

بھلا اس کی باتوں میں کیسے آسکتا تھا۔ عمران نے انگلی کو جھٹکا تو خون کے چھینٹے شکاری پر جا گرے۔ شکاری نے خون کے چھینٹوں سے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن خون کا حصار زیادہ بڑا نہیں تھا اس لئے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی تھی۔ جیسے ہی خون کے چھینٹے شکاری پر پڑے اس کے حلق سے ایک ٹلک شگاف چھ لنگلی اور وہ نیچے گر کر اس بری طرح تھپنے اور جھٹنے لگی کہ اس کی خوفناک چیخوں سے دو دیوار ہلنے لگے تھے۔ اس کا وہ خون کے حصار میں کئے ہوئے مرغ کی طرح پھونکا شروع ہو گیا تھا۔

"جو زف۔" عمران نے شکاری کو بھیانک انداز میں چیلنے دیکھ کر جو زف کو پکارا۔

"بس پاس۔" جو زف نے کہا اور تیزی سے عمران کے قریب آگیا

وہ فرش پر پڑا ہوا آب سرخ کا کپین اٹھالایا تھا جس میں ابھی سرخ پانی

موجود تھا جو شاید اس نے تھوڑا سا بچایا تھا۔

"یہ بھیانک انداز میں چیخ رہی ہے۔ پاملا سے پوچھو کہ کس طرح

اس کی چیخوں کا ٹھٹھا گھونٹا جاسکتا ہے۔" عمران نے پریشان ہوتے

ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آپ شاید اس بات سے پریشان ہو رہے ہیں کہ اس

کی خوفناک چیخوں سے ارگرو کے بٹے والے لوگ۔" اور یہ کہنے

جو زف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں کہاں آبادی ہے جس طرح یہ دہشت چم رہی ہے

لوگ خوفزدہ ہو کر سڑک پر آجائیں گے اور پھر اس کی بھیانک شخصیت سن کر کمزور دل افراد اور بچے ڈر بھی سکتے ہیں۔" عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں تشویش تھی۔ اس کی بات سن کر جوزف بے اختیار ہنسنے لگا تھا۔

"یہ کیا بات ہوتی۔ تم نہیں کیوں رہے ہو۔" عمران نے اس کے ہنسنے کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ بدروح ہے۔ اس کی چٹخیں صرف میں اور آپ ہی سن سکتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق ہم سے ہے۔ اگر یہاں کوئی آجھی جائے تو نہ ہی وہ ان بدروحوں کو دیکھ سکے گا اور نہ ان کی آوازیں سن سکے گا۔" جوزف نے کہا تو عمران نے اشیات میں سر ہلا دیا۔

شکاری اسی طرح پڑی ہولناک انداز میں چیخ اور تڑپ رہی تھی۔ عمران اس پر خون کے پھینٹے گراتا رہا جس سے شکاری کی چیخوں میں ہزاروں گنا اضافہ ہو گیا تھا اور وہ باہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔ اس کے جسم کے جس حصے پر عمران کے خون کا قطرہ گرتا تھا وہاں سے نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھتا اور شکاری کو جیسے اپنے وجود میں آگ سی بھڑکتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر پھٹنے لگتی۔ وہ زمین سے کسی کئی فٹ اونچا اچھل رہی تھی لیکن ہر بار وہ اس دائرے کے اندر ہی گرتی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی عمران اسے کسی فواد کی کانٹوں والے کولاروں سے دبا ہوا جیل کی ہر طرف سے اس بدروح کا وجود اور مزہ باندھو۔

"ہاں۔ 30 یہ کہیں مجھے دو۔ میں اس کا قصہ تو پاک کروں۔" عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اسے آب سرخ کا کین دے دیا۔ کین کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے کین کو پکڑا اور کین میں موجود آب سرخ کو اس نے شکاری پر الٹ دیا۔ جیسے ہی آب سرخ شکاری پر گر ایک زور دار کڑا کا ہوا اور زور سے زمین کا پنی اور پھر اچانک ایک دھماکے سے شکاری کا وجود سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

"خس کم جہاں پاک۔" عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور خالی کین ایک طرف اچھال دیا۔

"جوزف۔ اس خبیث بدروح کو تو میں نے فنا کر دیا اور تم نے میرے دل و دماغ کو بھی پاک کر دیا ہے اور مجھ پر سے شیطانی کتاب کے شیطانی منتر کا اثر بھی ختم ہو گیا ہے لیکن میں اس شیطانی کتاب کا کیا کروں۔ وہ تو بدستور میرے پاس ہے۔ میں نے اس کتاب کو جلائے اور اسے خود سے دور کرنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر کتاب ہر بار میرے پاس آجاتی ہے۔ میں نے جب فصل کر کے لباس تبدیل کیا تو پرانے لباس کی جیب سے کتاب نکل کر میرے پاس آئی۔ اس لباس کی جیب میں آگئی ہو اب بھی یہ لباس ہے۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس کتاب سے اگر آپ چھپا چھپا پتہ چلے تو آپ کو



شکاری کی طرح اس شیطانی کتاب کو بھی فنا کرنا ہو گا۔ جو زف نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو بتاؤ مجھے اس کتاب کو ختم کرنے کے لئے کیا کرنا ہو گا۔“  
عمران نے پوچھا۔

”اس کتاب کو آپ اس صورت میں ختم سکتے ہیں جب آپ اس کتاب پر شیطان مہار بھو ہری چند کا خون ڈالیں گے۔ مہار بھو کے خون کی وجہ سے کتاب پر لکھے ہوئے الفاظ مٹ جائیں گے اور پھر اس کتاب کو آپ کے لئے جلانا کچھ مشکل نہیں ہو گا۔ جو زف نے کہا۔

”ہو نہ۔ مہار بھو تو کافرستان کے نہ جانے کن غیر آباد اور ویران جنگلوں میں ہو گا۔ میں اس کو تلاش کرنے کہاں جاؤں گا۔“ عمران نے ہنس چماتے ہوئے کہا۔

”آپ کہیں تو ہیں پاملا سے بات کرنا ہوں۔“ جو زف نے عمران کی پریشانی سمجھ کر کہا اور پھر وہ پاملا سے مخاطب ہو کر بات کرنے لگا۔  
”چند لمحے وہ پاملا سے باتیں کرتا رہا جس کا پاملا بھی جواب دے رہی تھی۔ پھر جو زف عمران کی طرف مڑا۔

”کیا کہتی ہے پاملا۔“ عمران نے جو زف کی جانب اشتیاقی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”پاملا کہہ رہی ہے کہ وہ آپ کو اس علاقے میں پہنچا دے گی جہاں مہار بھو موجود ہے مگر ایک تو وہ علاقہ انتہائی دشوار گزار اور خوفناک ہے۔ وہاں ہر طرف گہری کسانیاں ہیں اور خاص طور پر وہاں ہر

طرف زہریلے سانپ اور ہتھک پھیلے ہوئے ہیں جن کا کام پانی بھی نہیں مانگتا۔ اس کے علاوہ ان علاقوں میں مہار بھو ہری چند نے بے شمار شیطانی ذریعات کو بھی پھیلا رکھا ہے جو اس کی حفاظت کرتی ہیں۔“ جو زف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔  
”تو پھر۔“ عمران نے کہا۔

”پاملا آپ کو زیادہ سے زیادہ اس علاقے کی سرحد تک پہنچا سکتی ہے۔ اس سے آگے وہ کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ اس سے آگے جانا اس کے لئے عذاب بن سکتا ہے۔ مہار بھو اپنی شیطانی طاقتوں سے اسے بھی اپنے پاس قید کر سکتا ہے۔ آپ کو راستہ بنا کر خود ہی آگے جانا ہو گا۔ مہار بھو ان پہاڑی علاقوں کے کس غار میں موجود ہے یہ بھی آپ کو خود ہی دیکھنا ہو گا۔“ جو زف نے کہا تو عمران سوچ میں ڈوب گیا۔ اس بار واقعی وہ ان عجیب و غریب اور پراسرار چکروں میں اس ہی طرح لٹھ گیا تھا کہ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی بالکل ہی ماؤف ہو کر رہ گئی تھی۔ شکاری جیسی شیطانی بدروح کو تو اس نے فنا کر دیا تھا مگر اس کے لئے اس شیطانی کتاب جو فکا جاوے کے علاقوں سے بھی بچھیا پھرانا ضروری تھا۔ وہ اس کتاب کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ ہر معاملے میں جو زف اور پاملا اس کی مدد کرتے آئے تھے مگر اب مہار بھو ہری چند تک پہنچنے اور اسے تلاش کرنے کا ہلاک کرنے کے مسئلے میں وہ اس کا ساتھ دیتے ہوئے ضروری تھے۔  
”ہے تجھے۔“ عمران کافی دن سوچتا رہا پھر اچانک سمجھا اس کے ذہن میں

کو نڈا سا بکا اور وہ بری طرح سے چونک پڑا اور اس کی آنکھیں بے اختیار پھٹنے لگی تھیں۔

”کیا ہوا باس۔“ جوزف نے عمران کو اس بری طرح سے چومتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونا کیا ہے۔ علی نے انڈا دے دیا ہے اور پوچھے اس انڈے کو سینکے کے لئے لپچتے پھر رہے ہیں۔“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو جوزف کے چہرے پر اور زیادہ حیرت پھیل گئی۔ وہ عمران کی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے شادی جیسی کسی اور خبیث بدروح نے ایک بار پھر عمران کے دماغ پر قبضہ کر لیا ہو جس کی وجہ سے عمران اس قدر عجیب اور احمقانہ بات کر رہا تھا۔

”اے شب دیو کے دم دار ستارے۔ میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہا ہے۔ اپنی بلیک بیوٹی کی طرف دیکھ جو حیرت بھری نظروں سے تیری طرف دیکھ رہی ہے کہ تو کب اس سے شادی کرے گا اور کب اس کے بچوں کا باپ بنے گا۔“ عمران نے اسی انداز میں کہا تو جوزف کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ ہونٹوں کی طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ عمران کا دماغ ایک بار پھر خراب ہو گیا ہے۔ اس کی شکل دیکھ کر بے چلپٹے ہوئے بھی عمران ہنس پڑا تھا۔

”باس۔ غار گاڈ سیک۔“ باس تم ٹھیک تو ہونا۔“ جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اگر ٹھیک ہوتا تو اس طرح دو دو بدروحوں کے سامنے نہ کھڑا ہوتا۔ کسی جنگل میں جنگلیوں کے ساتھ رہا سمبارقص کر رہا ہوتا اور تیرے گنے سر پر طبلہ بجا رہا ہوتا۔“ عمران نے جوزف کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا تو جوزف کی شکل واقعی رونے والی بن گئی جسے دیکھ کر عمران قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا تھا تو جوزف کے چہرے پر اطمینان آ گیا تھا۔

”گڈ گاڈ۔“ باس میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ شادی نے ایک بار پھر زندہ ہو کر تمہارے دماغ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس بار تم شادی کے کہنے پر مجھے کسی بھی صورت زندہ نہیں چھوڑو گے۔“ جوزف نے کہا تو عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا۔ اب اپنی بلیک بیوٹی سے پوچھو کہ وہ میرے چند سوالوں کا جواب دے سکتی ہے۔“ عمران نے کہا تو جوزف نے پاملا سے یہی بات پوچھی تو پاملا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پوچھو باس۔ تم پاملا سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ جوزف نے پاملا کی بات سن کر مطمئن لہجے میں کہا۔

”سب سے پہلے پاملا سے یہ پوچھو کہ یہ مجھے کتنے وقت میں ہمارے پر بھوہری چند کے شیطانی علاقے میں پہنچا سکتی ہے۔“ عمران نے کہا تو جوزف نے پاملا سے پوچھا۔

”پاملا کہہ رہی ہے کہ یہ آپ کو پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں وہاں پہنچا دے گی۔“ جوزف نے پاملا کا جواب سن کر عمران کو بتایا۔



”اگر میں وہاں جا کر کسی طرح مہار بھو کو ہلاک کر دوں تو کیا یہ اسی طرح مجھے وہاں سے واپس بھی لا سکتی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔  
”ہاں واپس لا سکتی ہے۔“ جوؤف نے پاملا سے پوچھ کر جواب دیا۔

”گلا۔ اب یہ بتاؤ کہ میرے علاوہ شکاری نے جن افراد کے ذہنوں پر قبضہ کیا تھا کیا وہ شکاری کے حرم سے آزاد ہو گئے ہیں یا انہیں بھی زخمی کر کے آپ سرخ سے غسل دینا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔  
”نہیں باس۔ پاملا کہہ رہی ہے کہ شکاری کے فنا ہوتے ہی ان سب کے ذہنوں سے شکاری کا سحر ختم ہو چکا ہے جو آپ کے دشمن بنا دیے گئے تھے۔ ان میں طاہر صاحب بھی شامل ہیں اور سیکرٹ سرورس کے ممبران بھی۔“ جوؤف نے کہا۔

”گلا۔ گویا میں اس پراسرار اور سفلی محاذ کے خاتمے کے بعد اپنے ساتھیوں کو منہ دکھا سکتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوؤف نے اشیات میں سر ہلا دیا۔

”اوہ ہاں۔ ایک اہم بات تو میں پوچھنا بھول ہی گیا تھا۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”پوچھو باس۔ پاملا جہادی ہر بات کا جواب دے سکتی ہے۔“ جوؤف نے جلدی سے کہا۔

”جوؤف۔ جو شکا جادو کی شیطانی کتاب فارن انجیل کے پارسل تبدیل ہونے کی وجہ سے مجھ تک پہنچی تھی۔ جو شکا جادو کے شیطانی

الفاظ انتہائی قدیم اور عجیب سی زبان میں تحریر تھے پھر میں نے وہ الفاظ کیسے پڑھ لئے تھے۔ میرا مطلب ہے اس قدر قدیم زبان میری سمجھ میں کیسے آگئی تھی۔“ عمران نے کہا تو جوؤف نے پاملا سے پوچھا تو پاملا اس کے سوال کا جواب دینے لگی۔

”باس۔ پاملا کا کہنا ہے کہ جب کتاب آپ کے پاس آئی تھی تو اس وقت آپ سو کر اٹھے تھے۔ آپ نے اس وقت نہ غسل کیا تھا اور نہ ہاتھ منہ دھو یا تھا۔ سونے کی وجہ سے انسان کسی بھی صورت میں مکمل طور پر پاک نہیں رہ سکتا اس لئے شیطانی کتاب کو جب آپ نے کھولا اور اس کے الفاظ پڑھے اور سمجھنے کی کوشش کی تو پہلے تو آپ کو ان الفاظ کی سمجھ نہیں آئی پھر آپ نے کتاب کو اٹھا اور پھر سیدھا کیا اور پھر جب آپ کی نظر ان الفاظ پر پڑی تو آپ کو وہ لفظ صاف نظر آنے لگے جو آپ نے اس وقت پڑھے تھے۔ اصل میں جو شکا جادو کی کتاب کے منتروں کو اسی صورت میں پڑھا جا سکتا ہے جب اس کتاب کو ایک بار اٹھا اور پھر سیدھا کیا جائے۔ چاہے وہ الفاظ کسی کی سمجھ میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ ایسا اس مہار بھو نے کیا تھا جس نے اس کتاب کو لکھا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بعد کی نسلوں کو اس کتاب کے الفاظ پڑھنے میں وقت نہ ہو۔ ان لفظوں یا منتروں کو کتاب کے اٹھا اور پھر سیدھا کرنے سے آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔ جوؤف نے پاملا کی بتائی ہوئی باتیں عمران کو بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے ذہن کی ہر خط کش دور ہو گئی۔ پھر اس نے جوؤف کے

ذریعے پاملا سے چند اور باتیں پوچھیں جن کے جواب سے عمران پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔

"جوڈف - خنجر میرے پاس ہے۔ مجھے ایک لائٹر لادو اور پھر پاملا سے کہو کہ وہ مجھے مہا پر بھو مہری چند کے علاقے میں پہنچا دے تاکہ میں اس کا خاتمہ کر سکوں۔" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جوڈف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوڈف نے عمارت کے اندر ولی حصے میں جا کر عمران کو ایک لائٹر لادیا۔ عمران نے خنجر اور لائٹر جیب میں رکھ لیا۔

"اب اپنی بلیک بیوٹی سے کہو کہ وہ مجھے اس علاقے میں پہنچا دے جہاں مہا پر بھو موجود ہے۔" عمران نے جوڈف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوڈف نے پاملا سے کہا تو جواب میں پاملا اس سے کچھ کہنے لگی۔

"باس - آپ زمین پر لیٹ جائیں۔" جوڈف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"لیٹ جاؤں - کیوں - کیا لینے سے میں خود بخود شیر تارو پہنچ جاؤں گا۔" عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں باس - آپ لیٹیں گے تو پاملا آپ کے سر پر ہاتھ رکھے گی جس سے آپ گہری نیند سو جائیں گے۔ پھر جب آپ جاگیں گے تو آپ مہا پر بھو کے علاقے میں ہوں گے۔" جوڈف نے کہا۔ عمران نے تھوڑی دیر سے جوڈف اور پاملا کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ زمین پر لیٹ گیا۔

"حیرت ہے۔" مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میں طلسم ہو شریا کے زمانے میں کٹ گیا ہوں۔ جہاں ایسے عجیب و غریب اور ناقابل یقین واقعات وقوع پذیر ہوتے تھے۔ گنتا ہے مجھے اب اپنا نام عمران سے بدل کر عمرو عیار رکھنا پڑے گا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آنکھیں بند کر لیں باس۔" جوڈف نے کہا تو عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے پاملا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی اور اس نے جھٹک کر اپنا دایاں ہاتھ عمران کی پیشانی پر رکھ دیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پیشانی پر برف رکھ دی گئی ہو پاملا کا ہاتھ برف کی طرح سرد تھا۔ اسی لمحے عمران پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اس نے کچھ سوچ کر اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کرنا چاہا مگر بے سود اور پھر اس کے ذہن میں جیسے تاریکی سی بھرتی چلی گئی۔ چند لمحوں تک اس کے ذہن میں اسی طرح تاریکی سی چھائی رہی اور پھر چونک اس کے ذہن سے تاریکی جھٹکنے لگی اور عمران پوری طرح ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور پھر خود کو رانا پاؤس کے فرش کی بجائے ویران اور مسلمان پہاڑی علاقے میں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ وہ اس وقت ایک مسطح پہاڑ پر تھا اور اس کے سامنے ناعد گاد پہاڑیاں اور لمبے پھیلے ہوئے تھے۔ ہر طرف گہری اور پرسرار خاموشی مسکتی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس علاقے میں دور دور تک کسی آدمی کا وجود تک نہ ہو۔ عمران نے اپنی حیرت سے ان پہاڑیوں اور چٹانی علاقے کو دیکھ رہا تھا کہ اپنا لگ



اسے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور اس کے سامنے کچھ فاصلے پر موجود ایک بستان پر ایک لمبی اور انتہائی بد شکل اور ہیبت ناک عورت نمودار ہوئی جس کے بال سفید اور بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے سر باقاعدہ سینک بھی تھے جو بیلوں کے سینگوں کی طرح مزے ہوئے اور ٹوکیلے تھے۔ اس عورت نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جس میں اس کے پیر تک چھپ گئے تھے۔ عورت کا چہرہ سیاہ تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں۔

”کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو؟“ اس عورت نے سرخ سرخ آنکھوں سے عمران کو خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”میرا نام عمرو عیار ہے۔ مم۔ میرا مطلب ہے عیار زمان ہے۔ اودہ نہیں۔ عمران ہے۔ میں یہاں ہری پتہ سے ملنے آیا ہوں۔ مہار پر ہری پتہ سے۔“ عمران نے کہا۔

”کیوں ملنے آئے ہو تم مہار پر ہمو سے؟“ اس خوفناک عورت نے اسی طرح سے چیخے ہوئے کہا۔

”میری پاس جو شکار جادو کے منتروں والی کتاب ہے۔ میں وہ کتاب مہار پر ہمو تک پہنچانا چاہتا ہوں۔“ عمران نے بے لوثی سے کہا اور جیب سے سیاہ کتاب نکال کر اسی پر صورت عورت کی طرف ا دی جیسے دیکھ کر بڑھیا بری طرح چونک پڑی۔

”جو شکار جادو کے منتروں کی کتاب۔ اودہ۔ تم جیہیں رو کو میں مہار

پر ہمو کو خبر کرتی ہوں۔“ بڑھیا نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ کہتا وہ اچانک بستان سے غائب ہو گئی۔ اسے بستان سے غائب ہوتے دیکھ کر عمران نے جیب سے چھوٹا مگر تیز دھار غیر نکال کر اپنے بائیں بازو کی اسٹین میں چھپایا تھا تاکہ وہ اسے بروقت کام میں لاسکے۔

عمران یہاں ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت آیا تھا۔ اس کا ذہن اب چونکہ بشاری کے سحر سے آزاد ہو چکا تھا اور شیطانی الفاظ کی جو پراگندگی اس کے دل و دماغ میں چھائی ہوئی تھی وہ بھی چھٹ چکی تھی اس لئے اب وہ دل میں مسلسل اسم اعظم اور مقدس کلام پڑھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک اس کے پاس سیاہ کتاب ہے کوئی شیطانی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اس کے باوجود وہ کسی قسم کا کوئی ریسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے وہ مقدس اور پاک کلام کا دل میں مسلسل ورد کر رہا تھا اور وہ ہر طرح سے ہوشیار اور نوری طرح چمکتا تھا۔ سفید بادل والی ہیبت ناک عورت چند ہی لمحوں میں دوبارہ نمودار ہوئی تھی۔

”آؤ مجھے ساتھ۔ مہار پر ہمو تمہیں درشن دینے کو مہیار ہو گئے ہیں وہ کالی گھبراہٹیں جہاد اٹھار کر رہے ہیں۔ یہ صورت بڑھیا نے اپنی منہ میں چھپی ہوئی آواز میں کہا اور اپنا سیاہ ہاتھ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا ہاتھ کسی پرکھنے کے جھنڈے سے مشابہ تھا اور انتہائی سیاہ تھا۔ اس کی انگلیوں کے ناخن بھی بے جھلک، گول اور ٹوکیلے تھے

بہاری علاقے میں موجود تھا جہاں ہر طرف اونچی نیچی اور چھوٹی بڑی  
چٹانیں اور پتھر بکھرے ہوئے تھے جن پر چلتا آسان نہیں تھا لیکن اس  
وقت مہاگنی کے ساتھ چلتے ہوئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ  
مسطح فرش پر چل رہا ہو۔ سیاہ کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں موجود  
تھی۔

جنہیں دیکھ کر عمران کو کراہت محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ یہاں  
جس مقصد کے لئے آیا تھا اسے بہر حال وہ پورا کرنا تھا اس لئے وہ  
چٹانیں پھلاگتا ہوا اس چٹان پر آگیا جہاں بد صورت بڑھیا کھڑی  
تھی۔

”جہار نام کیا ہے“ عمران نے بد صورت بڑھیا کے قریب آتے  
ہوئے کہا۔

”مہاگنی۔ مہاگنی نام ہے میرا۔ بڑھیا نے جواب دیا تو عمران  
نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس نے مہاگنی کا بچے بنا ہاتھ پکڑ کر لیا  
مہاگنی کا ہاتھ بھی پاملا کے ہاتھ کی طرح انتہائی سرد تھا۔ جیسے ہی  
عمران نے مہاگنی کا ہاتھ پکڑا اس کے سارے جسم میں سردی کی  
ہریں سرایت کرتی چلی گئی اور پھر اچانک جیسے اس کی آنکھوں کے  
سامنے اندھیرا چھا گیا۔

”ارے میری آنکھیں۔ مہاگنی۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا  
کیوں چھا گیا ہے“ عمران نے چونک کر کہا۔

”خاموشی سے میرے ساتھ چلو یہاں ہر طرف ششوں کے شتر  
بکھرے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں ان سے بچا کر مہا پر بھوکے پاس لے  
جا رہی ہوں۔ اگر تم بولے تو وہ شتر جہاری طرف متوجہ ہو جائیں  
گے اور تم ان شترؤں کی بھیٹ چرہ جاؤ گے“۔ مہاگنی کی آواز سنائی  
دی تو عمران بے اختیار ہونٹ چبانے لگا۔ پھر مہاگنی نے اس کا ہاتھ  
کھینچا تو وہ اس کے ساتھ چلتے لگا۔ عمران نے دیکھا تھا وہ چٹانی اور



ساروگی نے چونک کر کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ کیا تم معلوم کر سکتی ہو کہ عمران کہاں خاص طور پر مجھ سے کیوں ملنے آ رہا ہے۔" مہار پر بھونے اسی انداز میں کہا۔  
"شما چاہتی ہوں مہار پر بھو۔ میں عمران کے من کا بھید نہیں جان سکتی۔ ساروگی نے کہا تو مہار پر بھو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی اس کے چہرے پر شکست غصے سے آثار ابھرائے تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ساروگی۔ تم منوں کے من کا بھید جاننے کے لئے ان کے منوں میں گھس جانے کی شکی رکھتی ہو اور تم کہہ رہی ہو کہ تم عمران کے من کا بھید نہیں جان سکتی۔ کیوں۔ تم عمران کے من کا بھید کیوں نہیں جان سکتی۔" مہار پر بھونے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مہار پر بھو۔ عمران کی آمد کے بارے میں جب مہار گئی نے آکر بتایا تھا تو میں نے اس کے دل میں جھانکنے کی کوشش کی تھی۔ پر ستو عمران کا دل روشنی سے بھرا ہوا تھا اور اس کا ذہن بھی مکمل طور پر روشنی سے منور تھا اس لئے میں اپنی کوشش میں ناکام ہو گئی۔ اس کے علاوہ عمران کے ہاتھ میں جو شکا جاو کی مہا کتاب ہے اس لئے میں مجبور ہوں مہار پر بھو۔ میں تو کیا اس وقت کوئی بھی شیطانی شکی عمران کے دماغ اور دل میں جھانکنے کی کوشش نہیں کر سکتی۔" ساروگی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو میں نے عمران کو کہاں بلا کر بہت بڑی بھول کی ہے

مہار پر بھو نہایت بے چینی اور اضطرابی کے عالم میں غار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مہار گئی کو عمران کو وہیں لانے کا حکم دے دیا تھا جو مہار پر بھو کا حکم سن کر اسی وقت اسے پر نام کرتی ہوئی غائب ہو گئی تھی۔ البتہ سرخ بالوں والی ساروگی اس کے سامنے بدستور اچھائی مودبانہ انداز میں کھڑی تھی اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"ساروگی۔" مہار پر بھونے ساروگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم مہار پر بھو۔" ساروگی نے اچھائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے مہار گئی کو بھیج تو دیا ہے کہ وہ عمران کو یہاں لے آئے۔ پر تو مجھے من میں اٹھائی کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ میرا من بیاگل ہو رہا ہے کہ عمران کا یہاں آنا اچھا فال نہیں ہے۔" مہار پر بھونے پریشان اور اچھائی لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا من اٹھائت اور بیاگل ہو رہا ہے۔ پر تو کیوں مہار پر بھو۔"

مجھے اسے یہاں نہیں بلانا چاہئے تھا۔ نہ اٹھائے اس کے دل میں کیا ہے۔" مہار پر بھونے بدستور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ بیابان میں مہار پر بھونے اگر آپ کو چننا ہے کہ عمران آپ کو یہاں کسی نقصان پہنچانے کے ارادے سے آ رہا ہے تو آپ پاتال کے اندھے کنویں سے اپنی رکشا کے لئے سنگال کو بلا لیں۔ سنگال سامنے کی طرح عمران کے ساتھ نکل رہے گا۔ اگر عمران نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو وہ ایک لمحے میں عمران کو اٹھا کر اس علاقے سے دور پھینک دے گا جہاں سے عمران دوبارہ یہاں نہیں آسکے گا۔" ساروگی نے مہار پر بھونے کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"سنگال۔ اوہ ہاں۔ سنگال واقعی بجلی کی سی تیزی سے حرکت کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ عمران مجھ پر کوئی وار کرے وہ اسے اچانک یہاں سے غائب کر دے گا۔" مہار پر بھونے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس نے جلدی سے آنکھیں بند کیں اور دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں بوند کر اپنے بھرے کے سامنے کر لئے اور پھر دائیں بائیں سر مارتا ہوا کچھ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے ہوا کا ایک تیز جھوٹکا آیا اور ساروگی کے قریب ایک سیاہ رنگ کا لمبا سا سایہ آکر کرکھڑا ہو گیا۔ سامنے کا۔ کوئی جسم تھا اور نہ اس کے ٹھوڈے والے نظر آ رہے تھے۔ وہ بالکل روشنی میں نظر آنے والے انسانی سامنے سے مشابہ تھا لیکن وہ انسانوں کی طرح زمین پر کھڑا تھا۔

"سنگال مہار پر بھونے کو پرنام کرتا ہے۔" سامنے نے جھٹک کر کہا۔

پر بھونے کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔

"سنگال۔ یہاں ایک منٹ آ رہا ہے جس کا نام عمران ہے۔" جیسے ہی یہاں آئے تم اس پر گہری نظر رکھنا۔ اگر اس کے من میں ہمارے خلاف کوئی شکا ہو اور وہ ہم پر کسی بھی قسم کا حملہ کرنے کا وچار کرے تو تم اسے اٹھا کر مارچنگ کے علاقے سے دور پھینک دینا۔" مہار پر بھونے تھکنا۔ لمحے میں کہا۔

"سنگال مہار پر بھونے کی آگیا کا پالن کرے گا۔ پر تو۔" مہار پر بھونے منٹ کو مارچنگ سے دور پھینکنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کی آگیا ہو تو میں اسے مارچنگ کی کسی گہری کھائی میں پھینک دوں یہاں گرتے ہی اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن جائے گا۔" سنگال نے منوہار لمحے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہیں ہم نے جو حکم دیا ہے تم اسی حکم کا پالن کرو گے۔" سنگال۔ عمران کو ہلاک کرنے کا پاپ ہم نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے پاس جو شکار جادو کی مہمان کتاب ہے۔" مہار پر بھونے کوکڑک دار لمحے میں کہا۔

"جو آگیا ہو مہار پر بھونے۔" سنگال نے قسم نے کر کہا۔ اسی لمحے طار میں انسانی قدموں کی چاپ سنائی دی اور مہار پر بھونے کا سر غار میں آنے والے راستے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے پیچھے سے پر غلطی سے انسانی سی عاری ہو گئی تھی۔



یہ ایک بڑا سا گول کمرہ تھا جس کی چھت اور دیواریں انتہائی سیاہ تھیں اور ان دیواروں اور چھت پر ہیبت ناک اور انتہائی بھیانک شیطانی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر دو بڑی بڑی مشعلیں جل رہی تھیں جن سے وہ جگہ خاصی روشن ہو گئی تھی۔ وہاں پھیلی ہوئی سڑاند شاید انہی مشعلوں میں بسنے والی جانوروں کی چربی کی تھی کیونکہ وہاں ہر طرف ہلکا ہلکا دھواں بھی پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک جھوٹا بنا بڑی سی پتھان تھا جس پر ایک لمبا بڑکا بد ہیبت بولہا بیٹھا ہوا تھا۔ بولہے کی شکل بھی بھیانک تھی۔ وہ بھی ایک رذیل ترین شیطان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا سر گنبا تھا اور اس کی سفید داڑھی اور مونچھیں جمال جھنکار کی طرح بڑھی ہوئی تھیں اس کے جسم پر زرد رنگ کا لکڑا تھا اور وہ سرخ سرخ آنکھوں سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس بولہے کو دیکھتے ہی عمران کے ہجرے پر کبیدگی کے آثار واضح ہو گئے تھے اور وہ کچھ گیا تھا کہ یہی بولہا مہار پر ہمو ہری چند ہے۔ بولہا عمران کے ہاتھ میں سوچو دسیاہ کتاب کو حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”آؤ بالک۔ ہم تمہاری ہی پریشیا کر رہے تھے۔ بولہے نے عمران کی جانب انگارہ برساتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے جواب دینگ لے میں کہا۔

”تم مہار پر ہمو ہری چھو ہو۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران مہارگی کا ہاتھ پکڑے مسلسل چل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے گہری تاریکی تھی۔ مہارگی اسے لئے ہوئے نہ جانے کن کن راستوں سے گزر رہی تھی۔ اس کا عمران کو کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اسے یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کھلے اور انتہائی صاف شہرے فرش پر چل رہا ہو۔ اسے اپنے پیروں کے نیچے کسی معمولی سے ٹکڑے کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ پھر عمران کی ناک سے تیز بدبو کے بھجکے سے ٹکرائے۔ بدبو اور سڑاند محسوس کر کے اس کے ہجرے پر شدید بیزاری اور نفرت کے آثار پھیل گئے تھے۔ مہارگی اسے لئے ہوئے ایک جگہ ٹکڑک گئی اور پھر اس نے اچانک عمران کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ جیسے ہی مہارگی نے عمران کا ہاتھ چھوڑا اسی لمحے عمران کی آنکھوں کے سامنے سے اندھرا چھٹ گیا اور پھر وہ خود کو ایک روشن اور ہیبت ناک غار میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"ہاں بالک۔ میں ہی مہار پر بھو ہری چند ہوں۔ کیوں تمہیں کوئی آشتی ہے کہ میں مہار پر بھو نہیں ہوں۔" بولنے سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آشتی کا آشتی کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ میرے لئے یہ جانتا ہے کہ ضروری ہے کہ تم مہار پر بھو ہری چند ہو یا نہیں۔" عمران نے کہا۔

"میں تمہیں بتا رہا ہوں ناں بالک کہ میں ہی مہار پر بھو ہری چند ہوں۔ تم میری بات کا دھڑا اس کیوں نہیں کر رہے۔" مہار پر بھو نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر تم مہار پر بھو ہو تو مجھے ایک سو اکیاسی کا اٹا پہاڑ سناؤ۔" عمران نے کہا تو مہار پر بھو بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کی ذہنی رو یکدم بہک گئی تھی۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے بالک۔" مہار پر بھو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک سو اکیاسی کا اٹا پہاڑ سننے کے بعد مجھے یقین آجائے گا کہ تم ہی اصلی مہار پر بھو ہری چند ہو جس سے سننے کے لئے میں سوتا جا گیا، اٹھتا بیٹھتا، بیٹھا اور اٹھتا گا تا جہاں تک پہنچا ہوں۔" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو مہار پر بھو کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"تم ہوش میں تو ہو بالک۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہماری بدھی میں تمہاری باتیں نہیں آ رہیں۔" مہار پر بھو نے ہوش پھیلانے کے لئے

کہا۔

"پھر تو تم بالکل ہی بدحو بلکہ بدحووں کے سردار معلوم ہوتے ہیں جو میری باتیں تمہاری بدھی میں نہیں آ رہیں۔" عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ غیر محسوس انداز میں اس جھوٹے پتھان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا جس پر مہار پر بھو بیٹھنا تھا۔

"ہو نہ۔ گتا ہے تمہاری بدھی بھڑکت ہو گئی ہے اس لئے تم مجھ سے ایسی ہیکی باتیں کر رہے ہو۔ ان باتوں کو چھوڑو اور مجھے اپنے یہاں آنے کا کارن بتاؤ۔ کیوں آنے ہو یہاں۔" اس بار مہار پر بھو نے ترش لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے مہار پر بھو۔ تم خود کو بڑے گیانی مہانی مانتے ہو۔ پھر تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ میرے یہاں آنے کا کارن کیا ہے۔" عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے من میں روشنی ہے اور تمہارے پاس مہان جو شکا جادو کی کتاب ہے جس کے کارن ہم تمہارے دل کا راز نہیں جان سکتے۔" مہار پر بھو نے سر جھٹک کر کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے یہ اعتقاد باتیں یہی جانتے کے لئے کی تھیں کہ وہ یہ جان سکے کہ مہار پر بھو یا اس کی کسی شیطانی طاقت کو یہ معلوم تو نہیں ہو گیا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے اور وہاں کیا کرنا چاہتا ہے۔ مہار پر بھو کے جواب سے اس پر راز ہو گیا تھا کہ وہ یہی اس کے دل و دماغ میں تھا۔ گتا ہے اور اسے یہ پتہ



چل نکا ہے کہ اس نے بائیں بازو کی آستین میں خنجر چھپا رکھا ہے۔  
 ٹھیک ہے مہار پر بھو۔ اگر تم نہیں جانتے تو میں تمہیں بتا دیتا  
 ہوں۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 بتاؤ۔ کیا کہنا ہے تمہیں۔ مہار پر بھو نے کہا۔

مہار پر بھو۔ میں تمہیں ہوشکار جادو کی کتاب لوانے کے لئے آیا  
 ہوں جس کو حاصل کرنے کے لئے تم نے میرے پاس شیطان  
 بدروح شادی کو بھیجا تھا۔ اس بدروح نے میرا جینا حرام کر دیا تھا۔  
 اس نے مجھے ایسے ایسے ذہنی عذاب سے دوچار کیا تھا جس کی وجہ سے  
 میں پوری طرح سے اپنے ہوش و حواس کو بیٹھا تھا۔ اس بدروح نے  
 مجھے بے پناہ اذیتیں دی تھیں۔ یہی نہیں اس بدروح نے میرے ہی  
 ہاتھوں میرے جاندار اور دلاور ساتھیوں کو بھی ہلاک کرانے کی  
 کوشش کی تھی۔ وہ ہلاک تو نہیں ہوئے مگر میرے ہاتھوں وہ اس  
 قدر شدید زخمی ہو گئے تھے کہ وہ ابھی تک اسپتال میں پڑے سسک  
 رہے ہیں۔ تمہاری بھیجی ہوئی بدروح شادی کی وجہ سے میرے  
 ساتھی مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ اب میں اپنی زندگی کو بوجھ  
 سمجھنے لگا ہوں مہار پر بھو اس لئے میں نے خود کو اس بے معنی اور بے  
 اُمید زندگی سے آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں خودکشی کرنے پر  
 مجبور ہو گیا ہوں لیکن مرنے سے پہلے میں یہ شیطانی کتاب تم تک  
 پہنچانا چاہتا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے خودکشی کر لی تو  
 مرنے کے بعد بھی یہ شیطانی کتاب میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی اور

مرنے کے بعد بھی میری روح خوفناک عذاب کا شکار بنی رہے گی اس  
 لئے تم یہ کتاب مجھ سے لے لو۔ زندگی میں تو میں اس کتاب سے  
 اپنی جان نہیں چھڑا سکا کم از کم مرنے کے بعد میری روح تو اس کتاب  
 سے چھٹکارا حاصل کر لے گی۔ عمران نے انتہائی پریشانی، غم اور دکھ  
 بھرے لہجے میں مسلسل بلاکتے ہوئے کہا تو مہار پر بھو حیرت سے اس  
 کی شکل دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر اس قدر افسردگی، دکھ اور  
 سنجیدگی تھی کہ مہار پر بھو کو اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ عمران کچھ کہہ  
 رہا ہے یا اس سے مذاق کر رہا ہے۔

اؤہ۔ کیا تم کچھ کہہ رہے ہو ہانک۔ کیا تم واقعی اس کتاب سے  
 نکت ہونا چاہتے ہو۔ مہار پر بھو نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اس  
 کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

ہاں مہار پر بھو۔ مجھے اس کتاب سے نجات دلادو۔ جیسے بھی ہو۔  
 عمران نے لہجے میں اور زیادہ دکھ پیدا کرتے ہوئے کہا جیسے وہ مہار  
 پر بھو سے انتہا کر رہا ہو۔ مہار پر بھو چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا  
 مگر عمران کے چہرے پر سوائے غم، افسردگی اور کرب کے اسے کچھ نظر  
 نہیں آ رہا تھا۔

میں تمہارے ان خیالات سے بے حد پرستیدہ ہوں ہانک۔ تم  
 واقعی بڑے اونچے دیوار کے ہانک ہو۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ اؤہ اؤہ  
 کی کتاب تمہاری مرید کے بعد بھی تمہارا پیچھا چھوڑی اور تمہاری  
 آواز مسلسل قبرِ رقتی اور تمہاری آواز کو کسی پلِ حلقی سے مل

سکتی تھی۔" مہار پر بھونے کہا۔

"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس شیطانی کتاب سے میری روح کو بھی نجات دلاؤ۔" عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اس کتاب سے نکتہ ہونے کا ایک ہی اوپانے ہے بالکل۔" مہار پر بھونے کہا۔

"وہ کیا۔" عمران نے پوچھا۔

"جہیں اس کتاب کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے اس کے پنے کا آخری منتر پڑھنا ہو گا۔ جیسے ہی تم آخری پنے کا آخری منتر پڑھو گے جہیں اس کتاب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکتی مل جائے گی۔ جہاں شر سے جہاں اقبال نکل کر ہر لوگ مدحار جائے گی اور تم سیدھے دھنوان بن کر سو رنگ میں کٹج جاؤ گے جہاں جہاں اقبال اور من کو شافی ہی شافی مل جائے گی۔" مہار پر بھونے کہا۔

"وہن ہو مہار پر بھو۔ اب آپ کر پا کریں اور یہ کتاب مجھ سے لے لیں تاکہ میں اس کا آخری منتر پڑھ کر اس شیطانی کتاب سے ہمیشہ کے لئے مکتی حاصل کر لوں۔" عمران نے کہا۔ اس کے لپے میں اس قدر دہر تھا جسے مہار پر بھو محسوس نہ کر پایا تھا۔

"اوٹ بالک۔ ہم جہاں یہ اچھا ضرور سوچا کریں گے۔" مہار پر بھو نے کہا۔

"نہیں مہار پر بھو۔ آپ وہیں بیٹھے رہیں۔ آپ مہار پر بھو ہیں۔ آپ یہ کتاب کھولیں میں آخری منتر پڑھوں گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس منتر

کے پڑھنے میں مجھ سے کوئی غلطی نہ ہو جائے اور یہ کتاب پھر میرے لئے کوئی نیا عذاب نہ ہو کر دے۔" عمران نے اسی انداز میں کہا تو مہار پر بھو جو اچھٹے لگا تھا وہیں بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے بالک۔ اگر جہاں یہی اچھا ہے تو آجا ہمارے پاس۔" مہار پر بھو نے خوشی سے لڑتے ہوئے کہا۔ عمران اطمینان سے جہوتے پر چڑھا اور مہار پر بھو کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے کتاب مہار پر بھو کے حوالے کر دی تو مہار پر بھو کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے کتاب کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر اسے کھولا اور اس کا آخری منتر دیکھنے لگا۔

"ایک منٹ مہار پر بھو۔ میں ایک نظر اس منتر پر ڈال لوں۔" عمران نے مہار پر بھو کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بایاں بازو زور سے جھٹکا تو اس کی آستین میں چسپا ہوا شجر ہلکتا عمران کے ہاتھ میں آگیا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ غلطی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مہار پر بھو کی گردن کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ عمران نے غلطی کی سی تیزی سے مہار پر بھو کی شہ رگ کاٹ دی تھی۔ جیسے ہی مہار پر بھو کی شہ رگ کٹی نہلت دو بائیں ایک ساتھ وقوع پذیر ہوئیں۔ ایک تو مہار پر بھو کی گردن سے خون کا سیلاب سا بہ لگا تھا دوسرے اسی لمحے اچانک ایک سیاہ ساچہ عمران پر اچھٹا اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کسی ان دیکھی طاقت نے پکڑ کر پوری گوت سے اچھا کر پھینک دیا ہو۔ دوسرے ہی لمحے عمران



عمران کو جب ہوش آیا تو کچھ درود خالی الذہنی کی سی کیفیت میں  
 کمرے کی چھت کو گھورتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور لا شعور کی  
 کیفیت سے باہر آیا تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ اس وقت رانا  
 ہاؤس کے ایک کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے قریب  
 جوزف ایک کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ عمران کو یاد آ گیا تھا کہ اس  
 نے کس طرح مہار پر بھو کو چکر دے کر اس کے نزدیک پہنچنے کی  
 کوشش کی تھی۔ شیطانی جادو کی کتاب اس نے مہار پر بھو کے ہاتھوں  
 میں دے کر اس کی شہ رگ کو خنجر سے کاٹ دیا تھا۔ مہار پر بھو کی شہ  
 رگ سے خون فوارے کی طرح بہہ نکلا تھا جو لامحالہ اس کے ہاتھوں  
 میں موجود جوشکا جادو کی کتاب پر گر رہا تھا لیکن اس وقت عمران نے  
 خود پر ایک سائے کو بھینٹے دیکھا تھا جس نے آن ہی آن میں اسے  
 اچھال پھینکا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ کسی اندھی

کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی انتہائی گہری اور اندھی کھائی میں  
 گرنا چلا جا رہا ہو۔ پھر اس کے تمام احساسات ختم ہوتے چلے گئے اور  
 اس کا ذہن اندھیرے کی لپیٹ میں آ گیا۔

اور انتہائی عمیق کھائی میں گرنا جا رہا ہو۔

اب جب اسے ہوش آیا تو وہ رانا ہاؤس میں تھا۔ عمران یہ تو سمجھ گیا تھا کہ مہار پر بھوہری چند ہلاک ہو گیا ہو گا اور پاملا اسے اس شیطانی علاقے سے فوراً نکال لائی ہوگی مگر عمران یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ جوشکا جادو کی شیطانی کتاب کو وہاں سے لانے اور اسے جلائے میں ناکام رہ گیا تھا۔ شاید وہ سیاہ سایہ پاملا ہی کا تھا جس نے اسے مہار پر بھوہ کے خون سے بھری ہوئی جوشکا جادو کی شیطانی کتاب بھی اٹھانے کا موقع دیا تھا اور آنا فائدہ اسے وہاں سے اٹھالائی تھی۔

"جوڈف۔ جوڈف۔" عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد آخر کار جوڈف کو آواز دیتے ہوئے کہا تو جوڈف ہڑبڑا کر جاگ اٹھا اور پھر عمران کو ہوش میں دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکھٹ بے پناہ خوشی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کو ہوش آ گیا ہاں۔ گڈ۔ ویری گڈ۔" جوڈف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوش کے سچے۔ تمہاری بلیک بیوٹی پاملا کہاں ہے۔" عمران نے حیرانچہ میں کہا۔

"پاملا۔ وہ تو چلی گئی ہے ہاں۔" جوڈف نے جلدی سے کہا۔

"چلی گئی ہے۔ کہاں چلی گئی ہے۔" عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ واپس افریقہ کے کھنڈروں میں چلی گئی ہے۔ اس کا کام ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ میرے پاس نہیں رکی۔ ہاں آپ کو زندہ سلامت

یہاں پہنچا کر وہ اسی وقت غائب ہو گئی تھی۔" جوڈف نے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ پاملا جب تمہارے ستر کام پورے نہ کرے وہ وہاں نہیں جاسکتی۔ پھر وہ ایسے کیسے چلی گئی۔" عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے میرے ستر کام پورے کر دیئے ہیں ہاں۔ اس لئے تو وہ واپس چلی گئی ہے ورنہ وہ بھلا کہاں آسانی سے میرا عجیب چھوڑنے والی تھی۔" جوڈف نے کہا۔

"ستر کام پورے کر دیئے ہیں۔ کیا کام پورے کرائے تھے تم نے اس سے۔ دنیا کے گرد چکر گوانے کے علاوہ۔" عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ تو میں نے اس سے بھیچا چھوڑنے کے لئے کہا تھا۔ اس نے میرے کہنے سے آپ کے لئے جو کام کئے تھے یا میرے اور آپ کے سوالوں کے جواب دیتے تھے وہ سب میرے ہی کاموں کے ذمے میں آتے ہیں۔ اس کا آخری کام آپ کو مہار پر بھوہ کے شیطانی علاقے سے بچا کر لانا تھا سو اس نے وہ کام بھی پورا کر دیا۔" جوڈف نے کہا۔

"ہو جہ۔ تب تو بہت گڑبڑ ہو گئی ہے پیارے۔" جوڈف کی بات سن کر عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گڑبڑ۔ کیسی گڑبڑ۔" جوڈف نے چونک کر کہا۔

"تمہاری بلیک بیوٹی بدروں نے مجھے اس شیطانی علاقے میں اس وقت نکال دیا تھا جب میں نے مہار پر بھوہ کی کتاب سے



کاٹی تھی۔ اس نے مجھے اس شیطانی کتاب کو مہا پر بھوکے خون سے رنگنے اور اس سے واپس لینے کا موقع ہی نہیں دیا۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ جب آپ نے مہا پر بھوکے گردن کاٹی تھی اس وقت آپ کو پامانے نہیں بلکہ مہا پر بھوکے ایک شیطانی طاقت نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا جیسے مہا پر بھوکے ایک سانے کے روپ میں وہاں بلا رکھا تھا۔ اس شیطانی طاقت کا نام سنگال تھا۔ سنگال نے واقعی آپ کو اٹھا کر ایک انتہائی گہری اور خوفناک کھائی میں پھینک دیا تھا۔ اس کھائی کی چھب میں جانے سے پہلے ہی پاملا آپ کو کھائی سے نکال لائی اور اسی نے آپ کی جان بچائی ورنہ اس گہری کھائی میں گرنے سے آپ کی ہڈیوں تک کا سرمہ بن جاتا۔ جوڈف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور تو یہ بات ہے۔ لیکن جو شکا جادو کی شیطانی کتاب تو واپس رہ گئی ہے۔ اب اس کا کیا ہو گا؟“ عمران نے کہا۔

”نہیں باس۔ آپ کے یہاں آتے ہی شیطانی کتاب بھی یہاں آ گئی تھی۔ میں نے اس کتاب کو اسی وقت جلا کر گڑ میں بہا دیا تھا۔ اس کتاب کے جلنے سے جو شکا جادو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے یہ سب آپ کی گادشوں سے ہوا ہے باس جس کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔“ جوڈف نے کہا تو عمران جو تک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تم نے واقعی جو شکا جادو کی کتاب جلا دی ہے۔“ عمران نے اس کی طرف یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں باس۔ جوڈف وہی گریٹ آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی ہرانت کیسے کر سکتا ہے۔“ جوڈف نے کہا تو عمران ہلکتا اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے ہی لمحے وہ جوڈف سے لپٹ گیا تھا۔

”ارے۔ ارے باس۔ الگ۔ کیا کر رہے ہو۔“ جوڈف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تھینک یو جوڈف۔ ریلی تھینک یو۔ یہ بتا کر کہ تم نے جو شکا جادو کی شیطانی کتاب کو جلا کر راکھ کر دیا ہے مجھے حقیقتاً خوش کر دیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ تمہیں جو منا شرور کر دوں۔“ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے باس۔ یہ نہ کرنا۔“ جوڈف نے بوکھلا کر عمران کو خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”میں شرمناک ہوں گا باس۔ کسی نے آپ کو مجھے چومنے ہوئے دیکھا ہے۔“ جوڈف نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کھلکا کر ہنس پڑا۔

”یہ عمران اور جوڈف کافی دن تک چھوڑے، پاملا اور سہا کے ساتھ باہر آئے۔“ عمران جوڈف کے ساتھ اپنے ساتھ چلنے لگا۔

”یہ کون کیسے واقعی اس کتاب کو جلا گیا تھا۔“ اس کے ساتھ

نے کہا۔

"حیرت ہے۔ ہم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ بدروحیں اس انداز میں بھی کام کر سکتی ہیں۔ جو یانے کہا۔

"بہر حال اس بار آپ نے اور جوڈف نے بالابی بالامیدان مار لیا ہے عمران صاحب۔ ہم تو بس آپ سے مار کھا کر اسی اسپتال کے ہی ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس بار تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔" نعمانی نے کہا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم پر کوئی بدروح حاوی ہے اور تم مجسم شیطان ہو تو میں"۔ تنویر نے ہولناک چہاتے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا کر لیتے۔ میرے خیال میں ان سب سے زیادہ تم ہی میرے ہاتھوں پہنچے ہو۔ اسی لئے تمہارے جسم پر زیادہ پٹیاں نظر آ رہی ہیں۔ پھر بھی ایسی باتیں کر رہے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کچھ نہیں تو میں اس وقت لاجول ولاقوۃ ہی پڑھ لیتا۔ تم ہم دونوں کی اداگی سے تو بھاگ جاتے۔" تنویر نے جو یا کی طرف دیکھ کر بے ساختہ کہا تو اس کی بات سن کر سب سا تھکی کھٹکھٹا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

بٹیوں میں لپٹے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں دشمن سمجھ کر واقعی اس بری طرح سے زخمی کر دیا تھا کہ وہ اسپتال کے بستروں کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ سب ہوش میں تھے۔ صدر بھی انہی کے ساتھ تھا جس کی حالت اب کافی سنبھل چکی تھی۔ عمران کو وہاں آتے دیکھ کر ان سب کے چہروں پر عمران کے لئے غصہ آ گیا تھا۔ جو لیا تو جیسے عمران پر پھٹ پڑی تھی۔ عمران خاموشی سے ان کی بے بہا کی سنتا رہا۔ پھر آخر جوڈف نے انہیں ساری حقیقت بتائی تو وہ سب ششدر رہ گئے۔ حیرت کی زیادتی سے ان کے منہ کھلے کھلے رو گئے تھے۔

"کیا جوڈف واقعی بچا کہہ رہا ہے۔ تم اس بار بدروحوں کے معاملے میں دھ گئے تھے اور جو تم نے کیا تھا اس کے بارے میں تم قطعی لاعلم تھے۔" جو یانے عمران کی جانب یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ باقی ممبران بھی عمران کی جانب ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے اسے جوڈف کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ یہ بچا ہے۔ اس بار تو اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم اور رحمت آئی ہے جو میں اس بچے تک اور خوفناک بدروح کے ہتھوں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ورنہ نہ جانے کیا ہو جاتا۔ اس بار اماں بی کے پیر و مرشد اور ان فیک بزرگوں کے ہاتھ بھی میرے سر سے ہٹ گئے تھے جو ان معاملات میں میرا ساتھ دیتے تھے۔" عمران



﴿﴾﴾﴾ عمران سرزمین انکاشین سے بھرپور رائیڈ کی نڈال ﴿﴿﴿

# ریڈ ماسٹرز

مصنف: ظہیر احمد

سر داور = جنھیں اسرائیلی اہلکاروں نے نہایت چالاک اور عیاری سے ہلاک کروایا تھا۔  
سر داور = جنھیں ہزاروں سوکھڑوں کی موجوں کی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔  
عمران = جس نے سر داور کو ہلاک کرنے والے قاتلوں کو جہر تک سزا دیے کا فیصلہ کر لیا۔

عمران = جسے سر داور کی جائزیت پر شک تھا اس نے سر داور کی قبر اونچ کرانے کا فیصلہ کر لیا۔

ریڈ ماسٹرز = اسرائیلی ایک پاورفل ایجنسی جس کے دو چیف تھے۔

ریڈ ماسٹرز = جو آٹھ جزیروں پر عملی کرتے تھے۔

ریڈ کمانڈوز = جو ریڈ ماسٹرز کے ماتحت تھے۔

ریڈ کمانڈوز = جن کی تعداد اسرائیلی لشکر سے کہیں زیادہ تھی اور وہ آٹھ جزیروں اور سرحدوں پر پھیلے ہوئے تھے۔

ایسٹروگن جزیروں = جہاں اسرائیلی کی ایک فوجی بھاری تھی اور ان جزیروں کی تمام حفاظت کی ذمہ داری یہ جزیروں پر قائم تھی۔

ایسٹروگن جزیروں = جہاں اسرائیلی فوجی تھے۔

گرو گروچوں سے بھی جزیروں کی حفاظت کا کام لیا جاتا تھا۔

ایسٹروگن جزیروں = جہاں سات مسلم ممالک کے خلاف کام کیا جاتا تھا۔

ایسٹروگن جزیروں = جہاں جانے کا ہلکا ہر کوئی راستہ نہیں تھا۔

عمران = جو اس بھاری کو تباہ کرنے کے لئے ایسٹروگن جزیروں پر جانے لگی جاتے

ایکریہ کی ایک ریاست کو ضمنی بھی گیا۔

عمران = جس نے کو ضمنی میں دو گریڈ کمانڈوز کے خلاف انکاشین لینے کا پروگرام بنایا

تیار کر۔

وہ لمحہ = جب کپتان تھوڈورخو کو چاروں طرف سے خوفناک گروچوں نے چیر لیا۔

وہ لمحہ = جب عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو سمندر میں بیڑاں مار ہلاک کر دیا۔

کیا = عمران اور اس کے ساتھی واقعی ہلاک ہو گئے تھے۔ یہ وہ ایسٹروگن جزیروں پر

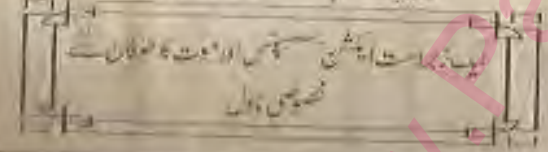
جانے میں ناکو مر رہے۔ یا۔

کیا = عمران اور اس کے ساتھی سات مسلم ممالک کے خلاف ہونے والی سازش کا

شیرازہ کھیلنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا۔

اصحاب کاٹھ میسے والا انکاشین = کٹھن اور ٹوٹن ٹھنڈ کر دینے والے واقعات

جنہیں یہودیوں کو آپ گشت ویش رو جائیں گے۔



ارسلان پبلی کیشنز  
اقبال بلڈنگ  
پاک پست  
ملتان

عمران کے متواوں کے لئے سلطان ہوا سہلس لئے ایک یادگار ہوں

کھل ناول

# کراسٹی

مصنف  
ظہیر احمد

پاکستان اور شکران کے درمیان اسلئے اور ایک تجلے نور ہوئے کا عہدہ ہوا جسے حاصل کرنے کے لئے کافرستان پر مہم کی ایک ٹوٹا کٹے پھرنے پر پانچویں پہلی جی  
صورت جس نے مجرموں کی ٹانگوں کو عمران کو اپنی مدد کے لئے بلایا مگر  
صورت۔ جو عمران کو ایک مجرم کی رہائش گاہ میں لے جانا چاہتا تھا لیکن عمران مصروف  
شہر کی رات کے لئے ایک جتنی بھی مولی عورت کی کوٹھی میں گھس گیا۔ ایک  
تقبیلہ و روپ پھوٹا۔

ریڈ تھری۔ جس کا جیٹ کرنل نکلا تھا جو انتہائی مایا شاعر اور خطرناک انسان تھا  
ریڈ تھری۔ جس نے سرداری کوٹھی سے ایک جھٹکا آسانی سے حاصل کرلی  
کراسٹی۔ ایک خطرناک پولیس اور ٹوٹا کٹے مجرم جو پانچویں میں شکران سے ملے  
والے اسلئے کو جاو کر لے کا مشن لے کر آئی تھی

کراسٹی۔ جس نے انتہائی برق رفتاری سے کامیابی تو حاصل کرلی مگر  
کراسٹی۔ جو موت کی طرح ہشت آب آگ کی طرح تیز اور خوفناک کی طرح  
ہو جاتا تھی۔

اس کے تھری۔ ایک ایسا رہنما جسے حاصل کرنے کے لئے ساری اور پورے تھری  
کے اراکوں پاؤں میں عمران کے لئے چھپے تھے  
لیکن کے تھری۔ ایک ایسا راز جسے کرشن نکلا لے جہاں عمران

جزیرہ کوٹلی۔ جہاں عمران کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان بھرت مہم کے  
جیٹ پنڈت نارائن کے خواہے یہ جانا تھا

ووٹ۔ جب عمران کو کافرستان کے پرانے غم سے آگاہی صدر وزیر کرات کو لپاری  
ووٹ۔ جب کافرستان پرانے غم سے عمران کو آگاہی پات ملاو کیا گیا  
عمران۔ جس پر ایک اور جہت خوفناک جان یہ اسلئے ٹوٹا کٹے گئے۔ کیوں  
عمران۔ جسے ہلکے کرنے کے لئے کافرستان کی ملری جتنی جہت میں آئی  
کرنل راکیش۔ جس نے عمران کو پاکیش میں اپنے بچے بھانے پر مجبور کر دیا جبکہ  
اس طرف کے ساتھی جزیرہ کوٹلی یا ٹوٹا کٹے حالات کا شمار ہوتے تھے۔

ٹاپ میزائل۔ جن پر ساری گان آئی لینڈ پر جہت تیرہ سے کام کیا جا رہا تھا۔  
جزیرہ کوٹلی۔ جہاں حکومت کوٹلی کے خلاف ایک انتہائی تباہ کن جھیل میز پر ہوا تھا۔

جزیرہ کوٹلی اور جزیرہ جہاں کے درمیان ہونے والی شمش اس قدر  
خوفناک صورت حال اختیار کر گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی پر  
حسرت ان میں کچھ کرشن ساری جن و بڑے بھول گئے تھے۔

کیا۔ عمران ٹاپ میزائل کو پاکیش پر فخر ہونے سے روک دیا۔  
کیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ساری کان آئی لینڈ پر ہاتھ

کافرستان انڈیز اور ساری اس کے لئے ذمہ داروں میں کامیاب ہو سکے یا نہ  
ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے لے  
لے کر مہم پر موت کے پھانسی لے لے لے لے

ارسلان پبلی کیشنز  
اقبال پبلک  
ملتان  
پا۔ پبلک



## نامہ شوق میرے نام

محترم قارئین! السلام وعلیکم۔

خطوطِ کایہ سلسلہ آپ کے پرزور اصرار پر "نامہ شوق میرے نام" کے عنوان سے شروع کیا جا رہا ہے۔ آپ کے نامہ شوق اسی طرح ہر ماہ میرے ناولوں کی زینت بن کر ناولوں کی شان بڑھاتے رہیں گے۔

"پہلا نامہ شوق محسن رضا صاحب نے منڈیا نوالہ ضلع شیخوپورہ سے لکھا ہے۔" لکھتے ہیں آپ کا ناول "پاکیشیا مشن" پڑھا۔ آپ کا ناول واقعی بے مثل ہے۔ آپ نے عمران اور مجرموں کے درمیان جو آنکھ پھولی کا انوکھا اور حیرت انگیز کھیل کھلایا ہے وہ واقعی قابلِ تعریف ہے۔ خصوصاً مجرم نے جس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کے دماغوں پر قبضہ کر کے انہیں ایکسٹرو کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا، انتہائی حد تک سسپنس سے بھرپور تھا۔ ناول میں تیز رفتار ایکشن، مزاح اور سسپنس کا ایسا امتزاج تھا جس نے واقعی ہمارے دل موہ لئے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور زور قلم دے اور آپ اسی طرح ہمارے لئے اتنے اور دلچسپ ناول تحریر کرتے رہیں۔

محترم محسن رضا صاحب! خط لکھتے اور ناول "پاکیشیا مشن" کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میری ہمیشہ ہی کوشش رہی ہے کہ آپ کے لئے

عام موضوع اور ڈاگر سے ہٹ کر ناول لکھوں۔ جو آپ کی دلچسپی اور مزاج کے عین مطابق ہوں۔ مجھے آپ جیسے قارئین کی دعاؤں پر خصوصاً مشوروں اور تعاون کی بے حد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح خط لکھتے رہیں گے۔

حافظ مسرور احمد لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے لکھتے ہیں۔ آپ کی عمران سیریز پر بھی بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے بھی آخر کار جاسوسی ادب کے میدان میں قدم رکھ دیا ہے۔ آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ جو واقعی ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ اس قدر زبردست ناول لکھنے پر میری اور میرے دوستوں کی طرف سے مبارکباد قبول کریں۔

محترم حافظ مسرور احمد صاحب خط لکھتے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میں آپ کے ان تمام دوستوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میرے ناول پڑھے ہیں اور مجھے مبارکباد دی ہے۔ آپ جیسے قارئین ہی میرے لئے سرمایہ ہیں۔ میں آپ کی اسی طرح محبت اور پر خلوص نامہ شوق حاصل کرنے کے لئے عمدہ اور اچھوتے ناول تحریر کرتا رہوں گا۔ امید ہے آپ بھی اسی طرح نامہ شوق لکھتے رہیں گے۔

عباد صاحب اور ان کے دوست وید، غلام، اسد، حماد، شبیب، اصغر، شفیق عثمانی اور گو سیف بھی یہ ضلع سرگودھا سے لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے تو آپ بخیر دوستوں اور ہمارے شہر کے اہل بیت صوفی غلام قادر صاحب کی طرف سے اس قدر تحفہ و تحریک اور اشتیاق ناول لکھنے اور ان کی کامیابی پر مبارکباد وصول کریں۔ پھر نے عمران

سیڑ کے بے شمار ناول پڑھے ہیں۔ مگر آپ کا پہلا ناول "کر مثل بلط" اور اس کے بعد باقی تمام ناول پڑھ کر محسوس ہوا کہ آپ میں واقعی بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور انہوں کے ناولوں کی طرح آپ عمران سیڑ میں بھی اپنا منفرد مقام بنا سکتے ہیں۔ آپ کے ناول عام ڈگر سے ہٹ کر ہیں اور ان میں وہ تمام لوازمات موجود ہیں جو ہمیں پسند ہیں۔ ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آپ کے ناولوں میں فرقہ وارانہ سیاست اور خاص طور پر فحاشی کا معمولی سا لچ بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم بے حرکت ان ناولوں کو پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال میرے تمام دوستوں نے آپ کی اس شاندار کوششوں کو بے پناہ سراہا ہے اور ہمیشہ سراہتے رہیں گے۔

محترم عہد صاحب میں آپ اور صوفی غلام قادر صاحب کے ساتھ ساتھ ان تمام دوستوں کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں اپنی کوششوں میں اللہ تعالیٰ کے کرم اور آپ جیسے عظیم قارئین کے تعاون کی وجہ سے اس قدر کامیابیوں سے بہنوار ہوا ہوں۔ جس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر بجالاؤں کم ہے اور میں آپ کی محبت اور آپ کے پر خلوص جذبات کی قدر کرتے ہوئے آپ سب کا بھی بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے آپ جیسے قارئین کی پر خلوص محبت اور آپ ہی نامہ شوق کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ مجھے اپنی دعاؤں میں اسی طرح یاد رکھیں گے۔

محمد ظہیر قادری سلاواں ضلع مظفر گڑھ سے لکھتے ہیں۔

میں آپ کے پہلے ناول "کر مثل بلط" سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں اور آپ کے اب تک کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ آپ کا انداز تحریر بہت خوبصورت ہے۔ لئے اور انوکھے طرز کے ناول پڑھ کر آپ نے کچھ ہمارے دل موہ لئے ہیں۔ میں نے اور میرے دوستوں نے پندرہویں شعبان کو آپ کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تھی۔ تاکہ آپ ہمارے لئے اسی طرح دلچسپ اور خوب سے خوب تر ناول تحریر کرتے رہیں اور آپ کی ہم نے درازی عمر کی بھی دعا کی تھی۔

محترم محمد ظہیر قادری صاحب خطا لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے اور آپ کے دوستوں نے میرے لئے جس خلوص اور محبت سے پندرہویں شعبان کو دعا کی تھی۔ اس کے لئے میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا مشکور ہوں۔ درحقیقت مجھے آپ جیسے پر خلوص اور اس قدر محبت کرنے والے دوستوں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ امید ہے آپ سب اسی طرح مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور اسی طرح "نامہ شوق" میرے نام کرتے رہیں گے۔

ماسٹر برائنا سرور میاں والی سے خط لکھتے ہوئے مجھے عظیم مصنف کا خطاب دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ "میں نے آپ کو عظیم مصنف ہونے کا خطاب اس لئے دیا ہے کہ میں نے آپ تک بے شمار مصنفین کی عمرات سے گزری ہیں۔ مگر ان کتب میں وہ چاشنی وہ لکھنے والا جو آپ کے ناولوں میں ہمیں نظر آیا ہے۔ آپ کی اپنی مثال آپ ہے۔" میں نے ہی ہمیں آپ کے ناولوں کا گودہ دیا تھا اور اب جب



شائع ہونے والے آپ کے تمام ناول نہ صرف خود پڑھ چکا ہوں بلکہ اپنے دوست و احباب کو بھی پڑھوا چکا ہوں اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ واقعی عظیم مصنف ہیں۔ آپ جیسے مصنف صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کی کامیابیوں اور درازی عمر کے لئے دل سے دعا گو ہیں۔

محترم ماسٹر انا سرور صاحب۔ آپ نے مجھے عظیم مصنف ہونے کا خطاب دیا ہے۔ میری نظر میں آپ اور آپ جیسے وہ تمام قارئین عظیم ہیں جنہوں نے مجھے ایک نیا مصنف ہونے کے باوجود اس قدر پذیرائی بخشی ہے۔ آپ جیسے عظیم قارئین ہی میرے لئے عظیم سرمایہ ہیں۔ جس کے لئے میں آپ سب کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہوگا۔ امید ہے آپ اسی طرح خطا لکھتے رہیں گے۔

عبد العظیم عارف کھٹیان ضلع حیدرآباد سے لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول اسپیشل گھڑ پڑھا۔ ابھی ناول شروع ہی کیا تھا کہ شمع بھی ہو گیا۔ اس لئے پتہ ناول نہ لکھا کریں۔ بہر حال یہ ایک زبردست ناول تھا جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ کا انداز بیان بہت سلیس اور صاف ستھرا ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ آپ پرانے کرداروں، سنگ ہی اور تھرپیا کو نئے روپ میں ہمارے سامنے لائے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ کرنل فریدی اور سیر برمودہر بھی ایک خصوصی ناول لکھیں۔ ایک ایسا ناول جو واقعی لافانی اور یادگار حیثیت کا حامل ہو۔

محترم عبدالعظیم صاحب۔ آپ کے یکے بعد دیگرے دو نامہ شوق موصول ہوئے ہیں۔ سنگ ہی اور تھرپیا کے کرداروں کے نئے پن اور نئے انداز میں سامنے آنے پر سینکڑوں قارئین نے بے پناہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور میری اس کاوش کو بے حد سراہا ہے اور مجھے ان کرداروں پر زیادہ سے زیادہ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ میں انشاء اللہ ان کرداروں پر مزید لکھتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ آپ کرنل فریدی، سیر برمودہ اور عمران کے مشترکہ ناول بھی پڑھیں گے مگر اس کے لئے آپ کو تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح نامہ شوق بھیجتے رہیں گے۔

ان نور علاقہ خولگی ضلع بنوں سرحد سے لکھتے ہیں۔ یہ میرا کسی بھی مصنف کو لکھا ہوا پہلا خط ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں عمران سیریز کے ایک نئے مگر عظیم مصنف کو خط لکھنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناول بے حد شوق اور لگن سے پڑھے ہیں۔ معیاری اور انتہائی دلچسپ اور دلوں کو موہ لینے والے ناول لکھنے پر میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آپ جیسے عظیم مصنف ہی ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔ اس لئے میں آپ کو دعا دیتا ہوں کہ آپ کا زور قوم پر زیادہ اور درازی عمر ہو اور آپ جیسے اسی طرح خوب سے خوب تر ناول لکھ کر ہم سے ان تحسین حاصل کر سکیں۔

محترم اللہ نور صاحب۔ نامہ شوق میرے تمام لئے اور لکھوں۔

اس قدر پسند کرنے کا شکر یہ اگر آپ مجھے عظیم مصنف بنا کر اور نامہ شوق میرے نام کرنے پر فخر محسوس کر رہے ہیں تو میں بھی آپ جیسے عظیم اور پر خلوص قاری کا نامہ شوق پڑھ کر بے پناہ خوشی اور فخر محسوس کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا رہا ہوں۔ جس نے مجھے اس قدر کامیابیوں سے ہمکنار کیا اور آپ جیسے قارئین سے سرفراز کیا۔ یہ اسی ذات کریم کا کرم ہے کہ میں آپ کے دونوں میں اپنے لئے جگہ بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ ایک بار پھر اس پر خلوص محبت کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی آپ نامہ شوق میرے نام کرتے رہیں گے۔

محمد شاکر عزیز منصور آباد فیصل آباد سے تحریر کرتے ہیں۔ کسی بھی مصنف کے لئے خط لکھنے کا یہ میرا پہلا موقع ہے۔ آپ کا پہلا اور اچھا ناول "کر سٹل بلٹ" اور پھر دوسرے تمام ناول پڑھے اور بے پناہ خوشی ہوئی کہ عرصہ دراز کے بعد عمران سیریز میں ہمیں اس قدر منفرد و خوبصورت اور بہترین ناول پڑھنے کو ملے۔ آپ کے ناولوں کا پلاٹ تیرے رفتار ایکشن، مزاج، سسٹمز اور کہانی بیان کرنے کا انداز منفرد اور انتہائی قدرت مند ہے۔ امید ہے آپ اپنی اس کوشش کو اسی طرح جاری و ساری رکھیں گے۔ شاکر عزیز صاحب مزید لکھتے ہیں کہ مصنف کی اصل طاقت اس کے قارئین ہوتے ہیں۔ اگر قارئین سے براہ راست رابطے کے ذریعے استعمال میں لائے جاتیں تو مصنف کی طاقت ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے خط کے علاوہ مجھے جدید دور

کی ٹیکنالوجی بھی استعمال میں لانی چاہئے اور قارئین سے بڑی حد تک میل ای میل رابطہ قائم رکھنا چاہئے۔

محترم محمد شاکر عزیز صاحب۔ پہلے تو میں آپ کے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے درست کہا ہے کہ ہر مصنف کی اصل طاقت اس کے قارئین ہوتے ہیں۔ جن کے روابط رکھنا بے حد ضروری ہیں۔ اس سلسلے میں پیش رفت کے طور پر آپ کے "نامہ شوق میرے نام" ناولوں میں شائع کرنے اور ان کے جوابات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہی بات میں اور اسی میں کی تو اس کے لئے عرض کر دوں کہ اگر میں انٹرنیٹ اور ای میل پڑھنے اور ان کے جوابات دینے کے لئے پہنچ گیا تو آپ قارئین کی محبت میں بس رہیں یہ ٹھارہ جاؤں گا اور پھر وقت پر ناول شائع نہ ہو سکیں گے۔ اس لئے سوچ لیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح "نامہ شوق میرے نام" لکھ کر مجھ سے رابطہ استوار رکھیں گے۔

خالد حسین کھیرا محمود کوٹ مٹن سے لکھتے ہیں۔ آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں اور ان تمام ناولوں کو ایک سے بڑھ کر ایک پایا ہے۔ ہر ناول کا پلاٹ مختلف اور انتہائی منفرد ہے۔ امید ہے آپ ان ناولوں سے بڑھ کر ہمارے لئے مختلف موضوعات پر منفرد و دلچسپ لکھتے رہیں گے۔ آپ کے لئے ناولوں کا عرصہ سے انتظار رہا ہے۔

محترم خالد حسین کھیرا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھ کر شکر ہے۔ میری شروع سے ہی کوشش رہی ہے اور ہے کہ





عالمی شہرت

بلیک جیک

اردو فیز

24-7

طیور احمد